योगेश्वर उर्फ
रुहानी मौलिम

लाबु दयाल गुप्ता

یوگیشور
یعنی
رُوحانی مُعلّم

جسمیں علم یوگ کی تمام شاخوں کا مکمل بیان علم تسخیر ہمزاد یکھنی ودیا۔ جادو۔ سحر میسمریزم وغیرہ کی اصلی حقیقت اور انکے عامل بننے کے آسان طریقے درج کئے ہیں۔

مصنفہ

حکیم بھگت رام مصنف جام جہاں نما۔ ہمہ داں طبیب،
کوک شاستر۔ گنج قارون۔ گھر کا سنیاسی۔ ر
ٹونہ اور اُس کی حقیقت و تسخیر وغیرہ

جسکو
باحق تصنیف دوامی از مصنف
بابو دیویدیال گپتا مالک گپتا اینڈ کمپنی ٹوہانی سٹرک دہلی
نے
کورونیشن پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوایا
قیمت عہ

دیباچہ
یوگیشور

معشوق ہوں یا عاشق معشوق نما ہوں
بُلبُل میں لگن پھُول میں بُو ہو کے بسا ہوں

انداز ہیں سب عاشق و معشوق کے مجھ میں
سوزِ جگر دل ہوں کبھی نازِ ادا ہوں

گوشِ شنوا ہو تو میری رمز کو سمجھے
حق یہ ہے کہ میں سازِ حقیقت کی صدا ہوں

معمولی انسانی عقل تو میرے راز کو چھو بھی نہیں سکتی اور جن کو کچھ ادراک ہوتا ہے ان کی دوڑ بھی میرے گرد و پیش رہتی ہے۔ میری تہ کو پانا کسی دیدۂ بینا ہی کا کام ہے اور وہ بصیرت کی آنکھیں جب کھلتی ہیں جبکہ انسان دنیا کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ بڑ کے گودر میں کس قدر تخم ہیں کوئی گنتی تو کر سکے! اُن کا شمار شاید کوئی کر بھی لے۔ مگر وہ شخص یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان کی وسعت کہاں تک ہے؟

اس ہر ایک تخم میں ویسا کا ویسا مسلم بڑ کا پیڑ سمایا ہوتا ہے!! کیوں ہے کہ نہیں؟ اب اگر کوئی ضدی اعتراض کر بیٹھے کہ ہم تو وہی بات مانیں گے جس کو عقلِ سلیم ہی تسلیم کرے گی۔ تو ذرا تکلیف کر کے اس سے دریافت تو کیجیے کہ اس خش خش سے باریک تخم میں اتنا موٹا، اس قدر فراخ، اتنا اونچا درخت کیونکر چھپ سکتا ہے۔ اب یہ بات عقل کے قیاس میں تو نہیں آ سکتی۔ مگر کون دعوے کر سکتا ہے اُس رائی بھر بیج میں سارا درخت بڑ کا نہیں ہے۔ اگر عقل کو ذرا اور کھلا چھوڑ دو تو آپ کو واضح ہوگا کہ اسی ایک درخت بڑ میں بڑ کے لاکھوں شجر موجود ہیں یعنی ایک درخت ہوگا اور جب اس میں پھل

آئیں گے تو ان میں کروڑہا تخم ہوں گے۔ ان ہر ایک بیج میں تمام اور بھی پودے اسی قسم کے سمائے ہیں۔ یوں ہی اگر یہ سلسلہ بڑھائے جاؤ تو معلوم ہوگا کہ وہ ذرا سا دانہ وہ بے پایاں قدرت رکھتا ہے لیکن وہ تمام طاقت سارا یہ جادو کا کھیل میرے یوگ کی برکت کا عطیہ ہے۔

اسی طرح ایک ایک شے میں وار وار نہیں پاؤ گے میری اصلیت کا۔ تمہارے جسم میں جو خون ہر آن دورہ کرتا ہے اس کے اندر اسی بڑ کے گولر کی طرح لاکھوں تخم نہیں بلکہ کروڑہا زندہ اجرام موجود ہیں۔

اور وہ زندہ کیڑے ایک ایک شریان کو لامحدود دنیا سمجھتے ہیں جسم کے اندر ہی اُن کے مکانات شہر و بازار ہیں بلکہ یہ بھی تحقیق کر لوگے تو آئندہ انکے جسم میں بھی جو خون دوڑتا ہے اس کے اندر بھی ویسی ہی مخلوق پائی جاتی ہے۔ غرضیکہ میری سرشٹی کی کوئی انتہا نہیں۔

انسانی عقل بالکل بھدی اور محدود ہے یہ سمجھتا ہے کہ میں ہی عجیب و غریب سامان رکھتا ہوں۔ میرے تعمیر شدہ کیسے دلاویز مکانات ہیں، میں گھوڑوں پر سواری کرتا ہوں، میں بادشاہی کرتا ہوں، گائے بھینس پال کر دودھ پیتا ہوں۔ مگر یہ تو ادنےٰ باتیں ہیں چیونٹی کو انسان کس قدر حقیر و ضعیف سمجھتا ہے۔ مگر اُن کے مکانات شہر اور بازار و نظامِ سلطنت انسانوں سے بھی اعلےٰ ہیں وہ بارش اور قحط تک کے تمام آنے والے حالات بیشتر ہی جان لیتی ہیں ایک ایک چیونٹی اپنی ضروریاتِ زندگی ایسی خوش اسلوبی سے مہیا کرتی ہے کہ انسان کی عقل اس کا سلیقہ دیکھ دیکھ کر دنگ رہ جاتی ہے۔ چیونٹیاں بھی ہماری طرح افواج بناتی جنگ و جدال کرتی ہیں۔ انکے بھی گورنمنٹ ہوس اور بڑے بڑے عالیشان مکان ہوتے ہیں۔ شہروں میں بستی ہیں۔ گائے بھینسوں کی طرح شیر دار جانور پالتی ہیں۔ ایسے ہی اور اور باتیں اگر اس ادنےٰ جانور کی تم کو معلوم ہوں تو اس کی عقل پر حیران ہو جاؤ۔

اور جب ان چھوٹے چھوٹے جانداروں کی حقیقت کو معمولی انسان سمجھ نہیں سکتا تو وہ میری ماہیت کو کیسے پا سکتا ہے

حیوانی لذات کا بھوکا انسان تو کبھی میرے یوگ کی فضیلت سمجھ ہی نہیں سکتا اور جب وہ اسکو کوئی نئی شے محسوس کرتا ہے تو اس کا دماغ تھک کر رہ جاتا ہے ہمنے سی گولاف وگذاف کتنی لگائے کہ ہم نے یوں ترقی کی۔ اور وون۔ مگر ابھی تک انسان کا علم بالکل کثیف ہے۔ اور کتابی تعلیم خواہ جس قدر حاصل کرلے۔ بدوں انسانی گرہ کشائی کے کچھ نہیں جان سکتا اور معمولی باتوں میں بھی انسان کی عقل چکرا جاتی ہے

ہم ایک چار انچ لمبا گھاس کا تنکا دیتے ہیں۔ اس ذرا سے سینک (تنکے) کو خواہ کتنا ہی پڑھا لکھا ہو ٹکڑے نہیں کر سکتا۔

وہ اول اس کو ہاتھ سے آدھا کرے گا۔ آدھے کو اور باریک باریک حصص میں توڑتا جائے گا۔ بعد ازاں مقراض سے کترے گا۔ باریک ہونے پر گھڑی بنانیوالے اونار اور خوردبینوں سے کام لیتا ہوا بھی انجام میں تھک کر ہار جائے گا۔ اور اتنا کہہ کر چھوڑ دیگا کہ "بس اس سے آگے مجھ سے تو کاٹا ہی نہیں جاتا" یہ ہے انسان کا کمال اور اس پر نازاں ہے۔

انسان خود ہی ایک سمت چلتا ہے اور آپ ہی اس اصل رُخ کو جانچ نہیں سکتا۔ نیچر نے سورج چاند سیارے ستارے سمت معلوم کرنے کو رہنما بنا دیئے ہیں مگر ان سے بھی اس کو حل کرنا دشوار ہے اور انسان نے قطب نما بنا لئے ہیں اور لطف یہ کہ جہاں پر خصوصاً قطب نما کا تعلق ہے وہاں پر ہی انسان کو صحیح راستہ چلنے کا رخ معلوم نہیں ہوتا۔ جہازوں میں قطب نما سے سمت دیکھے جاتے ہیں۔ اب فرض کرو کہ ایک جہاز مغرب سے مشرق کو آ رہا ہے اس میں کوئی شخص جہاز کے منہ کی جانب سے پشت کی طرف بھاگنا شروع کرتا ہے۔ اس کی رفتار جہاز کی رفتار کے برابر ہے! ہم پوچھیں گے کہ اس شخص کی حرکت واقعی کس طرف کو ہے۔ اگر یہ کہو کہ وہ مشرق سے مغرب کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ جہاز اس کو مشرق کی

طرف لئے جاتا ہے۔ اور یہ بھی نہیں کہتے کہ وہ مشرق کی جانب ہی واقعی جا رہا ہے کیونکہ اس کا منہ اور دوڑ مغرب کو ہے۔ پس بلحاظ جہاز کی اندرونی اشیار کے اسکی حرکت جانب غرب ہے۔ اور جہاز کی بیرونی حقیقت سے چونکہ اس کی رفتار جہاز کے برابر ہے اس لئے اس کی کوئی حرکت نہیں۔ مگر یہ بھی اندازہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ زمین کی محوری حرکت کا حساب کرو تو یہ شخص ایکہزار میل فی گھنٹہ کے حساب سے مشرق کی طرف جا رہا ہے۔ الّا یہ جواب بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ زمین کی ایک حرکت آفتاب کے گرد مدار ارضی پر ہوتی ہے۔ یہ حرکت تخمیناً ۷۰ ہزار میل فی گھنٹہ ہے۔ پس وہ ۷۰ ہزار میل فی گھنٹہ کے حساب سے مشرق کی طرف بڑھ رہا ہے۔ مگر اب بھی اس کی حرکت کا اصلی پتہ تو نہیں معلوم ہوا کیونکہ تمام نظام شمسی مجموعہ نجوم ہرکیولز کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔ پس نہ اس شخص کا علم صحیح جو جہاز کے اندر سے دیکھ رہا ہے اور نہ اس شخص کا جو جہاز کے باہر سے اس کا معائنہ کر رہا ہے۔ اس پر ہم اس رائے پر پہنچتے ہیں کہ انسانی علم کی رو سے کسی بات کا قطعی جواب دینا غیر ممکن ہے۔ لیکن اگر یہی انسان یوگ میں وصل پاتا ہے یعنی جب دوئی وُور غیریت کا شیشہ چور کر دیتا ہے تو نیچر کی ہر ایک رمز کا سمجھنا اس کے لئے ذرا بھی دشوار نہیں رہتا اور تفریق جبھی تک رہتی ہے جب تک کہ میں اور تو کی ہستی جُدا جُدا جچتی ہے جب ایک ہی واحد ذات کا اتصال ہو جائے تو شغل و شاغل دو نہیں رہتے

ہم دوران کتاب میں شاگرد و استاد کی حیثیت سے ہر ایک بات کی توضیح کریں گے۔ کیونکہ ہماری تلقین جدید ویدانت کی طرح محض بانونی نہ ہوگی۔ ہم صرف زبان سے کہکر بر ہم بنا دیں گے بلکہ جس آنند کا جس رمز شناسی کا وعدہ کریں گے اس کو ہم دعوے سے صاف کر دیں گے کہ جو شخص ہمارے حسب اسپارتہ دل سے عمل یوگ کا پابند ہو جائے گا وہ ضرور اپنی معراج کی سیڑھی پر پہنچے گا۔

یوگ کا لُطف

یوگ کے آنند کا ذوق کیوں مبارک ہے اور اس کے حصول کیلئے جان و مال دین و ایمان کیوں قربان کرنا واجب ہے۔ اس سوال کو ذیل کی روایت ضرور حل کردیگی

ایک راجہ کی بیٹی بڑے بلند خیال کی تھی اس کے دل میں بچپن سے ہی یہ خیال پیدا ہوگیا کہ وہ کونسی لذت ہے جس کے حصول کے لئے تمام عورتیں خان و مان ماں باپ پیارے بھائی تک چھوڑ کر خاوند کے ساتھ یوگی ہو جاتی ہیں! وہ کیا لطف ہے۔ وہ کیا ذائقہ ہے۔ جس پر معلوم نہیں کب سے یوں ہی تمام دنیا مفتون چلی آتی ہے! آہ وہ کیسا پریم ہے۔ جس پر بغیر کسی سوچ بچار کے بڑی بڑی پارسا عورتیں پتی کے ساتھ اکیلی چل دیتی ہیں۔ میں تو جب تک اس رمز کو سمجھ نہ لونگی ہرگز شادی نہ کروں گی۔

الغرض راجہ کی دختر نیک اختر نے یہ خیالات ضمیر میں مضبوط بٹھا لئے اور اسکے جستجوئے راز میں کوشاں ہوگئی۔

وزرا اُمرا کی ہم عمر چند کنواری لڑکیاں سہیلی بنالیں اور اُن کو بہت عرصہ اول ہی اس راز کے انکشاف کے لئے تیار کرنے لگی۔ ہر وقت یہی مصلحت کیا کرے۔ ہر کو سمجھایا کرے کہ جب تمہاری شادی ہو خاوند سے مل کر واپسی پر مجھے تمام حظوظ کھول کر سمجھا دینا تاکہ میں معلوم تو کرلوں کہ واقعی کوئی ایسا لطف ہوتا ہے یا نالائق عورتیں محض ایک دوسرے کے نقش قدم سنے سنانے مذہب پر ہی اپنا پُرانا گھر چھوڑ چھاڑ کر غیر مرد کے ساتھ اُٹھ بھاگتی ہیں۔

چنانچہ جس لڑکی کا سب سے اول بیاہ ہونے والا تھا۔ اُسکو شب و روز ہر وقت خلوت میں بٹھا کر مضبوط کیا کرتی کہ خبردار مخبوط الحواس ہوکر اُسوقت بھول نہ جانا جبکہ خاوند تجھے پیار کریگا۔ وہ تمام باتیں مو بمو مجھے کھول کر بتانی ہونگی۔

آخر وہ دن آیا جب اس لڑکی کا عقد قرار پایا اور وہ شوہر کے ساتھ چند یوم اس کے گھر میں جا کر رہی۔ واپسی پر راج کنیا نے نہایت تپاک سے اُس کا استقبال کیا اور اسے تنہا لیجا کر از سر تا پا بیاہ کی ساری خوشیاں پوچھنے لگی۔

نئی دلہن نے ابتدا سے انتہا تک جیسا جیسا موقعہ پیش آیا تھا سچ سچ کھول کر بیان کر دیا۔ جس طرح ان کا عقد ہوا تھا۔ جس جس طرح پہلے دن اُسکے سسرال کے جانے پر مبارکبادیاں منائی گئی تھیں۔ جس جس طرح سے چھوٹی چھوٹی بھی رسومات ادا ہوئی تھیں ایک ایک کو بلا اختصار اور کسی سقم کے بالتشریح بیان کر دیا۔

جبکہ وصل کا تذکرہ آیا تو ہر طرف اشتیاق کی آتش کا اوّل ہی دونوں دلوں میں مشتعل ہونا بتلایا اور ساتھ ہی کہا کہ گو میرے دل میں شرم و حیا وغیرہ کئی ایک حجاب تھے۔ گو میرے دل میں نئے تعلقات اور اب تک کی نہ دیکھی سنی کیفیت واقع ہونے کی جھجک بھی پیدا ہوتی تھی۔ بعض اوقات تو خوف و دہشت سے جسم تھرا ہی جاتا تھا۔ مگر پھر خیال آجاتا تھا کہ زمانہ اسی لذت کو تو تمام دنیا کے حظوظ سے بالاتر بتلاتا ہے۔ پھر زہے قسمت کہ آج میں بھی اس قیمتی لطف سے مالا مال ہونگی اس لئے گھبرانا اور خوف و خطر لانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

الغرض رات ہوئی اور گھڑیوں منٹوں میں وہی وقت آپہنچا کہ جس کے لئے وہ تمام ٹھاٹھ باٹھ بنائے گئے تھے جس کے لئے اس قدر دھوم دھام و ازدحام رچایا گیا تھا۔ اب اس لڑکی کی زبان سے ہے کہ جب دولہا آیا تو اسکی گو نورانی و پسندیدہ صورت میرے من بھائی۔ مگر کسی اندرونی خوف سے میری حالت دگرگوں ہونے لگی۔ جب اس نے چارپائی پر قدم رکھا تو میرا عجیب حال تھا۔ خوف و وحشت سے حجاب سے جسم نڈھال تھا۔ مارے شرم کے عرق عرق ہو گئی۔ کاٹو تو جسم سے لہو نہ نکلے۔

شوہر نے محبت بھری باتوں میں رجھایا اور پرچایا۔ نہایت شفقت و انس سے

منہ سے گھونگٹ اُٹھایا - پیار کیا - الفت کی - یہ کیا وہ کیا ....
.... کیا .... پھر کیا - جو
لطف نصیب ہوا .... الفاظ نہیں جن
سے ادا ہو تو کسی انشا پرداز کے قلم میں طاقت ہے! نہ املا شناس محرر میں لیاقت
ہے کہ وہ لذت .... !!
وہ پریم بھرا لطف بیان کر سکے - جوں جوں وہ "نوعروس" اپنی رام کہانی سناتی
اس کی سہیلی (راجہ کی لڑکی) اس کی گول مول سی بات پہیلی سی سن سن کر بیچین
بجبین ہوئی جاتی تھی آخر اس سے نہ رہا گیا اور کہنے لگی کہ افسوس! میں نے تجھے
اپنی بہنوں سے زیادہ محبت الفت ہمدرد غمگسار سمجھا ہوا تھا مگر حیف کہ تو کیسی بیوفا
مکار نکلی جس بات کیلئے میں نے تجھے تیار کیا تھا کہ عام عورتیں وہ اصلی راز نہیں بتلاتیں
اور خیال تھا کہ تو مجھ سے ہرگز پردہ پوشی نہ کرے گی - مگر افسوس کہ تو بھی باصفا نہ
نکلی -

اب وہ لڑکی لاکھ لاکھ قسمیں کھاتی سو سو طرح سے اُسے یقین دلاتی کہ وہ
لذت ہی ایسی ہے جس کو کسی بشر کے امکان میں نہیں ہے کہ وہ اس کی
کماحقہ حقیقت تم کو کسی تصویر میں سمجھا سکے ...... اور وہ لطف لفظوں میں بندش
میں لاکر نقش کرا سکے -

غرضیکہ جس قدر اس لڑکی نے اپنی سچائی کا یقین دلایا - اسی قدر راجہ کی بیٹی
ترش رو ہو گئی - انجام کار اس سہیلی سے ہمیشہ کیلئے قطع تعلق کر لیا اور بعد
ازاں ایک اور لڑکی کو جس کے ایام برات قریب آرہے تھے اپنا ہمراز بنا لیا -

اس کی بھی شادی ہوئی - وہ بھی یونہی پتی سے ہموصل ہوئی مگر جب شہزادی
مستفسر سے بیان کرنے لگی تو سابقہ سہیلی سے زیادہ اس نے بھی ایک لفظ نہ
بیان کیا - اور جب عین خاوند سے خلوت کی ملاقات کا وقت آیا اور اصلی راز

بتلانے کا موقعہ پیش ہوا تو اتنا ہی کہہ کر چپ ہوگئی کہ یہ ایسی لذت ہے جس کو تقریر سے ادا کرنا میری عقل و فراست سے باہر ہے۔

چنانچہ اس لڑکی سے بھی بادشاہ کی دختر کا عقدہ حل نہ ہوا اور اس سے بھی ناراض ہو کر تیسری ایک اور لڑکی کو محرم راز بنایا۔ غرضیکہ مدتیں تجربہ کرتے گذریں کئی نئی بیبیاں خاوندوں سے مل مل کر آئیں مگر کسی نے تسلی نہ کی۔

سب کے بعد اس کے والد (بادشاہ) کے وزیر اعظم کی بیٹی جس سے اُسکا نہایت ہی پیار اور اعتبار تھا دلہن بنی اور اب کے اسے نہایت ہی یقین پیدا ہوا کہ یہ لڑکی تو ہرگز مجھ سے تل بھر کا پردہ نہ رکھے گی۔

چنانچہ جب وہ خاوند سے ملنے کے بعد آئی تو دونوں ایک علیحدہ مکان میں چھپ کر باتیں کرنے لگیں دلہن نے الف سے یے تک ایک ایک عرض کر دی اور ان لڑکیوں کی طرح ہی سارا تذکرہ بیان کیا۔

جب وہ خاص قربت کا بیان کرنا تھا تو شروع میں سب کچھ ان کی زبان کا کہا ہوا دہرایا مزید یوں کہا۔ کہ "جس طرح نشے کا سرور" بن پیے معلوم نہیں ہوتا" جس طرح خواب کا لطف" الفاظ میں ادا نہیں کیا جا سکتا! جس طرح گونگا پیٹ بھر کر گڑ کھانے پر بھی" گڑ کا مزا نہیں بتا سکتا"!

ایسے ہی اگر تجھے ہوس ہے! اگر سچ مچ اس لذت کے چکھنے کی تمنا ہے۔ تو اول والدین سے تمام عمر کی جدائی کی قربانی کر! عزیز و اقارب کا رشتہ یک لخت توڑ دے! پدری ورثہ اور شاہی جاہ و حشمت پر تھوک اور عزت و ایمان و خودی کو خاوند کے قدموں پر صدقے کر دے۔ اور ہاں اس وقت اس لطف کو وصول کرنے کی حقدار ہو گی۔

"یوگ کا مقصد" یوگ کا اعلان بھی یہی ہے کہ کسی شخص کو سچے دل سے اس آنند کی چاہ ہے تو اس لڑکی کے نتیجہ پر پہنچے وہ تمام شکوک شیشۂ قلب سے محو کر دے

اور پھر وہ میری رمز کو پا سکتا اور اس کا لطف وصول کر سکتا ہے۔

یوگ کی عظمت

علم یوگ کو مختلف معانی میں تاویل کیا جا سکتا ہے! اکثر لوگ سانس روکنے کو یوگ کہتے ہیں۔ بعضوں کے نزدیک روح پر قبضہ پانے کا نام یوگ ہے۔ کئی لوگ دماغی قوتوں کے ایک مرکز پر جمع ہونے کو یوگ کہتے ہیں۔ بعض کی رائے میں آتما پرماتما سے اتصال اور بعضوں کے خیال میں یوگ ایک خاموشی کی عبادت ہے مگر یہ سب لوگ کسی نہ کسی طرح کی غلطی پر ہیں۔ درحقیقت یوگ چت کی ورتیوں کے نرودھ (روک) کا نام ہے۔ یعنی یوگ ابھیاس سادھنوں کی مشق کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ من کے خیالات یکسو کیئے جاتے ہیں۔

جب دل کو یکسو کر کے خیالات کے فوج اور خواہشات کے تلاطم کو مغلوب کیا جاتا ہے تو آئینہ قلب پر نور کل کا عکس پڑتا اور آپ سے آپ سچائی کا علم حاصل ہونے لگتا ہے۔

دنیا کی مصیبت صرف مادی تعلقات کی وجہ سے ہے ورنہ روح بالذات رنج وراحت وغلبات سے مبرا ہے۔ اس لیئے جب ایک یوگی کامل مشق سے ہر قسم کے خیالات محو کر کے علم الیقین کے مدارج سے بالا ہو کر عین حق الیقین کی منزل پر پہنچتا ہے تو اس کی ادنے درجہ سے قدرت کے تمام مخفی راز نیچر کے اندرونی پردوں کے اسرار اس پر خود بخود عیاں ہونے لگتے ہیں۔

آج باوجودیکہ ہندوستان قریباً تمام دنیا میں حشمت وثروت اور جسمانی طاقت سے ضعیف ہے۔ صدہا انسانی کمزوریوں میں دوسرے ممالک میں ہندی لوگ حقیر نظروں سے دیکھے جاتے ہیں مگر روحانی علوم میں اور خصوصاً یوگ ودیا میں آج بھی بھارت ورش دنیا بھر کا ممتاز اُستاد مانا جاتا ہے۔ علم یوگ کی

برکت و عظمت سے ہند کا ایک نادار فقیر تمام مہذب ملکوں میں کامل ولی تسلیم کیا جاتا ہے۔ سوامی وویکانند و رام تیرتھ مرحوم درانحالیکہ وہ کوئی بڑے عامل یوگی بھی نہ تھے۔ مگر امریکہ وغیرہ میں ان کی جسقدر عزت اور ناموری ہوئی ہے تمام عالم میں روشن ہے۔ امریکہ کے بڑے بڑے "ارب پتی" سوامی رام تیرتھ کو مجسم عیسیٰؑ کا اوتار مانتے ہیں وہاں کا شہنشاہ (پریذیڈنٹ) روزلٹ عارف مذکور کے اننک گیت گاتا نہیں تھکتا۔

پرانے رشیوں اور یوگی راجاؤں کے حیرت انگیز کارنامے پڑھکر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور جب ہم نظیراً ان لوگوں کا کوئی واقعہ بیان کرتے ہیں۔ تو موجودہ زمانہ کے چندروزہ بجلی کے لیمپوں کی بھڑک دیکھے ہوئے نوجوان اُن باکمال اشخاص کے کارہائے نمایاں سن کر محض فسانہ اور گپ سمجھتے ہیں۔ اور جس طرح اندھوں کا دیکھا ہوا ہاتھی مختلف قیاسوں سے ہر ایک مفسر کے ذہن میں الگ الگ شکل و صورت کا جچتا ہے۔ ویسے ہی ہمارے نئی روشنی کے والہ و شیدا جنٹلمین ان لوگوں کے بڑے بڑے دقیق کام اپنے منطق میں اور اور فرضوں پر خیالی تصور کرتے ہیں۔

اگر آج ریل گاڑی۔ موٹر کار اور برقی تاریں نہ ہوتیں تو ایسی چیزوں کا کوئی شخص پچھلے لوگوں کو موجد بیان کرتے تو ہرگز کوئی ماننے پر تیار نہ ہوتا۔ لنکا سے رامچندر کا ایک دن میں اجدھیا پہنچنا خلاف قیاس بنا دیا جاتا ہے۔ اور آج فرانس یا انگلینڈ سے ایک انگریز کا بیلون پر سوار ہوکر دو چار گھنٹہ میں سینکڑوں میلوں کا سفر کر لینا ایمان اور عقل میں درست مانا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ چشم دید چیز ہے۔

لیکن یوگ کی نسبت ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ ایک کامل یوگی کے لیے بدوں کسی غبارہ وغیرہ کی امداد کے گھڑیوں منٹوں میں ہزاروں کوس کا سفر بالکل معمولی بات ہے مگر چونکہ اب کوئی انسان ایسا نمونہ سامنے ہیں دکھلا نہیں

سکتا۔ اس لئے عوام الناس کو یقین دلانا مشکل امر ہے۔

کنوے کا مینڈک ہرگز سمندر کے پیٹ کو کنوے کے شکم سے بڑا نہیں مانتا اور گولر کا پتنگا اسی بڑ کے میوہ میں تمام عالم یقین کئے ہوتا ہے اور وہ لاکھوں قسمیں کھانے پر بھی گولر سے بڑی ہرگز کوئی ہستی ہی نہیں تسلیم کرتا ورنہ اصل میں دنیا میں کوئی شئے نرالی یا عجوبہ نہیں ہے۔ جس بات کا ہم کو علم نہیں ہوتا وہ شئے پہلے پہل سن کر ہم چکت ہو جاتے ہیں۔ دوربین اور خوردبین وغیرہ نو ایجاد آلات سے عجیب وغریب معلومات حاصل ہوتی ہیں مگر بغیر ان چیزوں کی امداد کے جب ہم کسی ناخواندہ شخص کو پانی یا خلا میں ہر وقت لاکھوں کروڑوں جانداروں کا موجود ہونا بتلائیں تو کوئی ماننا نہیں ہے۔ پچاس میل شئے جو بدوں دوربین کے اور کسی طرح نظر نہیں آسکتی! خالی باتوں سے کوئی اس کی ہستی تسلیم نہیں کرتا۔ مگر جب اس کی آنکھوں پر دوربین لگائی جاتی ہے تو اس کو مطلق چون وچرا کی جرات نہیں ہوتی۔

علم یوگ ایک اسی قسم کا آلہ سمجھو! جس کی عظمت وبرکت سے ایک دبلا پتلا انسان ہزاروں میلوں سے ایک ایک ذرہ دیکھ سکتا ہے۔ یوگ کے فیض سے صدہا میل کی مسافت کر کے آناً فاناً بدون کسی مادی طاقت کی امداد کے جہاں چاہے حاضر وموجود ہو سکتا ہے۔

یوگی کے لئے عالم الغیب ہو جانا ایک سے دوسرے اجسام میں روح کو حلول کرنا معمولی باتیں ہیں۔ یوگی ہزاروں خودسر اور متکبر اور شریر انسانوں کی طاقت نابود و کمزور کر سکتا ہے۔ یوگی کے لئے ناممکن کو ممکن کر دکھانا بالکل آسان بات ہے علم یوگ کی حکمت سے رامچندر ایک کمسن لڑکے نے اسقدر مضبوط اور وزنی دھنش توڑ دیا تھا۔ جو ہزاروں انسانوں سے اٹھ بھی نہ سکا تھا۔

یوگ ہی کا کمال تھا جس نے کرشن چندر[1] کو تمام عالم میں معزز وممتاز بنا دیا تھا

---

[1] افسوس ہے آجکل کیطرح بھنگ یا گانجے والے برائے نام یوگی نہ تھے بلکہ بڑے جلیل القدر شاہان اس علم کے شاغل ہوا کرتے تھے

اور اب تک ان کی یوگ فلاسفی کی مستند کتاب ”دقیقہ رس نظروں میں قابل پرستش اور مقبول ہے۔ اس یوگیشور (کرشن چندر) کی طاقت سے بڑے بڑے پہلوانوں اور عالیجاہ شہنشاہوں کا زہرہ آب ہوتا تھا۔ ان کی ہر ایک بات اپنے ہمعصروں میں ہر شخص کو بسر و چشم منظور ہوتی تھی۔ مہابھارت کی لڑائی درپیش آنے پر جب اُن کی تلقین ارجن کو ناگوار معلوم ہوئی اور وہ جنگ سے پہلو تہی کرنے لگا تو آپ نے یوگ کی شکتی سے ارجن کی آنکھیں اپنے نفس مضمون پر ایسی محو کیں کہ ان کا منہ کھلا ہوا اندر سے عجیب و غریب منظر دیکھتا حیران رہ گیا۔ چنانچہ ارجن نے دیکھا کہ کرشن جی کے منہ کے اندر بڑا وسیع میدان کارزار ہے اور تمام بڑے جنگ آزما نامور کمان افسر کٹتے مرتے جا رہے ہیں۔ یہ سین حیرت انگیز دیکھکر ارجن کا جسم تھرّا گیا اور یوگیشور کی عظمت دل میں ایسی ثبت ہوئی کہ ان کا جسم بجائے معمولی جسم کے ایک ہیبتناک لمبا چوڑا گرانڈیل خلا میں محیط تصور کر لیا اور ہیبت سے کانپ کر قدمبوس ہوا اور جیسا ان کا ارشاد تھا عمل میں لایا۔

یوگی جب خیالات کا انتشار روک کر پانچوں حواسوں کی طاقت بڑھا لیتا ہے تو اس کے آگے کوئی بات پوشیدہ یا دشوار نہیں رہتی۔

ہر ایک جاندار کے حواس جس جس طرف زیادہ مائل رہتے ہیں خصوصاً اسی شے کا پورا پورا عقدہ کھول سکتے ہیں۔ درندوں میں حس شامہ سب جانداروں سے زیادہ ہے مگر ان سے بھی زیادہ یہ حس وحشی انسانوں میں کثیر مانی گئی ہے جن کو تمام عمر جنگل میں رہ کر ہر ایک جانور سے تعلق رہتا ہے وہ لوگ چند گھنٹوں کے گذرے ہوئے جاندار کے پاؤں کی صرف زمین ہی سونگھ کر اسکی ذات تک معلوم کر لیتے ہیں۔ یوگی جب اندرونی و بیرونی حواس کو اپنے قابو میں لاتا ہے تو اس کے لئے تمام محسوسات کا کماحقہٗ راز معلوم کر لینا بچوں کا کھیل ہو جاتا ہے۔

علم یوگ کی وساطت سے ہزاروں سال زندہ اور تندرست رہنا بالکل یقینی

امر ہے۔ یوگ کی ان ٹل طاقت سے ایسی ایسی غیر محدود قابلیتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو اور تمام دنیا کے علوم و فنون سیکھنے سے بھی میسر نہیں ہو سکتیں۔

یوگ کے جاننے سے ہر ایک انسان کرۂ ارض کے عنصریات سے راز جان لیتا ہے کارخانہ الٰہی کے اسرار اور بھیدوں سے واقف ہو سکتا ہے اسی علم کی برکت سے روشن ضمیر اور عالم غیب ہو جاتا ہے۔ انسان کے جسمانی اعضاء و قوائے پردوں کی ماہیت و اصلیت معلوم کر کے مہلک سے مہلک عوارض منٹوں میں دور کر دیتا ہے زبردست انسانوں و خونخوار درندوں کی حرکت و جنبش تک سلب کر سکتا ہے۔ چونکہ ان باتوں کا اوراق آئندہ میں بالتفسیر بیان آئے گا اسلئے ہم یہاں پر مزید خامہ فرسائی سے اجتناب کرتے ہیں۔

یوگ کی دلچسپیاں

تم نیچر کے ہر جگہ یہی قانون حاوی و مبسوط پاؤ گے! یعنی ہر ایک جاندار کی جس شئے سے خاص محبت ہو جاتی ہے وہی چیز اس کو تمام دنیا سے پیاری اور دلچسپ معلوم ہوتی ہے۔

حیوانوں کا اولاد سے دلچسپی اور بیحد انس کرنا ان کی خود پیدا کردہ محبت کی دلچسپی ہے۔ انسان کا منشیات کا غلام ہونا حیوانی لذات کا والہ و شیدا ہونا محض ان چیزوں سے محبت ہو جانے کی دلچسپی ہے ورنہ باریک نظر سے دیکھا جائے! تو کیکر کے بھوت (شراب)، یا بھنگ افیون میں کونسی شئے کشش کرنیوالی ہے۔ اور کیا عورت کے ہاڑ چام میں لذت دھری ہے! رام رام!! نعوذ باللہ!!! ہرگز ہرگز نہیں۔ وہ تو صرف چت پرتی کے نرودھ (ایکاگرتا یوگ) کی لذت ہے ورنہ کسی بھی مادی شئے میں حقیقتاً رتی بھر لذت نہیں ہے۔ "کتے کو ہڈی کا صواد" یعنی کتے کو خشک ہڈی زور زور سے چباتے ہوئے اپنے ہی مسوڑھوں کا خون لذت دیتا

ہے۔ گو کچھ رس اُس مس کرنے والی دیکھنے والی شے میں بھی ضرور ہونا ہوگا۔ وہ خود اپنی ہی من مانی لذت ہے ورنہ سچ مچ اگر کسی ایسی شے میں ذائقہ ہوتا تو ہر ایک کو یکساں دلچسپی ہوتی مگر ایسا بالکل نہیں ہوتا۔ اِس لئے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ خود ہمارے مذاق اور خواہش کی تصور کردہ لذت محسوس کرتا ہے۔

عشق۔ لگن آرزو۔ تصور اور امید ہیں وہ قوت جاذبہ دکشش مقناطیسی) موجود ہے جو کہ ہزاروں کوس پر پیاری شے کا احساس دلا دیتی ہے ؎

خوں رگِ مجنوں سے نکلا فصد لیلیٰ کی جو لی   عشق میں تاثیر ہے پر جذب کامل چاہیئے

جس شے کی ہر وقت دھن رہے وہ کچھ عرصہ بعد خاص کشش کا دلچسپ مرکز بن جاتی ہے اور اگر ساتھ ہی وہ معشوق خوبصورت اور مفید بھی ہو تو اس کے عشق کا اندازہ نہیں رہتا۔

یوگ کی دلچسپیاں نہایت ہی راحت بخش خوشیاں ہیں اور جیسا بیان کیا گیا ہے یعنی جب ہم کسی شے کو سکھ کا منبع قیاس کر لیتے ہیں تو اس ادنےٰ چیز میں بھی اسکے حصول کا اشتیاق پیدا شدہ اسکو دلآویز کر دیتا ہے۔ اور اس کی طرف تمام دیگر خیالات محو کر کے طبیعت کا رعب ہونا اس چیز کو تمام لذات کا فرض کیا ہوا "مخزن" خود بخود دلچسپ بنا دیتا ہے۔

ایک انگریزی پڑھا ہوا کسی اخبار میں دو سو روپیہ ماہوار کی نوکری کا اشتہار دیکھتا ہے۔ سات سو میل پر وہ آسامی خالی ہے۔ وہ اپنے کو اسکے قابل تصور کر کے اس ڈیوٹی کیلئے درخواست دیتا ہے۔ وہاں سے فوراً منظوری کا تار آتا اور وہ جھٹ پٹ طلب کیا جاتا ہے۔ اب اسے پیسہ تو ایک بھی نہیں ملا مگر اس کے دل سے پوچھیے کیسا خورم ہے منٹوں گھڑیوں میں اسکے دل کا پارہ انبساط سے بلیوں اچھلتا ہے۔ کپڑوں میں پھولا نہیں سماتا اس کے مقرب و احباب عزیز و خویش تمام ہشاش وبشاش ہو جاتے ہیں!!! اگر یہ فقط دل کی تسلی کی لذت و راحت نہیں

تو اور کیا ہے؟

گہری نیند میں جب انسان دین و دنیا کو قطعی بھول جاتا ہے اور سو کر اٹھتا ہے تو بار بار خوشی سے کہتا ہے کہ "میں بڑا ہی آنند سے سویا" بتلاؤ وہ اسکو کس چیز نے آنند دیا ہے؟ وہ فقط چت برتی کے نرودھ (یوگ) کا لطف ہے۔ وہ صرف محسوسات سے یک لخت تارک ہونے کا آنند ہے۔ محض اپنی اصلی ذات کے دیدار کی لذت ہے۔ اور جب یوگی تمام مادی اشیا کے حظوظ سے لاپروا ہو کر ہر قسم کی دنیاوی راحتیں اور تمنائیں خاص دل سے بھلا دیتا ہے تو اسکو اپنے آتما میں جبتک وہ منزل میسر ہو پرماتما کی ذات جدا رہتی ہے جب دوئی دور غیریت چکنا چور ہو جاتے تو ایک ہی ذات ہے اسی واسطے وہ ہر ہر کہلاتا ہے۔ پریم آتما کے وصال کا وہ لطف نصیب ہوتا ہے جسکو کوئی نفسانی لذت نہیں پہنچتی اور نہ قلم کا یارا ہے کہ اس پریم آنند کی یوگی کیلئے خود اشتیاق پیدا کرنا ابتدائی منزل میں ضروری ہے۔ جب ربط ہو جائے گا۔ پھر آپ سے آپ وہی علم دلچسپ ہو تا تمام اشیاء سے متنفر کر دیگا جس طرح ایک نوجوان علم کی دھن میں خاص عنفوان شباب میں جب کہ شاذ و نادر ہی کسی شخص کا دل دنیا کے نخرے تخرے اور نفسانی شہوات و جذبات پر نہیں پھسلتا ہے۔ تمام ایسی خواہشات لوح دل سے دھو دیتا ہے۔ کیونکہ اسکو بی۔ اے۔ ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرنا اور بعد میں ای۔ اے سی بننا مد نظر ہے۔ اور اس آئندہ ملنے والے لطف کا آنند اس کو اپنے معراج سے گرنے نہیں دیتا ایسے ہی یوگی کو اپنی ریاضت و شغل میں بہت کچھ ایثار و محنت سے کام لینا پڑتا ہے۔ اسکو معمولی انسانوں سے لیکر تمام شہنشاہوں کے زر و جاہ اقبال پر تھوک دینا پڑتا ہے۔ اور ایک طرح کی نہایت ہی محنت کی منازل طے کرنی ہوتی ہیں مگر وہ دلچسپی سے لگا رہتا ہے۔ اسوقت اسکو بھی فقط آنیوالی ہی دائمی سکھ اور کمال کا آنند ہے جو ہر وقت مست و محو کر کے اسے اپنے تکمیل میں لگائے رکھتا ہے جس طرح ایک انسان کو ہیر رج کے فوائد ذہن نشین ہو جاتے ہیں تو وہ کسی

بازاری پدمنی پر بھی مفتون نہیں ہوتا۔ وہ خواب میں بھی کسی تیرہ فعلی کا ارتکاب نہیں کرتا۔ کیونکہ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہی بیرج میری تمام منقولہ وغیر منقولہ جائداد ہے۔ اگر یہ فضولیات میں ضائع چلی گئی تو میں اس دنیا میں کسی ہی کام کا نہ رہوں گا اور اگر یہ حشمت۔ اکسیر احمر سنبھال رکھوں گا تو بے پایاں راحت و اعزاز کا حقدار ہونگا میری طاقت و شجاعت و رعب کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا۔

اسی طرح یوگی کو نشچہ رہتا ہے کہ علم یوگ کی تحصیل میں گو زندگی تک سے ہاتھ دھونے پڑینگے۔ تمام حظوظ کو بالائے طاق رکھنا ہوگا۔ مگر انجام جب اپنے معراج کی سیڑھی چڑھ لوں گا تو پھر کوئی خوشی کوئی راحت و ثروت ایسی نہیں ہے جو میری قدرت و کمالیت کی ادنےٰ چیز نہ بنیں گی۔ وہ کونسی آرزو ہوگی جو فقط میرے خیال میں لاتے ہی حاضر نہ ہو جایا کرے گی۔

ہم کامل یوگی کے کمال کسی اور جگہ درج کرینگے۔ اتنا واضح کر دیتے ہیں کہ شاغل کو ابتداہی میں چند ایام کی مشق میں تکلیف یا یوگ کا خیال چھوڑ دینے کی نوبت ہوا کرتی ہے ورنہ طبیعت پر جب جبر کرکے ابتدائی منازل طے کر لیتا ہے۔ تو آئندہ خود بخود دلچسپی بڑھنے لگتی ہے

یوگیشور جب اپنے حواسوں میں بے انداز طاقت پیدا کر لیتا ہے تو اسکے روبرو ہر قسم کے کشف و کمال خرق عادات وغیرہ بچوں کے کھیل ہو جاتے ہیں۔ وہ مردہ کو آنِ واحد میں زندہ کر سکتا ہے اسکی آنکھیں خورد بین و دوربین سے بڑھکر استاد ہو جاتی ہیں۔

یوگی روح ہر ایک وحوش و طیور میں گھسکر اس گلشن عالم کے کونے کونے کا خاطر خواہ سیر کر سکتی ہے۔ وہ دُنیا کی دنیا اپنی جُدا پیدا کر سکتا ہے۔ اور چاہے تو کروڑ ہا مخلوق کا گھڑیوں میں خاتمہ کر سکتا ہے۔

غرضیکہ یوگ کی دلچسپیاں نہایت ہی دل خوش کن ہیں علم یوگ ایک ایسی

زبردست قوت ہے۔ جس کا کوئی طاقت، کوئی قانون، کوئی معجزہ، کوئی مخلوق مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یوگ دماغی قوا رکا کیمیائی جوہر ہے۔ یوگ گنجینۂ اسرار و علم تسخیر کا منتر ہے۔ یوگ ہی تمام کمالات کا منبع ہر قسم کی راحت، شہرت، عزت، دولت و شادمانی کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔ جس کے لطف کو مادی دُنیا کی کوئی شے شمہ بھر بھی نہیں پہنچ سکتی۔

یوگ کی کمالیت کا راز

علم یوگ بالکل عملی فلسفہ ہے۔ یوگ میں دلیل و حجت عبث ہے تکرار و مباحثہ محض بے سود اور اعتراض لاحاصل ہے۔

چونکہ عموماً ہمیشہ سے یوگی بہت کم ہوا کرتے ہیں کیونکہ یہ علم بہت مشکل ہے۔ بلکہ آجکل کے کمزور ارادہ و متلون مزاج انسانوں کیلئے یوگ کی مشق محال ہے اور اس کی تحصیل کے راز بہت بڑے دماغ کی سمجھ کے قابل ہیں۔ اِس لئے عوام الناس کا اس فلسفے کی طرف رجحان کم ہے۔ یوگ کی کتابیں اکثر دقیق اور صرف سنسکرت میں ہیں۔ اس کے سوتروں کا مدعا اور گہرا راز معلوم اہم ہے اور بدوں عامل و شاغل ہونے کے یوگ کی تدریس سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی۔ اس لئے عام لوگ یوگیوں کے کشف و کرامات کے بارے میں شک کرتے اور کمال کے راز نہیں جانتے ہیں۔

یوگ کی تکمیل کے لئے ہر وقت مندرجہ ذیل چار امور مدنظر رکھنے چاہئیں۔

سب سے اوّل یوگ کے دھن میں کامل عشق ہونا چاہیئے۔

دوسرے یوگی باکمال ہونا اس کی قوت ارادی کے استقلال پر ہے۔

تیسرے یوگ کا علم سیکھنے کے لئے کامل استاد کا تلاش کرنا ضروری ہے۔

چوتھے وحدت کا علم ہونا یوگ کے ابھیاس میں معاون ہے۔

2

یہ چاروں لازم و ملزوم ہیں۔

اوّل یہ تحقیق شدہ راز ہے کہ انسان کو جس شے کا حقیقی عشق پیدا ہو جائے وہ چیز اس کو ضرور دستیاب ہو جاتی ہے۔ ہم دوسرے ایک مضمون میں مفصل بیان کریں گے کہ انسان کے جسم میں اس قسم کی جاذبہ کشش موجود ہے کہ جب ہم تمام عالم کو فراموش کر کے ایک شے کی لگن میں مگن ہو جاتے ہیں تو وہ چیز آپ سے آپ کھچی ہوئی صدہا کوسوں سے ہمارے پاس چلی آتی ہے۔

ایک شخص کا ذکر ہے کہ اسکو کچھ عرصہ سے عشق الٰہی کی خواہش پیدا ہوئی کچھ دن محبت کی ابتدا رہی بعد میں کئی سال ادھر اُدھر مرشد کی جستجو میں تگ و دو کی مگر کوئی بھی عقدہ کشا رہبر دستیاب نہ ہوا۔ غرضیکہ سخت پریشانی کی حالت میں ملکوں کی خاک چھانتا پھرتا تھا کہ کسی مست فقیر نے جاتے جاتے کان میں پھونکدیا کہ "بابا یوں در بدر بھٹکنا سوائے دست تاسف ملنے کے کوئی مزہ نہ دیگا۔ لیکن اگر سچے دل سے محبوب حقیقی کی تمنا کرلو تو خواہ کہسار ہو یا بحر زخار۔ ایک ہی جگہ بیٹھ جاؤ خود بخود معلم تمہارے پاس آئیگا"

الغرض اس شیر مرد نے وہی نسخہ حرز جان بنالیا اور ایک بیابان جنگل میں جا قیام کیا! بھوک پیاس کی پروا نہ کی نیند و آرام حرام کر دیا۔ اور ایک ہی معشوق کی آرزو میں خاموش ڈٹ کر بیٹھ گیا۔

کئی دن فاقے اُٹھائے دھوپ و جاڑے کے مصائب سہے۔ پریشانیاں برداشت کیں مگر عشق کو خفیف نہ ہونے دیا۔

ان دنوں اس دیار میں علم تصوف کے کامل پیر اک حضرت شیخ صنعان بغداد کے فرمانروا تھے۔ آپ ایک دن کسی کام کو گھوڑے پر سوار ایک لمبی مسافت پر جارہے تھے کچھ خورد و نوش کا مصالحہ بھی پاس تھا۔ راستہ چلتے چلتے گھوڑے نے ایک دم جنگل کا رُخ کرلیا۔ دو چار دفعہ عارف مذکور نے اسپ کی عنان اپنے راہ پر موڑی مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آیا۔ آخر شیخ نے ہنس کر باگیں ڈھیلی

چھوڑ دیں۔ کہ ہاں چل دو جد صرحی چاہتا ہے۔ تمام ملک میرا ہے تو اپنا آپ ہی
چنانچہ گھوڑا سرپٹ دوڑتا ہوا وہاں آموجود ہوا جہاں پر وہ عاشق صادق وجد
وجذب کی حالت میں بیٹھا تھا۔ شیخ نے اول کھانا کھلایا پانی پلایا اور بعدش جو جو
شکوک اس حقیقی طالب کے دل میں تھے رفع کر دئے اور آخر کہا کہ میرا نام
صنعان ہے اور اگر آج کے بعد پھر کبھی فیض وارد ہو تو بغداد میں آجانا۔

بے نیاز عاشق بولا! "اب تم کو کون لینے گیا تھا اب ہم نے راز پالیا ہے۔ اور اب
ہم کہیں آنے جانے کے نہیں ہیں آیندہ کبھی کوئی پردہ حائل ہوگا تو کوئی اور
تمہاری طرح ہی گردن سے پکڑا آئے گا"!

ایسے ہی جس شخص کو علم یوگ کی نہ دل سے آرزو پیدا ہو جاتی ہے اُس کے لئے
شغل کے تمام سامان میسر ہونے آسان ہیں۔

دوسرے کمالیت کا راز قوت ارادی کے استقلال پر ہے۔

نپولین بونا پارٹ کہتا ہے کہ "ناممکن کا لفظ محض نالائقوں کی ڈکشنری (لغات)
میں رہنے کے قابل ہے ورنہ کوئی کام نہیں جس کو ہم تکمیل نہیں کر سکتے"!

علم یوگ کا شائق جب مستقل طبیعت سے یوگ کی ریاضتوں کا شاغل
ہو جاتا ہے تو اس کا اپنے ارادے میں مضبوط رہنا ہر ایک کی منزل میں اسکی کامیابی
کا موجب بن جاتا ہے۔

مضبوط ارادہ ہر ایک بات کی تکمیل کا تیر بے خطا نسخہ ہے۔ اکثر لوگوں کا خیال
ہے کہ بعض انسان نیچرل ہی ذہین یا کند ذہن یعنے فطرت سے ہی لائق یا نالائق
پیدا ہوتے ہیں۔ مگر ہم اس دلیل کے خلاف ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ ہر ایک شخص پکے ارادے سے لگ جائے تو جس کام میں
کمال کرنا چاہے کر لیتا ہے۔

ایک چیونٹی کسی دیوار پر چڑھنے لگتی ہے بار بار گرتی ہے مگر جب اپنے ارادے

کو نہیں چھوڑتی تو کوئی مشکل اسکے روبرو سد راہ نہیں رہتی۔ اسی طرح جو شخص اپنے ارادے میں ڈھیلا نہیں ہوتا اس کے لئے ہر بات میں کامیاب ہونا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

تیسرے یوگ کی تحصیل کے لئے کامل گورو کی اشد ضرورت ہے اور اس کے حصول کی ترکیب ہم نے اوپر پہلے امر میں بتلا دی ہے۔

چہارم وحدت کا علم ہونا علم یوگ کے طالب کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ استاد مشاقی کی تدریس تو دے سکتا ہے مگر حق الیقین کا تصور جاننا خود انسان کے اپنے امکان کی بات ہے اور ہر وقت ہر شے میں ایک ہی اپنا آپ یقین کرنا یوگی کے باکمال ہونے میں بہت حد تک باکمال ہے۔

یوگی جب دیکھتا ہے کہ میری ہی ذات ہر رنگ میں جلوہ فشاں ہے تو اس کے لئے ہر ایک شے کا علم جاننا اور اس پر قابض ہونا بالکل معمولی بات ہے۔

جس طرح ہوا، پانی، مٹی، آگ، لوہا وغیرہ ایک ایک چیز جدا جدا بناوٹ و مکانات میں مختلف دکھائی دیتی ہے۔ لیکن ان کی وحدت میں فرق نہیں آتا۔ اور جب ایک بچے کو مختلف شکل وجسامت کی آہنی یا مٹی کی چند اشیا دکھلا دی جاتی ہیں اور اُسے ذہن نشین کرا دیا جاتا ہے کہ یہ سب جُدا جُدا صورت کے ایک ہی مادے کے عدد ہیں تو وہ ہر جگہ ہر مکان میں ان چیزوں کو اسی بصارت سے دیکھتا ہے وہ برتنوں کی مختلف بناوٹ کی پرواہ نہیں کرتا اور اصل شے کی ماہیت کا قیاس کرتا ہے۔

اسی طرح یوگی کی نظر بھی وحدت کے تصور سے ہر جاندار پر اصل روح کی ذات کا علم رکھتی ہے اور وہ جدا جدا اجسام کی ہیئت کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اور اپنی ہی اصل ایک وحدت ہر رنگ میں مبسوط پاتا ہے۔

کمال کا اصل راز یہی ہے کہ اپنے آپ کو لامحدود ذات تصور کیا جائے۔ یوگی جانتا ہے کہ ہمیشہ جس چیز میں کوئی چیز رکھی جاتی ہے وہ ہضم کرنے والی شے دوسری

شئے سے ضرور بڑی ہوتی ہے اور اسے ہر آن خیال رہتا ہے کہ جب میری آنکھوں میں تمام ارض وسما سما یا رہتا ہے تو میں ان سب سے بڑا اور میں ہی ان کا خالق ہوں۔ میری ہی ہستی سے ان کی ہستی کا قیام ہے۔

یوگ ابھیاس

علم یوگ کی مشق کو "یوگ ابھیاس" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دو قسم کی یوگ ودیا ہے۔ ایک راج یوگ اور دوسری کو ہٹ یوگ بولا جاتا ہے۔

راج یوگ کی آٹھ منازل ہیں

یم نیم۔ آسن۔ پرانا یام۔ پرتیا ہار۔ دھارنا۔ دھیان۔ سمادھی۔ یم نیم سے جملہ اقسام کی اخلاقی تعلیم مکمل کی جاتی ہے۔ ہر دو کے پانچ پانچ اصول ہیں اور جب ان دسوں اصولوں کی پوری پیروی کر لی جائے تو یوگ کا طالب یوگ کا ادھکاری یعنی اس علم کا حقدار ہوتا ہے۔

یم کے پانچ اصول ہیں

اہنسا۔ ست۔ استینے۔ برہم چریہ۔ اپری گرہ۔

اہنسا یعنی کسی جاندار کو بھی دل سے خیال سے، کسی طرح کی نفسانی خواہشات کی سیری کے لئے مطلق تکلیف دینے کا خیال بھی نہ کیا جائے۔ یہ اہنسا یعنے دیا ایک نہایت اعلیٰ روحانی صفت ہے۔ اور جب انسان دل سے ہر ایک ذی حیات کا ہمدرد بن جاتا ہے اور کسی کو بھی دکھ دینے کا ارادہ تک نہیں کرتا تو کوئی بھی شئے اسکو گزند نہیں پہنچا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے عارف لوگوں کے پاس آکر بڑے بڑے شریر انسان اور درندے و موذی حیوان بھی رحم کی صفت سے موصوف ہو جاتے ہیں

ست یعنی راستباز ہونا۔ جب آدمی من بچن و کرم سے ہرگز دروغ کا پہلو نہیں لیتا یعنی کسی لالچ میں پھنسکر راستی سے منحرف نہیں ہوتا تو آپ سے آپ اسمیں روشنضمیری کی صفت پیدا ہونے لگتی ہے۔ جو شخص زمانہ ماضی۔ حال و مستقبل ہر سہ کی بابت غور سے سچ ہی کہنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی زبان میں ایسی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے کہ جو کچھ اس کے منہ سے نکل جائے وہی پتھر کی لکیر ہو جاتا ہے۔

استیے سے مراد ہے کہ کوئی بدون اجازت مالک کے نہ لے جاوے اور جب انسان اس عہد کا پورا پورا عامل ہو جاتا ہے۔ تو ہر ایک چیز اس کی طلب سے پہلے ہی خود بخود اس کے پاس حاضر ہو جاتی ہے۔

برہمچریہ یعنی بیرج کا محفوظ رکھنا اور تعلیم مکمل کرنا۔

ان ہر دو کی تکمیل سے انسان کا جسم تمام امراض سے بے خطر رہتا ہے اور حواس و قوا رلطیف ہونے سے اعلےٰ قابلیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ انسان کی خوبصورتی اور ہر قسم کی طاقت بے اندازہ بڑھ جاتی ہے۔

اپری گرہ کا مطلب یہ ہے کہ نفس امارہ کو قابو میں کیا جائے۔ یعنی باوجود صاحب اقبال ہونے کے بھی یوگی اپنی ضروریات کو کم رکھے۔

خدا کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور وہ سب سے افضل ہے۔ اسی طرح یوگی بھی جب اپنی ضروریات کم کرتا جاتا ہے تو خدا کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب کسی شے کی بھی تمنا نہیں رکھتا تو وہی بن جاتا ہے۔

پانچ ہی نیم کے اصول ہیں۔

شوچ۔ سنتوش۔ تپسیا۔ سوادھیائے۔ ایشور پرندھان۔

شوچ پاک و صاف ہونے کا نام ہے۔ جب ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ باوجود نہانے دھونے اور گندے کام نہ کرنے سے بھی عموماً اندر و باہر سے جسم کے میل و غلاظت بھر جاتی ہے تو یہی خیال دوسروں کے جسم کا بھی یقین میں بیٹھ جاتا ہے۔ یوگی خود

توصفائی کا زیادہ پابند ہو جاتا ہے اور دوسروں کے جسم سے مطلق چھونے تک کا خیال نہیں کرتا۔ جس سے اسکی طبیعت میں آپ سے آپ یکسوئی کا خیال سما جاتا اور اس میں اسکو نہایت آنند حاصل ہوتا ہے۔

سنتوش سے مراد یہ ہے کہ جو چیز موجود نہ ہو اس کا احساس ہی پیدا نہ ہو۔ لاکھوں کروڑوں روپیہ کی اشیاء میں وہ لطف نہیں ہے جو کہ فقط کسی شے کی آرزو ہی نہ پیدا ہونے سے میسر ہوتا ہے۔ اسی واسطے عارفوں نے سنتوش کے سکھ کو مکتی (نجات) کے لطف کے برابر واضح کیا ہے۔

تپسیا یعنی ہر قسم کے جسمانی جذبات کو روکنا۔

ہر وقت اوم کے شبد کا جپ کرنا ادنیٰ خیالات کی طرف مائل ہی نہیں ہونے دینا۔ برت (روزہ) رکھنا پنچ اگنی اور ہر قسم کی ورزشیں تپ کے اصول میں شامل ہیں۔ جب ہر وقت ایشور کی طرف دل متوجہ رہے ورزش سے دل اور دماغ صحیح رہے تو ہمیشہ ہیچ اور ناپاک جذبات سے نفرت رہتی ہے۔

سوادھیائے سے غرض یہ ہے کہ سونے اور ورزش کرنے کے سوا ہر وقت مطالعہ میں لگا رہے۔

علم کے ذریعہ اپنی اصلی ہستی معلوم کر کے طبیعت بہت ہشاش وبشاش رہتی ہے۔ جب انسان کے سب عقدے حل ہو جاتے ہیں تو اس کو نہایت ہر دور آنند حاصل ونصیب ہوتا ہے۔

حقیقت میں انسان کے اندر سچے علم کا سرچشمہ موجود ہے۔ مگر تنگ وتاریک جنگل (دنیائے دوں) سے گذر کر اسے آب حیات کے منبع تک پہنچنا ہوتا ہے عالم شخص علم کی روشنی سے ان خار دار بھول بھلیوں پر عبور پاتا ہے۔ گو چراغ کے اجالے میں بعض چیزیں دل کو مفتون کرنے والی بھی ہوتی ہیں۔

بعض اوقات دنیا کی نام آوری بڑائی اور آرام کی خواہش وغیرہ کے دلدل

میں پھنسنے کا بھی خوف ہوتا ہے۔ جس سے اس امرت رس سے محروم رہنا بھی ہے۔ مگر کامل مرشد کی تلقین اور اس کی لاٹھی کے سہارے اور ہر وقت مطالعہ سے آنکھ نہ اُٹھانے کے شغل سے منزل مقصود پر پہنچ جانا بھی یقینی ہے

ایشور پرندھان۔ جس کا مدعا یہ ہے کہ سوائے پرماتما اپنے پیدا کرنیوالے (خدا) کے اور کسی پر کسی قسم کی اُمید یا بھروسہ نہ کیا جائے۔

جب یوگی کی صرف اس مالک کل تنسے تمام اُمیدیں وابستہ ہوجاتی ہیں۔ تو اس کی تمام ضروریات وارادے آپ سے مکمل ہوجاتے ہیں۔

شاغل ان ہردو کی مشق کے بعد تیسری منزل آسن پر قیام کرتا ہے۔

آسن کئی اقسام کے ہیں۔ آسن سے غرض محض دیر تک ابھیاس پر بیٹھنے سے ہے اور یہ مستند ہے کہ انسان جس نشست پر زیادہ عرصہ بیٹھنے کی مشق کرتا ہے اُسی پر آرام معلوم ہونے لگتا ہے۔

مختلف آسنوں کی پریکٹس سے کئی طرح کے امراض دور ہوجاتے ہیں اور ہمیشہ تندرستی میں مدد ملتی ہے۔

تمام یوگی سدھ اور پدم آسن کو پسند کرتے ہیں۔

بائیں پاؤں کو موڑ کر اس کی ایڑی ران کے آخر میں رکھکر چار زانو بیٹھے اور بالائی حصہ جسم کا تان کر رکھے یہ سدھ آسن کہلاتا ہے۔

پدم آسن بائیں پاؤں کو داہنی ران پر اور دائیں کو بائیں کے اسی مقام پر رکھے اور دائیں پاؤں کا انگوٹھا بائیں ہاتھ سے و بائیں کا دائیں ہاتھ سے پکڑے۔

اوّل آسن کی مشق گرانبار معلوم ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ کئی گھنٹے ایک ہی نشست پر بیٹھنے کی عادت ہوجاتی ہے۔

پرانایام

جب مندرجہ صدر تینوں منازل مکمل ہو جائیں تو یہ عمل کیا جاتا ہے۔

پرانا یام سانس روکنے سے مراد ہے۔ سانس (سوُر) کے تین بھید ہیں جنکو ریچک پورک اور کمبھک کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

پورک کا مقصد اپان اور ریچک کا پران کہاتا ہے۔

کمبھک کے ابھیاس سے یوگی بغیر مدد کسی اشیاء خورد و نوش کے زندگی کو حسب خواہش برقرار رکھ سکتا ہے۔

یم اور نیم کے اصولوں کے علاوہ پرانا یام کی مشق میں مندرجہ ذیل باتوں کا عمل بھی شاغل کیلئے اشد ضروری ہے۔

پرانا یام کرنے والا ہرگز اعتدال سے تجاوز نہ کرے جو شخص زیادہ کھاتا یا کم کھاتا ہے۔ بہت سوتا یا زیادہ جاگتا ہے۔ وہ کبھی یہ مشق نہ کرسکے گا۔

بہت پانی پینے سے سانس پھول جاتا ہے۔ پانی بالکل کم کردیا جائے تو دل کی دھڑکن بڑھتی ہے۔ پرانا یام کا عامل کم سخن ہو۔ عوام کے معاملات میں ہرگز دخل نہ دیا کرے۔ خلوت پسند ہونے سے طبیعت کی ایکاگرتا میں از حد مدد ملتی ہے۔

دنیاوی خواہشات یا خود غرضی کے خیال کو لے کر یوگ سیکھنا چاہے تو فوری جذبات کی ہمت جلدی ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور کبھی ابھیاس کو مکمل نہیں کرسکتا۔

یوگی کے لئے وقت کی پابندی بھی ضروری ہے۔ کیونکہ خاص ابھیاس کیلئے منتخب شدہ وقت پر عمل کرنے سے دوسرے خیالات کا اسوقت حملہ نہیں ہوتا۔

ابھیاس کے لئے مکان کا بالکل ایکانت میں ہونا نہایت لازمی ہے۔ یوگی لوگ عموماً پہاڑوں کی غاروں میں رہ کر بہت ہی جلدی کامیابی حاصل کیا کرتے ہیں۔

ایسی جگہ ہو جہاں موسم بھی ہمیشہ خوشگوار رہے۔ روشنی اور شورش بالکل کم ہو۔ گرمی سردی کا زیادہ خوف و خطر نہ ہو تو زیادہ موزوں ہے۔

لباس بالکل مختصر اور اونی قسم کا کمل وغیرہ کا ہو۔

خوراک ۔ ساتوک ۔ دودھ چاول یا فقط بادام دودھ یا قدرے گیہوں شکر ۔ مونگ ۔ شہد ۔ گھی وغیرہ ہوں ۔

حتی الامکان گرم خشک اور محرک اشیاء سے بالکل دُور رہنا چاہیئے ۔ شراب گوشت وغیرہ یوگیوں کے لئے سخت ممنوع ہے ۔

ہر وقت شاغل کو گورو کی ہدایات پر پابند رہنا چاہیئے ۔

سانس کی تشریح وابھیاس کی ترکیب

جب سانس اندر کھینچا جاتا ہے اُسکو پورک بولتے اور باہر نکالنے کے عرصہ کا نام ریچک ہے ۔ جتنی دیر روک لیا جاتا ہے اسے کمبھک کہا جاتا ہے ۔

آسن لگاکر بیٹھو اور اول بائیں نتھنے سے سانس کو اندر کی طرف کھینچو ۔ دن بدن وقفہ بڑھاتے جاؤ تاکہ تین چار ماہ تک برابر جاری رکھکر کم از کم پندرہ بیس سکینڈ تک سانس کو اندر کھینچنے اور ایک منٹ کے قریب روک رکھنے اور نصف منٹ خارج کرنے کی مشق تک پہنچاؤ ۔

ابتدا میں ابھیاسی کو تیس چالیس منٹ کے پرانایام کرنے میں پسینہ آنے لگتا ہے ۔ خواہ کوئی موسم ہو ۔ جب صحیح طور پر یہ مشق کی جاتی ہے تو ضرور پسینہ خارج ہوتا اور جسم سے غلیظ و متعفن مادہ دفع ہوتا ہے ۔

جب اس سے کسی قدر ترقی کی منزل پر آتا ہے یعنی جب زیادہ سانس روکنے کی مشق کرنے لگتا ہے تو ابھیاس کے وقت جسم کی رگیں پھول جاتی ہیں جب عمل میں اور بھی زیادہ کامیاب ہوتا ہے تو ابھیاس کے وقت زمین کی سطح سے اوپر اُٹھ آتا ہے ۔

پرانایام کے ساتھ بہت سے یوگی زیادہ کمالیت کے لئے ذیل کی آٹھ قسم کے کمبھک بھی کیا کرتے ہیں ۔

سوریہ بھیدی۔ اوجئی۔ ستیہ کاری۔ ستیلی۔ بھستیریکا۔ بھرمری مورچھا۔ کیول کمبھک

سوریہ بھیدی یعنی ایک ہی طرف کو کے سانس کی خاص مشق کا نام ہے مثلاً دائیں طرف سے ہمیشہ سانس کھینچنا اور بائیں سے خارج کرنا ہوتا ہے۔ یہ عمل ہر قسم کا دافع امراض ہے۔

اوجئی میں جس قدر ہوسکے سانس کو بکثرت اندر ہی کھینچنا اور روکنا چاہیئے۔ اس کی مشق سے یوگی کو گرمی سردی کا مطلق صدمہ و احساس ہی نہیں ہوتا۔

ستیہ کاری کمبھک دونوں نتھنوں سے ایک ہی دفعہ زور سے گہرا سانس لینا اور منہ کے اندر ہوا بکثرت بھرنا جس سے خود بخود نتھنوں سے سانس خارج ہو اور ناک مصفی ہو جائے۔

اس ترکیب کے پرانا یام میں جسمانی طاقت و خوبصورتی نمایاں ترقی کرتی ہے

ستیلی کمبھک زبان کی نوک کو تالو سے لگا کر ہر دو ناسکا سے سانس کو روک لیا جائے اور کل جسم کو ڈھیلا کر کے بالکل آہستہ آہستہ دونوں نتھنوں سے ہوا خارج کرے۔ پورے تین مہینے یہ عمل کیا جائے تو یوگی بھوک پیاس پر قبضہ پا لیتا ہے۔ سانپ کی طرح کینچلی (کھال) اتار کر تمام شکل و صورت تبدیل کر سکتا ہے یہ عمل دودھ پر گذارہ کرنے سے ہو سکے گا۔

بھستیریکا۔ اسکے عمل میں ایک ہی مشق تھکاوٹ کی حد تک کیجاتی ہے۔ گویا یوگی ریچک، پورک اور کمبھک تینوں کو قبضہ میں کر لیتا ہے۔ جس کو چاہے خارج کرے یا قبض کرے۔ گرمی سردی ہر بات کو بڑھا گھٹا سکتا ہے۔ اسکے پورے عامل کو آنتوں کی کبھی کوئی بیماری نہیں ہوسکتی اور اس کا شاغل اپنے جسم کو ہلکا۔ وزنی۔ دُبلا اور گرانڈیل کر سکتا ہے۔

بھرمری کمبھک۔ اس کے عمل میں چاند کی تاریخوں پر یوگی سانس کو گھٹا یا بڑھایا کرتا ہے۔ جب چاند بڑھنے پر آئے تو داہنی ناس کا سانس لیتا اور بائیں سے خارج کرتا ہے

جب چاند کے تنزل کے دن آتے ہیں تو بائیں سے ابھیاس کرتا اور داہنی سے خارج کرتا ہے۔ اس عمل سے سینکڑوں برس تندرست رہ کر جی سکتا ہے۔

مورچھا کے عمل سے خاص سمادھی یعنی محویت کی حالت طاری ہوا کرتی ہے۔ اس کے لئے یوگی کو ٹھوڑی کا سینہ پر رکھ کر اور بہت دیر تک سانس کا اندر رکنا ضروری ہے۔ جو شخص اس عمل میں باکمال ہوتا ہے وہ بلا خوف و خورش سینکڑوں برس ایک ہی حالت میں پڑا رہ سکتا ہے۔ اور اپنی روح دوسرے جسم میں لیجا سکتا ہے۔

کیول کمبھک کا عامل وہ ہے جس نے ہر ایک مشق میں کمال کر لیا ہے۔ یہ شخص اور بھی تمام انسانوں کے امراض فوراً دور کر سکتا ہے۔ اور ناپاک سے ناپاک انسان اس کی ادنےٰ توجہ سے پاک و صاف ہو جاتے ہیں۔ اس یوگی کو وہ تمام قدرتیں حاصل ہو جاتی ہیں جن کا ذکر آئندہ اوراق میں بعنوان "سدھی یوگ" میں آئیگا۔

پرتیاہار

یہ یوگ کی پانچویں منزل ہے۔ اسکے معنے الٹی خوراک کے ہیں۔ یعنی جب یوگیشور حبس دم وغیرہ کا پورا پورا مشاق ہو جاتا ہے تو پھر اپنے بیرونی حواس باطن کیطرف متوجہ کرتا ہے یعنی کان، آنکھ، ناک وغیرہ تمام اندرونی کیفیت سے خبردار کر کے اپنی اصل ذات کو جانتا ہے۔

اس کے عمل کے لئے کپالی آسن کیا جاتا ہے (اس آسن کی فقط چند یوم کی مشق سے ہر ایک شخص کا ہیرج رک جاتا ہے۔ جریان و احتلام والوں کے لیئے اکسیر ہے)۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک دیوار کے ساتھ کمبل یا کوئی روئی دار گدی رکھ کر سر کے بل الٹے ہو جاؤ۔ تمام جسم کا بوجھ سر پر ڈالو۔ اور اسی حالت میں پرانایام کی مشق کرو۔

اس کے چند یوم کے عمل سے ہیرج و ضروری حاجات وغیرہ تمام یوگی کے بس

ہیں ہو جاتے ہیں۔

دھارنا

ناک کے سرے پر نگاہ کو جمانا اور پرانایام کرنا ہر وقت اوم کا جاپ کرتے رہنا اس عمل کے ذریعہ دو دو گھنٹے تک سانس رکا جاتا اور من فوراً قابو ہو جاتا ہے۔
یوگی کو آپ سے آپ کشف وکرامات کی قدرت ہونے لگتی ہے اور ایک عجیب طرح کی فرحت وبشاشت میسر ہوتی ہے۔

دھیان

یوگ ساتویں منزل ہے۔ یہ خاص استغراق ویکسوئی کی حالت ہوتی ہے۔ عامل کو دنیاوی تمام خیالات محو ہو کر خاص اپنی ذات کا گیان ہو جاتا ہے۔
اس عمل کے لئے بھی شروع میں دونوں بھوؤں کے درمیان ناک کی سیدھ پر نظر جمانا چاہیئے۔ ایسے کم از کم اٹھارہ بیس گھنٹے کے عمل سے یوگی کو یہ حالت وارد ہوا کرتی ہے۔ اس وقت اگر عامل کو دفن کر دیں یا پہاڑ سے گرا دیں یا سمندر و آگ میں ڈالیں تو بھی اسکی زیست کو تل بھر صدمہ نہیں پہنچ سکتا۔

سمادِھی

یہ یوگ کی سب سے آخری اُمید گاہ ہے۔ اس زینہ پر پہنچ کر یوگیشور تمام محسوسات سے لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ نہ اس کو جینے کی تمنا رہتی ہے نہ کسی دنیاوی یا روحانی مشغلے کا شیدا ہوتا ہے۔ لوہا۔ سونا۔ پتھر۔ جواہرات سب یکساں۔ دوست اور دشمن۔ راجہ اور فقیر کی تمیز ہی نہیں کرتا۔
جس طرح سے محفوظ مکان میں چراغ جلتا ہے ویسے ہی اپنی حالت میں یوگی

آنند اور مگن رہتا ہے۔

یعنی آخری معراج اور نجات کا مکان ہے۔ جس کے لئے شروع میں ۱ن قدر جد و جہد کیجاتی ہے۔ سری کرشن جی نے گیتا میں یوگی کی جس حالت کا ذکر کیا ہے وہ یہی کامیاب منزل ہے۔

ایسا یوگی تینوںؔ اقسام کے دکھوں سے محفوظ رہتا ہے۔ نہ اسکو سانپ کے کاٹے کا درد ہے نہ ہتھیار کے زخم کا خدشہ۔ نہ اُسے آگ جلا سکتی ہے نہ وہ پانی میں ڈوب سکتا ہے نہ ہوا سے خشک ہو سکتا ہے۔

اپنے عین علم۔ عین سرور۔ عین آنند کی سمادھی میں بلا احتیاج کسی آب و خورش کے لاکھوں کروڑوں برس زندہ رہنا اور اسرار قدرت سے آگاہی پاتا ہے۔

اس کے مدارج و کمالات کی تفسیر بدوں کسی اس قسم کے عارف باکمال کے معمولی عقل و سمجھ کے ہمارے جیسے انسانوں کی عقل و فہم سے بالاتر ہے۔

ہٹ یوگ

راج یوگ و ہٹ یوگ میں یہ تفریق ہے کہ سابق الذکر ابھیاسی استقلال و تحمل سے بہت لمبے عرصہ تک اپنے عمل میں کامیاب ہوتا ہے۔ بلکہ ایک جسم میں آٹھوں منازل کا عبور کرنا ممکنات سے ہے۔

گیتا میں مذکور ہے اور بالکل ایسا ہی ہے کہ کئی جنموں کے سنسکار و اعمال مل کر کامل یوگ کے درجے پر پہنچاتے ہیں۔

جس طرح کام کرتا ہوا انسان تھک کر سو جاتا ہے اور کام کو وہیں پر درمیان میں چھوڑ دیتا ہے۔ جب نیند سے فارغ ہوا پھر اسی مشغلہ میں لگ گیا۔ ایسے ہی راج یوگ کا شاغل شانتی سے کام کرتا ہوا کئی جنموں تک لگاتار اپنی دھن میں

لہ ادھیاتمک۔ ادہ بھوتک۔ ادہ دیوک۔

عمل کئے جاتا اور پرم آنند مکتی (نجات) کو پراپت کرتا ہے۔
ہٹ یوگ کا مدعا بھی آخر اسی منزل پر پہنچنا ہے۔ مگر اس کے اکثر عامل کشف و کرامات و سدھیوں وغیرہ کے شائق بھی ہوا کرتے ہیں اور اس لذت کیلئے طبیعت کو جبر میں رکھ کر بہت ہی سخت درسخت ریاضتیں کرتے اور اپنے مقصود میں جلدی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔
جس طرح کسی راحت افزا اور آنند کے مقام میں دو انسان جانا چاہتے ہیں۔ اور اس عالیشان جنت کے دو راستے ہیں۔ ایک تو ہموار زمین کا آرام کا راستہ ہے۔ جہاں پر اثنار راہ میں کئی خوبصورت شہر، مسافر خانے، نئے نئے تماشے نظر آتے ہیں مگر یہ راستہ بہت ہی مسافت کا راستہ ہے۔
دوسرے رُخ کا شاہراہ نہیں ہے بلکہ پہاڑوں اور جنگلوں کی ہیبتناک راہ ہے۔ کانٹے دار جھاڑیوں اور اونچی ٹیڑھی جھاڑیوں و تنگ و تاریک غاروں میں جسم چھلنا۔ تھکاوٹ محسوس کرنا اور بعض اوقات سخت تکلیف اور خوف سے پریشان ہو جاتا ہے۔ میل میل پر جان کے لالے پڑے رہتے ہیں مگر یہ راستہ نہایت ہی قرابت کا مقام ہے۔
ہٹ یوگ بھی نزدیک کے راہ کا شغل ہے۔ اس کی ابتدائی منزلیں وہی یم وغیرہ کے تمام اصولوں کے مطابق ہیں۔ جب اس کا عامل اُن کے بعد آسن اور پرانا یام بھی پُر کر گذرتا ہے تو اس کو اول ہٹ یوگ کے ابتدائی ذیل کے چھ سادھن مکمل کرنے پڑتے ہیں۔
نیتی۔ دھوتی۔ وستی۔ گج کرم۔ نیولی۔ تروٹک۔
نیتی کے لئے ایک تاگا ملائم سوت کا بناؤ جو بارہ انچ لمبا ہو اسکو ایک نتھنے سے داخل کر کے دوسرے سے نکالا کرو۔ اوّل اوّل تاگا سخت بٹکر ناک میں ڈالنا چاہئیے تاکہ دوسری طرف گھس سکے۔ جب راستہ صاف ہو جائے تو نازک رشتہ بھی خود بخود چلا

جاپا کرے۔ یہ کرم بھی تندرستی کا مددگار ہے۔

دھوتی پیٹ کے بالائی حصّہ کو صاف کرنے کا عمل ہے اس کے لئے سات گز لمبا کپڑا ہٹ چڑھا کر داتون کے برابر موٹی سی رسی پانی سے تر کرکے نگلنی چاہیئے

وستی یعنے پیٹ کا نچلا حصہ صاف کرنا یہ حقنہ کی طرح کا عمل ہے کسی چمڑے یا موم جامہ کپڑے کی تھیلی یا پچکاری سے پانی بھر کر مقعد کے راستہ اندر داخل کرنا چاہیئے تاکہ تمام شکم پاک وصاف ہو جائے۔

گج کرم بہت سا پانی پی جائے اور ناک کے اوپر نگاہ جما کر قے کردے۔

نیولی۔ ایک بہت لمبا قریباً چودہ ہاتھ کپڑا لپیٹ کر پانی سے تر کرکے بطرز دھوتی نگلنا اور مقعد کے راستے نکالنا ہوتا ہے یہ بہت مشکل سادھن ہے۔ اس کا عامل روزمرہ انتڑیاں (اروده) شکم سے باہر نکال کر دھوتا اور اندر بھر لیتا ہے۔

تروٹک بالائی پانچوں کو مکمل کرکے یعنی جب تمام جسم بالکل شدھ ہو جائے تو ناک کی سیدھ پر پلک جھپکائے نگاہ جمانے کا عمل ہے۔

جب یہ ہر ششش مکمل کر لئے جاتے ہیں تو ہٹ یوگ کے شاغل کو پنچ مدرا کرنی ہوتی ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

کھیچری۔ بھوچری۔ چاچری۔ اگوچری۔ انمنی۔

کھیچری مدرا کی مشق زبان کو بڑھانے کی ہے۔ اس کے مکمل کرنے سے یوگی موت پر غالب آسکتا ہے۔ غیب دان اور روشنضمیر ہو جاتا ہے اور تمام سدھیوں میں کافی ادراک پیدا کر لیتا ہے۔

ترکیب یہ ہے کہ اوّل زبان کو عین درمیان سے چیر کر دو کر لیتے ہیں اور ہاتھ سے پکڑ کر باہر کھینچتے ہیں۔ روزانہ گھی اور دودھ سے مَل مَل کر کئی دفعہ دن میں یہ عمل کرتے ہیں۔

ٹ ہٹ یوگ کے قریباً تمام سادھن بدون اُستاد کے روبرو بتلائے نہ ہو سکیں گے +

اس کے عمل میں تمام نمکین اور محرک اغذیہ کا پرہیز۔ صرف دودھ پر ہی اوقات بسر کرے۔

بھوچری کھیچری کا عمل مکمل ہوجانے پر مدرا کیجاتی ہے۔ اس کا عمل ناک کے سرے پر نظر جما کر پرانا یام کر لے سکتا ہے۔

چاچری میں آنکھ سے تین انچ کے فاصلے پر کسی شے پر نظر جما دیتے ہیں اور جب تک سمادھی کی حالت نہ وارد ہو نگاہ کو نہیں بدلتے۔

اگوچری مدرا کا شاغل کانوں میں موم کی مخلوط شدہ روئی بھر کر بائیں کان کی طرف سے اینہد شبد سننے کا عمل کرتا ہے اور اسی آواز کی دھن میں سمادھی حاصل کرتا ہے۔

انمنی مدرا کا عامل کھٹ چکر یعنی جسم کے کل سوراخ بند کرکے سانس کو روک کر سمادھی کی حالت میں پراپت ہوتا ہے۔ یہ عمل بدوں گورو کے نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے عامل کو سانس اوپر چڑھانا ہوتا ہے اور ریڑھ کی ہڈی سے دم کو دماغ کی طرف لانا پڑتا ہے یہ بہت مشکل ابھیاس ہے۔

ماسوائے ان کے ہٹ یوگ کا عامل چار طرح کے بندھ بھی پریکٹس میں لاتے ہیں۔ ان کا نام مول بندھ۔ جلندھر بندھ۔ اڈیان بندھ۔ مہا بندھ ہے۔

مول بندھ۔ مقعد کے سوراخ کو روئی کے گالے سے بند کرکے داہنے نتھنے سے سانس لیتے ہیں۔ بائیں ایڑی کو جائے براز پر جما کر بیٹھتے ہیں۔ اس عمل سے بڈھا آدمی بھی جوان ہوجاتا ہے۔

جلندھر بندھ۔ سینہ پر ٹھوڑی کو جما کر لمبی سانس لیکر پرانایام اور اوم پر نظر جمانا۔

اوڈیان بندھ میں کان۔ ناک اور آنکھیں بند کرکے حبس دم کی مشق کیجاتی ہے۔

مہا بندھ نگاہ کو ناک کی سیدھ پر رکھتے ہیں اور سانس کو داہنے نتھنے سے خارج کرتے ہیں۔

بایاں پاؤں مقعد کے نیچے جما کر داہنے کو گھٹنے سے لگایا جاتا ہے۔ اس عمل سے بھی محویت کی حالت میسر ہو جاتی ہے۔

ان تمام مندرجہ صدر کی پوری مشق ہو جانے پر یوگی باکمال ہو جاتا ہے۔

یوگیشور کی آٹھ سدھیاں

یوگ ابھیاس کی وساطت و عنایت سے ذیل کے آٹھ مدارج یوگی کو حاصل ہوتے ہیں۔

اَنِما اس حالت میں یوگی اپنی حسب مرضی جس قدر چاہے دبلا اور پتلا بن سکتا ہے۔

مَہِما اس کے میسر ہونے پر فربہی پر کمال کر سکتا ہے۔

لگھِما ہلکا ہونے کی سدھی ہے۔

گرِما۔ بھاری سے بھاری جس قدر خواہش کرے وزنی ہو سکتا ہے۔

پراپتی۔ اس حالت میں یوگی کو ہر چیز پر قبضہ حاصل ہو جاتا ہے۔ ہر ایک علم و ہنر جان لیتا ہے۔ ہر جاندار کے اندرونی خیالات معلوم کر لیتا اور ہر قسم کی پیشینگوئی کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ باریک سے باریک چیز دیکھ اور آواز سن سکتا ہے۔ ہر ایک انس و وحش کی زبان بول سکتا ہے۔

پراکمیہ۔ اس اوستھا میں یوگی ہزاروں سال تک نوجوان بنا رہ سکتا ہے۔ جب چاہے پرانی کھال اتار کر نئی پیدا کر لیتا ہے۔

تمام دنیا کے ایک ایک ذرہ کا حال جانتا ہے۔ اس لئے جہاں پر کوئی راجہ یا سیٹھ مر جائے اور یہ چاہے تو فوراً اس کے جسم میں گھس کر سینکڑوں برس دنیا کی عیش و عشرت کر سکتا ہے

واستو۔ یہ ہر شے کو حسب خواہش تابعدار خادم بنا لینا مخلوق کی نیچر بدل دینا۔

ایشتوہ۔ قدرت کے تمام ماضی۔ حال اور مستقبل کے حالات کا عالم ہو جاتا

ہے۔ اپنی روح کو تمام مخلوق پر حاوی و مبسوط پاتا ہے۔ دوئی دُور غیریت چکنا چور ہو جاتی ہے۔ خاص اپنے آپ میں مست و محو ہو جاتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر ایشور میں حل کر دنیا کی دنیا تباہ کر سکتا ہے اور لاکھوں مخلوق پیدا کر سکتا ہے۔

مسمریزم یوگ کی ایک شاخ ہے

مسمریزم کا ایک طبیب ۱۷۳۴ء میں ملک جرمن میں پیدا ہوا تھا اس شخص نے یہ علم جیسوئیت فرقہ کے ایک زاہد و عابد (یوگیشور) سے سیکھا۔ وہ فقیر اس حکمت کو مقناطیس حیوانی سے موسوم کیا کرتا تھا۔ جب طبیب مذکور نے ہر جگہ اس علم سے مہلک سے مہلک امراض میں کامیابی حاصل کی تو اس کے نام کی وجہ سے عوام الناس اس طریقہ علاج کو مسمرائز کہنے لگے۔

۱۷۷۸ء میں جب حکیم مذکور ملک فرانس کو گیا تو وہاں پر اس علم کے کماحقہ راز معلوم کرنے کو اسی حکیم کے نام سے ایک انجمن مسمر نام کی قائم ہوئی اور ان کے شب و روز کے تجربات سے یہ علم مخلوق کی بہبودی و راحت کا بیش قیمت نسخہ تسلیم کیا گیا۔ تحریر میں اس کا نام مسمریزم مجوز ہوا

حقیقت میں یوگ کی مشق اور یوگ کے یم نیم و مسمریزم کی پریکٹس اور عامل مسمرائز کے اصول پرہیز وغیرہ ایک ہیں۔

یوگیشور کا مدعا نفس امارہ پر قابو پانا اور دل کی امواج کا روکنا ہے۔" عامل مسمریزم کا عمل" خیالات کو یکسو کرنا اور طبیعت کو معمول کی ضمیر سے پیوند کرنا ہے۔ مسمریزم کا عامل آنکھوں اور ہاتھوں میں کیمیائی قوت بڑھاتا اور عمل میں لاتا ہے۔ یوگی ہر ایک حواس و قوا، کو تادیب و ترتیب سے ایسا قوی الحس بنا لیتا ہے کہ اس کی ادنٰے توجہ سے ایسی ایسی مشکلات فوراً حل ہو جاتی ہیں جو عامل مسمریزم کیلئے بہت بڑی مشاقی سے انجام پذیر ہوئی ہیں۔ اس سے صاف عیاں ہو جاتا ہے

کہ علم یوگ کی ہی مسمریزم ایک خفیف سی شاخ ہے اور محض دوسرے نام کیوجہ سے ہمارا اس علم میں تفریق کرنا سراسر بھول ہے اور اگر نام پوچھو تو صرف مسمریزم سے ہی جسکی عمر ابتک قریبًا سواسو برس سے کچھ اوپر ہوئی ہے آج درجنوں نام زبان میں منتخب ہو چکے ہیں۔

مسمریزم کو بعض حکما، علم النفس، علم فتوحات، اکثر اسکو معلومات غیب، کلید ادراک معرفت وغیرہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کوئی اسے تصور کہتا اور کوئی قوت کہربائی کے لقب سے تعبیر کرتا ہے کسی نے کن فیکون۔ کسی نے علم یزدان کوئی علم بشارت وعرفان اور کوئی جوگ وتھاٹ فورس وغیرہ سے منسوب کرتا ہے۔ بعضوں نے علم مکاشفہ بارؤیا۔ بعضوں نے الکٹریکل بیالوجی اور زودازم ومیکناسٹزم وغیرہ تجویز کیا ہے۔ اگر ہندی نے علم روشنضمیری سے تشبیہ دی ہو تو انگلش والوں نے کلیروائنس سے مشتق کیا ہے۔ غرضیکہ نام تو گو جدا جدا پکارے جاتے ہیں مگر تمام کا مفہوم علم یوگ پر ہی دلالت کرتا ہے۔

کشف وکرامات اور علم الروح وعلم النفس کے قواعد ہر دو کے ایک ہی ہیں۔ قدرت نے دونوں کا رتبہ برابر بایوگ کا پایہ وسیع اور بلند سمجھو جو اس کی مزید مشق اور علمیت پر انحصار رکھتا ہے۔

دونوں کی قوت جاذبہ کا کیمیائی عمل ایک ہے یعنی انسانی جسم میں دو قسم کی رگیں اس مقناطیسی قوت سے پر ہیں۔ ایک متحرک جنکو انگریزی میں "موسن وین" اور دوسری محسوس کرنے والی جن کو انگلش میں "سن سیشن وین" کے لقب سے معنون کرتے ہیں۔ یہی رگیں ہمارے جسم کے جوہر زندگی کو جذب کرتی ہیں۔ ان ہی سے تمام نتائج قوت مسمریزم اور یوگ کے ظاہر ہوتے ہیں۔ ہر دو علم کی مشق ان ہی رگوں کی کیمیائی پاور کو عروج دینا اور اس مقناطیس حیوانی کو یکجا مہیا کر کے ناممکنات پر عبور پانا ہے۔

اس لئے ہم بلا مزید دلائل ڈھونڈھنے کے فوراً اس بات کے قائل ہو سکتے ہیں کہ دونوں ایک ہی عمارت کی بنیاد ہیں۔

لیکن مسمریزم کی مشق معمولی ہمت و تعلیم کا کام ہے اور یہ قوت بدون مرشد کے بھی "قابل عمل" تحصیل کی جاتی ہے۔ اس لئے ہم مسمریزم کا بیان جدا مرقوم کریں گے۔

مگر پھر بھی ہم دونوں کو ایک شجر کا رکن بتلائیں گے۔

اور علیحدہ علیحدہ بیان میں بھی ناظرین کو واضح ہو جائے گا کہ واقعی دو کی جڑیں۔ شاخیں۔ میوہ جات۔ مقاصد و کمالات ایک ہیں۔

علم مسمریزم

علم یوگ کی تشریح میں ہم نے بیان کیا ہے کہ مسمریزم بھی یوگ کی شاخ ہے مگر اس کا عمل موجودہ نئی دنیا میں نئی نئی ترکیبوں سے کام میں لایا جاتا ہے جو یوگ سے مختلف ہیں۔ اس لئے ہم مسمریزم کا بیان جدا اوراق میں قلمبند کریں گے۔

چنانچہ موعودہ عمل ذیل میں واضح کئے جیتے ہیں۔

مسمریزم کی خوبیاں

مسمریزم کے عمل میں بے اندازہ فوائد مملو ہیں! سب سے بڑھ کر مسمریزم کا فائدہ نفس امارہ پہ تسلط پانے کا ہے!!

انسان کے لئے وہ عمل نہایت مبارک عمل ہے جس سے طبیعت پر قابو حاصل ہو۔ جس سے تیرہ فعلیوں سے خود بخود نفرت پیدا ہو جائے۔ جس شغل سے تمام جذبات و شہوات نفسانی قلع و قمع ہو جائیں۔

اور حقیقت میں بشر کے لئے سب سے خوبصورت زیور بھی نیک اعمال سے

ملبوس ہونے کا ہے۔ پاکیزگی کی خوبی کے برابر دوسری کوئی خوبی بیش قیمت نہیں ہے اور جس شخص نے اپنے حواس وقوا، پر قبضہ پالیا ہے وہ نہایت ہی اونچے درجہ کا قابل پرستش انسان ہے۔ کیونکہ سمندر کا تیرنا آسان محض ہے۔ پہاڑ کا ٹکڑے ٹکڑے کر دینا معمولی بات ہے۔ ہوا کو باندھ لینا۔ آگ کو برداشت کرلینا کوئی مشکل نہیں!!! مگر بقول ذوق ؂

بڑے موذی کو مارا نفس امّارہ کو گر مارا ۔۔۔ نہنگ واژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بن جاتا ۔۔۔ اگر پارہ کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

اور مسمریزم کی وساطت سے تمام ادنٰے خیالات و ناپاک فعل قطعی کافور ہوجاتے ہیں۔

بچوں کو اگر ابتدا میں اس عمل کا شاغل بنایا جائے تو ان کی تمام زندگی پوترادہ کامیاب بن جاتی ہے۔

مسمریزم کی مشق سے انسان کی آنکھوں میں اسقدر قوت حاصل ہوجاتی ہے کہ اس کے رعب میں آکر خبیث اور پلید انسان بھی آناً فاناً میں دیندار و متقی بنجاتے ہیں اور خواہ کوئی کیسا ہی بدخمیر و بدمعاش ہو اسکو ہرگز یہ جرأت ہی نہیں ہوسکتی کہ وہ عامل مسمریزم کو یعنی نیک سیرت پاک خصلت انسان کو کسی بُرے کام کی ترغیب دے سکے۔ اور یہ بات بالکل مستند شدہ ہے کہ جس انسان کو بدکاریوں کا علم ہی نہ ہو تو وہ خود اپنی ضمیر پر چلتا اور ہمیشہ نیک کردار رہتا ہے۔

مسمریزم کی برکت سے بزدل انسان دلیر و بیخوف بن جاتا ہے متلون مزاج میں استقلال پیدا ہوجاتا ہے۔ فوری دلیلیں اور خواہشیں یکلخت اڑجاتی ہیں طبیعت میں سکون۔ متانت اور سنجیدگی بھرجاتی ہے۔ اولوالعزمی۔ ہمت۔ شجاعت اور خود ضبطی کا عمل دخل ہوجاتا ہے۔

چونکہ مسمرازم کی مشق سے طبیعت میں یکسوئی (یوگ) کا خاص عمل و دخل

ہو جاتا ہے۔ اس لئے انسان جس کام کو تہ دل سے سرانجام کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے وہ کام جھٹ پٹ حسب خواہش تکمیل پاتا ہے

مسمریزم کی خوبی سے تم ہزاروں لاکھوں انسانوں کو اپنا ہمخیال بنا سکتے ہو مسمریزم کی عظمت سے لوگوں کے دل میں تمہاری فضیلت اور ایثار کے دریا بہنے لگیں گے۔ ہر شخص کے دل پر تمہاری سچائی کا سکہ بیٹھ جائے گا۔

بڑے بڑے عالیجاہ شاہوں۔ رعب دار جرنیلوں۔ فصیح نقادوں اور کامیاب مصنفوں میں بھی مسمریزم کی طاقت ہی کام کیا کرتی ہے۔ جس سے وہ ہر مجمع میں شاذ نکلتے اور فخر و اعزاز کا سہرہ حاصل کرتے ہیں۔

ہم نے یوگ کی کامیابی کے راز بتلاتے ہوئے بیان کیا ہے کہ تم جس کام کو نہایت اونچے زینہ پر لیجانا چاہتے ہو۔ جس بات کو تم چاہتے ہو کہ عوام الناس میں قبولیت کا رتبہ حاصل کرے یعنی جس عمل کو تمہیں تمام مخلوق میں رائج کرنا ضروری ہے اس کے لئے یکسو ہو کر یعنی خیالات کے انتشار کو بیخ و بن سے روک کر عوام میں مشتہر کرنے کے مضامین بناؤ۔ تم دیکھو گے تمہاری اس مسمرائزڈ "خیالات کی وحدت سے" تمہارا مضمون جس بشر کی آنکھوں یا کانوں سے گذرے گا وہ فوراً اسکی تاثیر سے تمہارے حکم کا پابند ہو جائیگا۔ زبان سے تم جس کو اپنے گہرے حقیقی خیال کا اپدیش دوگے اس کی مجال نہ ہوگی کہ وہ ایک منٹ کے لئے بھی تمہاری تلقین سے منحرف ہونے کی نیت کر سکے۔

مثلاً آج تمہاری قوم صدہا مصائب میں نالاں و پریشان ہو رہی ہے۔ لاکھوں آدمی کالرہ۔ پلیگ اور قحط کے ہاتھوں نہایت دردناک موت سے مر رہے ہیں۔

ایسا چنتن کرنے سے تم کو اپنے ہموطنوں کی قابل رحم حالت پر درد آتا ہے اب تم مسمریزم کے عمل سے خیالات کو یکسو کر کے اپنے دل کے درد سے کسی

اخبار میں اپیل شائع کراؤ تاکہ راجہ۔ امیر اور متمول لوگ غربا کی دستگیری کریں تم نے جس خلوص نیت سے عزیزان وطن کے درد کو محسوس کیا ہوگا وہی قوت جاذبہ ہر ایک پڑھنے والے کے آئینہ قلب پر حاوی اور مبسوط ہوگی۔

تم دیکھو گے کہ تمہارے مسمرائزر کی خوبی سے ہزاروں نہیں لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں تک جہاں تک تمہارا پیغام پہنچے گا ہر ایک شخص جان سے ایمان سے زر سے اور زبان سے تمام قوم کا ہمدرد بن جاوے گا۔

تم قوم کی بہبودی کا خیال لے کر کسی کنجوس سے کنجوس تونگر کے پاس جاؤ اور اس کو مفلسوں کی مدد کے لئے برانگیختہ کرو۔ تمہارے چند ہی کلمات اس کی طبیعت پر ایسا کیمیائی اثر ڈالیں گے کہ اس کا ممسک پن آن کی آن میں کافور ہوتا نظر آئے گا اور وہ تمام جائداد بھی خیرات کر دینے سے پہلوتہی نہ کرے گا۔

علاوہ ازیں مسمریزم کے عمل سے معمولی انسان بھی ایک باکمال دنیا کا "چیدہ قابل" انسان بن جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہر ایک انسان کے اندر سچے علوم کا سرچشمہ موجود ہے اور جب وہ بیرونی تمام حواس اپنے باطن کی طرف لگاتا اور اپنی اصل حقیقت کا راز پاتا ہے تو اسمیں عجیب و غریب قابلیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ وہ کامل ولی عالم الغیب اور روشنضمیر ہو جاتا ہے۔ نیچر کے تمام سترو پردے اُس کے مقابل سے صاف اُٹھ جاتے ہیں۔ ارض و سمار کے مخفی اسرار اس پر ہویدا ہو جاتے ہیں۔ دنیا کا کوئی عقدہ ایسا نہیں ہوتا جس کا حل کرنا اس کے لئے فقط بچوں کا کھیل نہیں ہو جاتا۔

پس یہ مسمریزم کی ہی خوبی ہے کہ اگر عامل خاص توجہ اور ایمان سے نفسانی اغراض سے لاپرواہ ہو کر اس مشق میں کافی مہارت پیدا کر لیتا ہے تو وہ ایک مکمل اور نایاب و خدارسیدہ انسان بن جاتا ہے۔

مسمریزم کا عامل اس خاردار اور رنج و کلفت کی بھری پڑی دنیا کو بجائے زندان خانہ سمجھنے کے جنت کا باغ سمجھتا ہے۔

مسمریزم کی خوبی سے کوئی تشویش و غم اس کے پاس پھٹکنے تک نہیں پاتا۔ وہ ہر وقت آنند و ہشاش اپنے آپ ہی مگن و بشاش رہتا ہے اور لطف یہ کہ کروڑپتی لوگوں کو عیش و عشرت کے سامانوں سے ایسا مزا نصیب نہیں ہوتا جس قدر دنیا کے وہ تمام حظوظ کو بالائے طاق رکھ کر آپنے آپکے آتمک (روحانی) دیدار سے خلوت کے فیض سے لذت پاتا ہے۔ اس لئے جب ہم سچائی سے متحرک ہو کر محبت سے ہر نوع بشر کی بہبودی کیلئے بار بار زور دیکر بیان کرتے ہیں کہ علم مسمریزم (یوگ) نہایت ہی بیش قیمت علم ہے اس کا عامل تھوڑے عرصے کی پریکٹس سے ہی عالم سفلی کی چہل پہل سے مستغنی و لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ وہ ہر بات میں کامیاب ہوا کرتا ہے۔ کوئی خواہش کوئی اسکی تمنا ایسی نہیں ہوتی جو فی الفور پوری نہیں ہو جایا کرتی۔

اس واسطے لازم ہے کہ جو شخص اپنی زندگی کو انسانیت کے معراج پر پہنچانا چاہتا ہے وہ کچھ عرصہ کیلئے طبیعت پر جبر کرے۔ اپنے ادنے خیالات پر قبضہ حاصل کرے چند فوری راحتوں کا دیوانہ نہ رہے اور آئندہ کچھ دنوں کے عمل سے خود بخود وہ اپنے حواس و قوا، اور جمیع خیالات کا سچا مالک بن جائے گا۔ اور اس پر آپ سے آپ مسمریزم کی دلپذیر خوبیاں ظاہر ہونے لگیں گی۔

مسمریزم کا عامل اور اسکے مقناطیس بڑھانیکے طریقے

اول مسمریزم کی عظمت و عشق کا عامل کے دل میں پیدا ہونا اور مضبوطی سے گڑ جانا ضروریات سے ہے۔

دوسرے صفائی کا عمل پیرا ہونا نہایت لازمی ہے۔ صفائی سے ہماری مراد اندرونی اور بیرونی ہر قسم کی صفائی سے ہے۔ اگر کوئی شخص اوپر سے پاک وصاف رہے اور اس کے باطن میں گندگی کے بنڈل بھرے پڑے ہوں تو اس سے کبھی یہ عمل نہ ہو سکے گا۔ نیز ایسا شخص ان لوگوں سے بھی بدتر ہے جو اوپر سے اپنا آپ ویسا ہی ظاہر کرتے ہیں جیسے کہ وہ سچ مچ ہوتے ہیں۔ گو وہ شرابی۔ قمار باز۔ زانی اور چوری پیشہ ہی کیوں نہ ہوں۔

مثلاً آپ کو اگر کوئی میوہ فروش اوپر سے نہایت خوبصورت رنگ کا سیب یا انار دیتا ہے جو ظاہراً نہایت خوشنما ر پاک وصاف، نظر آتا ہے مگر جب آپ گھر لیجا کر اُس کو کاٹتے ہیں تو اُس کے اندر سے گندگی و عفونت نکل آتی ہے۔ دوسرا ایک اور پھل جو ظاہراً خوبصورت نہیں مگر اندر سے عمدہ لذیذ اور پاک و صاف یا معمولی حیثیت کا ہی نکلتا ہے تو آپ مقدم الذکر پھل کو نہایت ردی اور دینے والے کو دھوکے باز کہیں گے۔

ایسے ہی جو شخص اوپر سے جاتا بنا ہوا ہے اُس کی شوکت لفاظی۔ اُسکی رنگین لمبی ڈاڑھی۔ اس کی پرہیز گاری کے ملمع لباس وغیرہ کی حیثیت میں عوام کو اسکی طرف پیروی کے لئے تیار کرتا ہے۔ لیکن جب لوگوں پر اس کی بناوٹی کارروائی کی حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے تو ہر کہ و مہ بجائے اس کی عزت کرنے کے حقیر الفاظ میں مخاطب کرتا ہے اور کریہہ نظروں سے دیکھتا ہے۔

اس واسطے آدمی کو واجب ہے کہ جیسا وہ سچ مچ اندر باہر سے ہو ویسا ہی پبلک پر ظاہر کرے۔ اور خصوصاً اگر علم مسمریزم کے لئے کوئی استاد منتخب کرے تو اس کو تو ضرور اپنی اندرونی کمزوریاں بتلا دے۔ تاکہ مرشد اس کی مرضی کا کما حقہٗ راز پا کر مناسب علاج کر سکے۔

ہم آپکو یقین دلاتے ہیں کہ مسمریزم کے عمل کے لئے اوّل ہی چند یوم خیالات

کو یکسو کرنے کو۔ دنیا دی دلفریبیوں کو بھولنے کی مشکل نظر آتی ہے۔ ورنہ رفتہ رفتہ جب خود ضبطی کی عادت ہو جاتی ہے تو خود بخود (یوگ) میں راحت اور لطف محسوس ہونے لگتا ہے۔ اور پھر مطلق وہ عمل کسی طرح کا بوجھ نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ ہر قسم کی لذتیں ہیچ اور جذبات بالکل گندے دکھلائی دیتے ہیں اور سوا اُسے اپنے عمل کے اشتیاق کے دوسری کسی بھی نفسانی خواہش کی تمنا نہیں رہتی۔

عامل کو علاوہ مسمریزم کی لگن اور اندر باہر کی صفائی کے ذیل کے اوصاف سے بھی موصوف ہونا ضروری ہے۔

ایک تو اُسے یہ پرواہ نہ رہے کہ لوگ میری نسبت کیا باتیں کرتے ہیں۔ اور یہ کہ آیا عوام الناس کا خیال میرے خیال کے برعکس ہے یا مطابق۔

وہ بالکل کم سخن ہو جائے۔ بغیر اشد ضرورت کے کسی سے بات چیت کا سروکار نہ رکھے اور بحث و مباحثہ تو ہرگز ہرگز روا نہ رکھے۔ ہمیشہ شورش سے دُور رہنے کی سعی کرے۔

دوستوں کی گپ بازی میں کبھی شامل نہ ہوا کرے۔

طبیعت کو سنجیدہ مستقل بنائے۔

قوتِ ارادی کو ایسا پکا کرے کہ اگر تمام عالم اس کے خیال کے خلاف رائے زن ہو تو بھی وہ شیر مرد اپنی رائے سے نہ پھسلے۔

بالکل نڈر رہے یعنی کسی درند یا حشرات الارض یا بڑے سے بڑے موذی انسان کا تل بھر خوف نہ کرے وہ ہر وقت یقین رکھے کہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہے جو مجھے رتی بھر صدمہ یا ضرر پہنچا سکے گی۔ ہر بات پر متانت اور آشتی سے عمل کرے۔

راست گو اور ایماندار ہو یعنی کسی لالچ میں پھنسکر سچائی و سلامت روی سے انحراف نہ کرے۔

ہر وقت ہر ایک ذی حیات کی بہتری کا خواہاں رہے اور کسی ناموری یا ثواب کے خیال کو لیکر نہیں بلکہ انسان کے اعلیٰ عمل کا قانون اور اصول سمجھ کر تمام مخلوق کی راحت اور دستگیری کا متوالا ہو جائے۔ اپنی آسودگی حشمت و بہتری دوسرے ہمجنسوں پر قربان کر دے۔

ایشور کو سچے دل سے ہر جگہ حاضر و ناظر یقین کرے اور اس طرح نہیں جیسا کہ فی زمانہ ایک ہزار میں نوسو ننانوے انسان خدا کو حاضر و ناظر تصور کرتے ہیں۔ مُلا مہنت۔ پیر پنڈت اور عام واعظ لوگ جگہ بجگہ پتے پتے "ہر ہر" سب کچھ ہیں وہی ایک شہنشاہ دیدہ بینا سے دیکھنے والا بیان تو کرتے ہیں مگر خود جب کسی ناگفتہ بہ کرتوت پر اُتر آتے ہیں تو وہ "خالق اور رازق" ہر شے پر حاوی و مبسوط "وحدہٗ لاشریک" "اللہ میاں۔ حاضر و ناظر" پربھی پورن بھگوان طاق میں دھرا رہ جاتا ہے۔

جب کسی سیمیں بدن۔ ساق نازک خرام نوجواں مس کے بالمقابل آنکھیں چار ہوتی ہیں تو وہ خدائے عزّوجل لوح دل سے یک لخت محو ہو جاتا ہے۔

شراب و کباب میں رنگ رلیوں کے ساتھ ہی اس کی ہستی تک مشکوک ہو جاتی ہے۔

لیکن عامل مسمریزم کے لئے خدا کو سچے دل سے ہر جگہ ہر رنگ میں مخلوط و موجود دیکھنا چاہیئے۔ ورنہ ہرگز ہرگز اس پاک عمل سے پورا پورا ادراک اور مکمل کامیابی نصیب نہ ہوگی۔

کیونکہ قوتِ جاذبہ تمام دنیا میں اسی نور کل واحد ذات کی بے چون و چرا تجلیات کا کرشمہ ہے اور عامل کو جب تک ہر طرف بلا کسی شک و تبیل کے ایک ہی ذات "واجب الوجود" دکھلائی نہ دے وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچ نہیں سکتا۔

جب عامل اپنے آپکو ان متذکرہ صدر خیالات کے پر نوس ڈھال سکے تو قوتِ جاذبہ یعنی مقناطیسی طاقت بڑھانے کیلئے ابتدائی مندرجہ ذیل طریقے شروع کرنے چاہئیں۔

آنکھوں میں کیمیائی پاور بڑھانا

خیالات کی یکتائی سے آنکھوں کی مشق مکمل ہوتی ہے یعنی اگر طبیعت یکسو ہو کر نشست پر لگ جائے گی تب تو آنکھیں ایک شئے پر جم سکیں گی ورنہ ایک چیز پر بلا پلک جھپکائے دیکھنا دشوار ہو جائے گا۔

اس عمل کے لئے ایک علیحدہ کنج تنہائی میں کمرہ منتخب کریں اسکو بالکل خالی کردیں۔ اور اسکی چاروں دیواریں سفید کرالیں۔ ایک دیوار پر بقدر ایک گز زمین سے اونچا ایک انچ سیاہ گول داغ بنائیں۔ سیاہی نہایت گہری ہو اور داغ بناتے ہوئے خیال رکھیں کہ درمیان یا کسی جگہ پر بھی داغ میں کوئی سفید نشان نہ رہے یا داغ بجائے دیوار پر بنانے کے فلسکیپ کاغذ کے نصف تختہ پر بنا کر تختہ چسپاں کرلیں اور دیوار سے دو فٹ کے قریب زمین پر چار زانو بیٹھیں تمہارے بیٹھنے پر داغ اس قدر اونچائی میں ہو کہ نظر اٹھا کر تمہیں دیکھنا پڑے۔

روزانہ ایک وقت معمول بنا کر داغ کو دیکھنا شروع کرو۔ اوّل ہاتھ منہ دھو لینا یا غسل کرلینا ضروری ہے۔ اس عمل کے لئے نمک مرچ اور گرم خشک اشیاء سے پرہیز کرنا واجب ہے ورنہ ٹکٹکی لگاتے ہوئے آنکھوں سے پانی بہنے لگے گا۔ بہتر تو یہ ہے کہ چند روز اناجی غذا ہی چھوڑ دیں۔ اور فقط دودھ بادام پر گذارہ کریں۔ ایک تو صرف دودھ پینے سے طبیعت سے بےچینی و تلون کافور ہو جائیگی اور آپ سے آپ یکسوئی کا عمل دخل ہوگا۔

داغ کو دیکھتے ہوئے شروع میں داغ سے نصف انچ نیچے پر نگاہ رکھنا چاہیئے اور دو چار منٹ میں خود بخود نظر اوپر اُٹھ جائے گی۔ اوّل اوّل ہلکے ہلکے سفید بادل سے داغ پر اڑتے دکھائی دینگے۔ رفتہ رفتہ وہ ابر پھیل پھیل کر داغ کو سفید کرنے لگیں گے۔

پہلے دن چند منٹ دیکھنے سے آنکھوں میں درد محسوس ہوگا اور بعد ازاں پانی بہنے لگے گا اور دیکھ نہ سکوگے۔ لیکن دوسرے تیسرے دن زیادہ دیکھ سکوگے حتی کہ چند یوم بعد دو چار گھنٹے ایک ہی نظر سے بغیر پلک جھپکائے دیکھنا مشکل نہ ہوگا۔

اب جس شخص نے ساتھ ساتھ خیالات بھی روک لئے وہ کئی کئی گھنٹے برابر آرام سے دیکھا کریگا۔ اس وقت داغ کو دیکھنے پر بیٹھنے پر چند منٹ ہی داغ ایک دم سفید ہوجایا کرے گا۔ اور طبیعت میں نہایت سرور اور لطف سا محسوس ہوگا۔

جب کئی کئی گھنٹے بلا کسی دقت کے یہ عمل کرسکو اور فی الفور داغ سفید ہوجایا کرے تو یقین کرلو کہ تمہاری آنکھوں میں پاور بڑھ گئی ہے۔ اس وقت مشق سے علیحدہ ہوکر ادھر اُدھر کام کاج میں تم جس شئے کو دیکھو اس کو نہایت غور سے ٹکٹکی لگا کر دیکھا کرو۔ اگر انسان ہوگا وہ تمہاری ایک نظر سے فرمانبردار ہوجائیگا۔ جانور گھوڑا۔ کتا۔ فیل وغیرہ بھی خادم بن جائے گا۔ اب زیادہ طاقت اور بڑھانے کے لئے داغ کی مشق چھوڑ کر کسی کاغذ پر مصوّر سے دونوں آنکھیں بنواؤ اور ان کو دیکھا کرو۔ کبھی اپنے روبرو آئینہ رکھ اپنی آنکھوں سے آنکھیں لڑایا کرو۔ گاہے رات کو چار پائی پر لیٹے ہوئے چاند پر ٹکٹکی لگانا چاہیئے کچھ دنوں بعد چھوٹے بچے اور بلی وغیرہ پر نظر جما دیں اور دل میں تصور کرلیا کریں کہ یہ ابھی سو جائے گا اور یقیناً ایسا ہی ہوا کریگا۔

سانپ بچھو وغیرہ اگر اتفاقاً کہیں نظر آجائیں تو ان پر غور کی نظر ڈالو۔ اور یقین کرلو کہ یہ جانور یہاں سے ایک انچ بھی نہ ہل سکے گا۔ اور واقعی تمہارے خیال اور آنکھ کی طاقت سے اسمیں جنبش کرنیکی طاقت نہ رہے گی۔

گاہے چھوٹے چھوٹے پھولوں کے پودے دیکھا کرو۔ بہتر ہے کہ جو وغیرہ

کسی برتن میں بو دیں اور جب وہ ایک بالشت کے قریب بڑھ جائیں تو ان پر کئی دن تک لگاتار دیکھنا اور تصور جمانا چاہیئے کہ اب یہ ہرگز اونچے نہ ہونگے اور سچ مچ وہ پودے نہ بڑھیں گے۔

اس مشق کے ساتھ ہی ساتھ ہاتھوں کی کشش بھی بڑھاتے رہنا چاہیئے اس کی ترکیب یہ ہے۔

ہاتھوں کی طاقت بڑھانا

کسی میز یا تخت پر ایک بڑی سی جلد بندھی ہوئی کتاب یا کوئی سرہانا رکھ لیں۔ اس پر دونوں ہاتھوں سے اپنے جسم کی طرف کو مقناطیس کھینچنے کا عمل کریں۔

ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیاں کھلی رہیں اور انگلیوں کی پوریاں اندر کو جھکی رہیں۔ ہاتھ اس شئے سے بقدر نصف انچہ اونچے رہیں۔ پرلی طرف سے اس چیز کے ساتھ ہاتھ جوڑا کرکے اپنی طرف آرام سے لاکر جسم کے قریب جھٹک دیا کریں اور دوبارہ ایسا ہی عمل جاری کریں۔ اوّل اوّل یہ پریکٹس چند منٹ کریں جیسے ہاتھوں میں تھکاوٹ سی پیدا ہو جائیگی اور ہاتھ بہت وزنی ہو کر مشق کرنے سے عاری ہو جائیں گے۔

آہستہ آہستہ چند یوم ایسا ہی عمل جاری رکھا جائیگا تو پھر دو تین گھنٹے لگاتار یہ مشق کر لیا کرو گے۔ اس وقت ایک آدھ گھنٹے کے بعد جب تم اپنی ہتھیلی اپنے چہرے کے پاس لاؤ گے تو اس میں خفیف سی لطیف ہوا خارج ہوتی ہوئی تمہارے منہ کے قریب محسوس ہوگی۔ اس وقت تم کو خیال کر لینا چاہیئے کہ تمہارے ہاتھوں میں کافی طاقت پیدا ہو گئی۔

اب آزمائش کے لئے بلی کتے یا طوطا مینا بٹیر وغیرہ کو ایسے

چند پاس کرنے پر فوراً سلادیا کروگے اور جب بیدار کرنے ہوں تو اُلٹے پاس کرنے چاہئیں۔

اسی آنکھوں اور ہاتھوں کی مشق مکمل ہو جانے پر مسمریزم کے تمام عمل کا دارومدار ہے اور ہم ہر دو کے باترتیب کام میں لانے کا بیان بذریعہ معمول آئندہ صفحات میں ارقام کریں گے

معمول کا انتخاب اور عمل کے طریقے

"معمول عورت ہو یا مرد صافی دل ہونا چاہیئے عمر میں اگر مرد ہو تو دس سے گیارہ سال کے درمیان کا لڑکا ہو۔ عورت بارہ سال سے ۲۰ برس تک عمر کی ہو" اپنا کوئی رشتے دار ہو تو وہ سب سے عمدہ معمول ہے۔ بیٹا بھتیجا یا کوئی قریبی تعلقدار ہو تو بہت ہی خوب ہے۔ عورت خصوصاً اپنی منکوحہ فرمانبردار ہو تو افضل ہے۔ بہر حال معمول اس قسم کا ہونا چاہیئے جسکو عامل کی ذات پر پاکیزگی اور صاف خیالات کا اعتبار ہو۔ وہ نزدیکی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے شرافت عامل کی طرف سے کسی بدکاری کا مطلق وہم بھی نہ رکھتا ہو۔ اور یاد رہے اگر معمول کے دل میں عامل کی نسبت ذرا بھی کسی بدی کا خیال گذرے گا تو وہ کبھی اسکے عمل سے متاثر نہ ہوگا۔ معمول بالکل سادہ لوح ہو۔ نازک بدن ہو۔ قبول صورت اور نیک سیرت ہو۔

پاک وصاف رہنے کی عادت رکھتا ہو۔

ہر کام پر مستعدی سے ڈٹ جانے کی طبیعت کا ہو۔

عامل پر خالص نیت سے اُسکی بڑائی کا ایمان رکھتا ہو۔

مسمریزم کی عظمت کا قائل ہو۔

۱؎ اس ہاتھ کی مشق کو پاس کرنا کہا جاتا ہے۔

عمل میں خود دلچسپی لیتا ہو۔
بالکل ایک خیال پر گڑ جانے والا ہو۔ ڈھلمل رکابی مذہب نہ ہو۔
ہمیشہ سچ بولنے والا ہو۔
بہت باتونی نہ ہو۔
روحانی باتوں کا شائق ہو۔
نئی معلومات کا جویندہ ہو۔
عامل کی ہر بات پر پورا پورا اعتبار رکھتا ہو۔

چند عورتوں یا لڑکوں میں معمول چھانٹنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک کو پاس منگا کر عامل کو چاہیئے کہ صرف دو منٹ تک ہر ایک معمول کی دونوں ہتھیلیاں اپنی ہتھیلیوں میں لے اس طرح کہ عامل کے انگوٹھے معمول کے انگوٹھوں پر آجادیں۔ بعد ازاں آنکھوں سے آنکھیں ملائے اچھا معمول فوراً اثر قبول کریگا۔ اسکے چہرہ پر پسینہ آجائیگا اور موسم نہ ہونے پر بھی اس کا جسم عرق سے تربتر ہو جائیگا۔ آنکھیں لڑاتے لڑاتے اس کی آنکھوں میں غنودگی سی طاری ہونے لگے گی۔

برعکس جو معمول قابل عمل کے اعلےٰ نہ ہو اس کے جسم پر کوئی نشان مبدل نہ ہوگا۔ اور وہ شوخی سے برابر تمہارے بالمقابل گھور کر دیکھتا رہے گا۔

اچھے معمول کو جدا کر کے روزانہ ایک وقت مشق کیلئے مقرر کریں۔ بالکل خاموشی کا مکان ہو جہاں پر نہ تو زیادہ روشنی ہو نہ تاریکی۔ ایک خلوت کی جا ہو۔ ایسے مکان میں اول معمول کو یقین دلائیں کہ اس کیمیائی عمل سے تم کو ابھی ابھی ایک قسم کی نیند سی وارد ہوگی اور تم نہایت عجیب و غریب نظارے دیکھوگے۔ تم کو وہ چیزیں دکھائی دینگی جن کا اس مادی دنیا میں نام نشان بھی نہیں ہے اور تم نہایت فرحت اور راحت کے منظر دیکھوگے۔ تم جس قسم

کا کام مکمل کرنا چاہو گے وہ حسب ارادہ فوراً سر انجام ہوا کریگا۔ دن بدن اس عمل کی برکت سے تمہاری آتما نہایت طاقتور ہو جائیگی۔ پاکیزگی اور نیک اعمال تمہاری عادت ہو جاویں گے اور کسی شخص کو یہ جرأت نہ ہو سکے گی کہ کسی بد کام کی طرف تم کو تلقین کر سکے۔

معمول کو بالمقابل ایک کرسی پر بٹھا لو اور یا تو اس کے دونوں ہاتھ اپنی ہتھیلیوں میں انگوٹھے ملا کر پکڑ لو۔ یا معمول کے کندھے پر ہتھیلیاں رکھ لو اور آنکھوں سے آنکھیں ملاؤ اس کو حکم دو کہ ہرگز آنکھ نہ جھپکے اور تمہاری نظر میں نظر ملا کر دیکھتا رہے۔ چند منٹ بعد اسکو کہدو کہ اب تم پر خواب مقناطیسی کا عمل شروع ہو گیا ہے اور تم ابھی ابھی اپنی حالت سے غافل ہو جاؤ گے۔

چنانچہ معمول پر غنودگی کا دورہ شروع ہو جائے گا۔ اس وقت ہاتھ جدا کر کے اس کے سر سے لے کر نیچے پیٹ تک پاس کرنا شروع کرو۔ جب ہاتھ نیچے آیا کرے تو جھٹک کر دوبارہ اوپر سے یہی عمل کیا کریں۔

ایسا عمل کرنے سے پندرہ بیس منٹ تک معمول اپنی یادداشت سے غافل ہو جائے گا اور ہر ایک بات میں تمہارا مطیع ہو جائیگا۔ اس وقت جس قسم کا کام لینا ہو لیں۔

اور بھی کئی طریقے حیوانی خواب نفوذ کرنے کے ہیں۔ ایک تو اسکی ہتھیلی یا فقط بائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر سیاہ داغ بناؤ۔ اسکو سکھا کر اس پر قدرے چنبیلی یا حنا کا تیل چپڑ دیں تاکہ وہ شفاف ہو جائے اور اس میں معمول کو اپنا چہرہ نظر آ سکے۔

یا ایک شیشے کا گلاس نصف کے قریب پانی سے بھر لیں۔ اس میں اوّل اپنے خیالات داخل کریں۔ وہ یوں کہ جس قسم کا کام لینا ہے اسی طرح کی دلیلیں خیال میں لا کر اس گلاس میں کئی منٹ ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہیں۔ ازاں بعد معمول

کو اس پانی پر نظر جما کر دیکھنے کو کہیں۔
جب اسے چند منٹ دیکھتے گذریں تو پوچھیں کہ آیا کوئی بادشاہ کی سواری تم کو دکھائی دی ہے وہ اثبات میں جواب دیگا۔ پھر اسے کہنا چاہیئے کہ تم بھی ایک ہاتھی پر سوار ہو کر شاہی دربار میں چلے جاؤ۔ اور وہاں جب بادشاہ دربار لگائے گا تو اپنا مدعا ظاہر کرو۔

معمول تمہارے حسب خیال ہر ایک نقشہ بدلتا دیکھتا رہے گا۔ اوّل اسی وقت اسکو ایک ملازم آکر ہاتھی پر سوار کرا کر دربار لگنے پر اسکو اعلےٰ جگہ بادشاہ کے قریب نشست کی ملے گی۔ اور خود بادشاہ اس سے پوچھے گا کہ تمہارا کام کیا ہے؟

پھر جس قسم کا اس کا کام ہوگا اس کا ویسا ہی پورا ہونے کا کام منگا یا جائے گا۔ مثلاً کسی مریض کا علاج کرانا ہے تو اسی وقت بادشاہ کے حکم سے کوئی کامل طبیب منگایا جائیگا۔ مریض بھی اسی جگہ موجود ہو جائیگا۔ حکیم معمول کے روبرو مریض کا معائنہ کرے گا اور جس قسم کی دوا اس کے لئے فیض بخش ہوگی وہ سارا نسخہ بمعہ دیگر عملیات کے حرف بحرف معمول کو سمجھایا جائیگا۔

عامل کو چاہیئے کہ ایسے وقت میں وہ تمام بتلائی ہوئی ادویات دوسری تدبیریں لکھنے کیلئے ہوشیار رہے۔ کیونکہ بعد میں اس حیوانی خواب کے معمول کو تو کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ اگر کسی روزگار کی بابت کوئی امور دریافت طلب ہوں تو بادشاہ کے حکم سے فوراً بڑے بڑے عقلمند تجربہ کار تجار اکٹھے کئے جائیں گے وہ مشورہ کریں گے اور نہایت بیش قیمت تجویزیں اس روزگار کو ترقی دینے کی نکالیں گے۔

اگر غلہ یا گھی تیل وغیرہ خریدنے کا ارادہ ہو تو عمدہ عمدہ عالم منگائے جائینگے جو علم طبیعات وسائنس کے ماہر یکتا ہونگے وہ معمول کے روبرو تمام سال کے

موسم پیش نظر رکھ کر اسٹیمیٹ لگائیں گے۔ وہ ہر ایک آنے والے مہینے کا بازار لگا ہوا دیکھیں گے وہ جنس ہر ایک موسم کی گرم بازاری معمول کو نظر آئے گی۔ اور وہ پکار کر کہے گا کہ اُف گھی میں کتنا فرق ہو گیا یہی روغن بساکھ میں دو سیر روپے کا اور اب اڑھائی روپیہ سیر ہو گیا۔

اگر گھوڑا خریدنا ہے تو عمدہ سالوتری اور شاہسوار منگائے جائیں گے۔ وہ بتلائیں گے کہ فلاں فلاں اوصاف کا جانور تم کو مفید ہو گا۔ بلکہ جہاں جہاں نمائش آنے والی ہو گی اُس خاص دن کا تمام منظر معمول کو دکھایا جائیگا۔ اور ہزاروں گھوڑوں سے چند گھوڑے چیدہ کر لیے جائیں گے۔ جو خریدار کو بہت منافع دیں گے۔

شادی کرنے کا مدعا ہو تو اس شخص کا نام لینے پر بڑے بڑے رمال و جوتشی حاضر ہو جائیں گے اور وہ اس شخص کی تمام زندگی کے متعلق کامل غور سے حساب لگائیں گے اور اُسے واضح کر دینگے کہ آیا اس شادی سے راحت نصیب ہو گی یا ساری عمر ناموافقت کا جھمیلا پڑ جائے گا۔ اور تم لاولد رہو گے یا اتنے لڑکے اور لڑکیاں ہوں گی۔ علیٰ ہذا القیاس یوں ہی ہر ایک امر کی وہیں کماحقہ دریافت ہو سکے گی۔

لیکن ایسا کرنا چاہیئے کہ ایک بات کا ہی تمام احوال دریافت کرنا چاہیئے۔ مثلاً ایک وقت میں کسی مریض کا علاج کرانا ہے تو اس وقت اور دوسرا کوئی فیصلہ پیش نہ کریں۔ بعد تین چار گھنٹے کے اور امور دریافت کریں۔

ہر ایک امر کا کماحقہ راز معلوم کر لینے پر معمول کو اصلی حالت پر لے آنا چاہیئے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب سب کام راس ہو جائے تو معمول کو کہیں کہ آپ یہاں سے رخصت لیکر اپنے مکان پر پہنچنا چاہیئے۔ اور معمول وہاں سے رخصت ہونا محسوس کریگا۔ اب جا اپنے آرام سے راستہ دکھلاتے آ دیں۔ اگر رات کا وقت ہے اور سخت تاریکی ہے تو اس کے گرد ایک شخص کا مشعلہ جلا دیں وہ صرف

تمہارے روشنی میں ایک لکیر دار چکر بنانے سے اسکو اجالا کر دیگا۔ یعنی وہی حلقہ اس کے سامنے فتیلہ سا جلتا ہوا نظر آجائے گا۔

جس سواری کا خیال دلاؤ گے وہ اسی کا تصور کریگا۔ مثلاً دور دراز مسافت ہے تو موٹر کار یا ریل گاڑی میں لانا چاہیئے۔ تمہارے ایک دفعہ کہنے سے کہ کیوں سامنے ٹرین آگئی ہے تو وہ ساتھ ہی کہدیگا کہ "واقعی کھڑی ہے"۔ اب اسکو کہیں کہ وہ جو سامنے بابو کھڑا ہے اس کو کہو کہ تم کو ٹکٹ دیکر فلاں شکل کی گاڑی میں بٹھا دیوے۔ چنانچہ تمہارے کہنے کے ساتھ ہی اُسے سوار کر دیا جائے گا۔

راستہ میں پوچھو کہ بارش ہے یا دھوپ مگر وہ بات پوچھو جس کا تم نے تصور کرلیا ہے۔ یعنی اگر بارش کا خیال دلانا ہے تو صرف اتنا کہدو کہ گاڑی کے باہر ہاتھ نکال کر دیکھو تو کس قدر پانی گرتا ہے۔ معمول فوراً جواب دیگا کہ اچھی طرح موسلا دھار بارش ہے۔

ایسے ہی باتوں باتوں میں اسکو گھر پر لاؤ۔ اور اس وقت چند منٹ اُلٹے پاس کر دو یعنی جس طرح ہتھیلیوں کو اوپر کی طرف سے شکم کی طرف لاتے تھے ویسے ہی نیچے سے اوپر کو ہاتھ لیتے جاؤ اور بعد ازاں کہدو کہ اب تم بیدار ہو گئے۔ اور تمہاری اصلی حالت ہے آنکھیں کھولدو اور فوراً معمول ہوش میں آجائیگا اگر تمام کام ختم کر لینے پر معمول خود گہری نیند میں سونا پسند کرے تو بیشک اسے سلا دینا چاہیئے۔ مگر دو تین گھنٹہ کے بعد اس کی خفتہ حالت میں ہی بذریعہ اُلٹے پاسوں کے بیداری کی توجہ دینی چاہیئے۔

اگر درمیان عمل میں کسی جگہ سے معمول اثناء راہ چیختا ہوا ڈرا یا خطرہ محسوس کرے یا اس کو وہ تمام کام دشوار نظر آتا ہو یا تھکاوٹ کا شاکی ہو فوراً بیدار کرنا چاہیئے۔ بعد ازاں گرم گرم دودھ پلا کر سلا دیں۔ اور دوسرے دن پر وہ بات

دریافت طلب ملتوی کردیں۔

مسمریزم کے شعبدے

عکس گل میں رنگ ہے گل کا ولیکن بُو نہیں

مسمریزم کے عمل سے ایسے عجیب و غریب شعبدے دکھلائے جا سکتے ہیں کہ بڑے بڑے علماء اور فلسفی بھی دیکھکر حیران و ششدر رہ جائیں۔

عامل کے مضبوط تصور سے بعض بالکل ہی خیالی باتیں سچ مچ کی اصلی نظر آتی ہیں۔ کوئی انوکھا منظر محض عامل کی ضمیر میں پیدا ہوتا ہے تو وہ بھرے مجمع میں بذریعہ معمول پیش کیا جاتا ہے تو تمام ناظرین اس کی سچائی کے قائل ہو جاتے ہیں۔

بعض زبردست عامل جن کا جادو عوام الناس پر نہایت مضبوطی سے چل جاتا ہے۔ ان کا ایک فرضی تماشہ بھی ہمیشہ کے لئے ان تمام انسانوں کو سچا جچتا ہے۔

اہل تصوف کے خیال میں حقیقتاً یہ دنیا بھی ایک بالکل خیالی شعبدہ ہے۔ اور جب یہ تناسخ کے دائرہ میں انسانی تخیلات کا منبع بن جاتی ہے تو اسکی سچائی میں کوئی حرف نہیں آسکتا۔

عامل مسمریزم صرف خیالات کی برکت سے بڑی بڑی کھیلیں دکھلاتا ہے۔ وہ چاہے تو ہزاروں انسانوں کو ایک کتے اور گدھے کا میز کرسی بنا کر دکھلادے امریکہ میں ایسے مسمریزسٹ خیال کے مضبوط عامل موجود ہیں۔ جو دوات کا ہاتھی اور ڈبل روٹی کا زندہ شہ زور "ببر شیر" بنا دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف معمول کے تصور میں وہ فرضی جانور آتا ہے بلکہ صدہا بڑے بڑے پڑھے لکھے انسان اس مصنوعی شئے میں اس کی اصلیت کا شک و شبہ نہیں کرتے۔

تم اول ادنے ادنے باتوں میں خیالات کو مضبوط کرنا سیکھو بعد ازاں کچے دل کے سادہ لوح انسانوں کو مسمریزم کے چھوٹے شعبدے دکھلایا کرو۔ اور تم یقین رکھو جب چند دفعہ پہلے پہل تمہیں کامیابی نصیب ہوئی تو پھر ہر ایک بات میں تمہارا ہی حکم نافذ کر دینا درست اُترے گا۔

خیالات کی مضبوطی کا یہ قاعدہ ہے کہ اول تو ہر ایک نامعلوم بات میں تم رائے دیا ہی نہ کرو۔ جو لوگ ہر وقت ہر ایک کام کے شروع میں اول ہی اُسکے انجام کا اپنی حسب پسند فیصلہ کر دیتے ہیں۔ یعنی ہر امر میں آپ سے آپ حکم لگا دیتے ہیں کہ ہاں ہمارا یہ کام ضرور ہی ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص سوال کرتا ہے تو اس کو بھی حسب منشا اس کے دامن مقصود بھر دیتے ہیں۔ حاملہ مولود کا سوال کرے تو ہر ایک کو فرزند نرینہ ہی بخشتے ہیں اور یہ لوگ اس وقت منہ سے بکواس تو کر دیتے ہیں۔ مگر بعد ازاں بھول کر بھی اس کو جوں کا توں مکمل کرنے کا تصور نہیں کرتے۔ اس لئے وہ وقت و محل اور موافق و ناموافق سامانوں سے اور اور ایوانوں میں انجام پاتی ہے۔ اس لئے واجب ہے کہ جو کام تم ضرور اپنے خیال کے مطابق کرنا چاہو ہر وقت اسی کا تصور لئے پھرو۔ جدھر جاؤ اس کا خیال کبھی نہ بھولو۔ تب تو وہ جوں کا توں اتریگا۔ اور اگر خود تمہاری نیت میں اس کام کے متعلق ویسا بننے کا شک پیدا ہو گیا تو بالائی تصور اسے حسب خواہش کبھی پورا نہ کرے گا۔

مثلاً بادل گھرے ہوئے ہیں اور چند احباب بیٹھے ہوئے مسلہ پیش ہو گیا کہ ہاں پانی گرے گا یا نہیں۔ تم اول تو خاموش رہو اور اگر تم پر ہی اس کا جواب ڈالا گیا ہے تو غور سے سوچ کر ایک بات کہدو۔ اگر تم نے کہدیا ہے کہ ہاں ابھی ابھی پانی ضرور برسے گا تو اپنی اسی بات کا تصور مضبوط کر لو۔ اور اگر ہر ایک شخص صدہا دلائل سے تمہاری تردید کرتا جائے کہ بارش نہ ہو گی۔ مگر تم اپنے خیال میں کبھی ضعف

کا ایک شمہ بھی نہ گھسنے دو اور یقین رکھو آناً فاناً برکھا شروع ہو جائے گی۔ لیکن اگر ادہر سے تو تم اپنا دعوےٰ شروع رکھو اور باطن میں تم کو کبھی شک پڑ جائے کہ شاید بارش نہ ہی ہو۔ تو یہ "شاید" تمہاری بات کو پورا کرنے میں ضرور دھوکہ لگائے گا۔

ہم نے معمولی عقل کے لوگوں کو شعبدے دکھلا کر ترقی کرتے جانا بیان کیا ہے۔ اسکا ڈھنگ یہ ہے کہ بالکل ذرا ذرا سی بات سے دیہاتی ناخواندہ لوگوں کو قائل کرو مثلاً چند ایسے اشخاص میں بیٹھکر انکو بتلاؤ کہ معمولی خوراک سے اعلےٰ اعلیٰ لذیذ مٹھائیوں کا مزہ چکھا دیتے ہیں۔ وہ حیران ہو کر تجربہ کرنا چاہیں گے۔ تم ایک آلو یا شلغم منگالو اور ان سب کے روبرو چاقو سے چھیل کر گول سا لڈو بنالو اور اس پر چند منٹ تک بذریعہ ٹکٹکی مسمرائز کرو۔ اور دونوں ہاتھوں میں ادھر اُدھر اچھال کر کیمیائی طاقت بھر لو۔ اب ایک ایسا لڑکا منگاؤ جس کو اس تمہاری بنلائی ہوئی اصل بات کا پتہ نہیں ہے۔ اس کو سب کے روبرو وہ چھلا ہوا پھل دیدو اور کہو کہ کھا کر بتلاوے کہ آیا ان لڈوؤں میں شکر کافی ہے یا اور ڈالنے کی ضرورت ہے۔ وہ طفل خوشی خوشی سے وہ شے کھالے گا۔ اور صاف کہدیگا کہ "یہ تو بڑے لذیذ لڈو ہیں"۔ تمام ناظرین تمہاری کرامت کے قائل ہو جائیں گے۔

ان ہی لوگوں میں کسی دن دعوےٰ کردو کہ ہم ہر شخص کے دل کا سارا بھید پوچھ سکتے ہیں۔ خواہ کیسے پکے راز کا انسان ہو۔ تم اس کو اول پتہ نہ دو اور ہم سب باتیں اس کی زبان سے تم کو سنوا دیں گے۔ جب سب لوگ اس شرط کو دیکھنے کے مشتاق ہو جائیں تو جو باتیں تمام شخص مل کر پوچھنی چاہتے ہیں ان سب کو ایک کاغذ پر لکھدو۔

مثلاً کوئی بہادر اور بہت دولتمند زمیندار ہے مگر عوام الناس کا ہمدرد

نہیں ہے تو اس کے لئے سب سے صلاح کرکے تجویز کرو کہ ہم اس شخص کو قوم کا خادم بنا دیتے ہیں اور یہ اپنے تمام ارادے خواب کی حالت میں تم سب کو قسم کھاکر بتلا دیگا۔ اور اسی حالت میں دل میں پختہ عہد کرلے گا کہ اب قوم پر تمام جان و مال قربان کردوں گا۔ اب ترکیب یہ ہے کہ تم کاغذ پر جو باتیں اس کے منہ سے سننا چاہتے ہو لکھ لو۔ تمام لوگوں کو جن کے ساتھ تمہارا راز بن گیا ہے۔ وہ لکھا ہؤا مضمون سنا دو اب وہی کاغذ اس شخص کے سرہانے کے نیچے کسی ترکیب سے اس کے سونے سے پہلے رکھوا دو اور وہ شخص جب سونے لگے تو خود سامنے بیٹھ کر اپنے وہی تمام خیالات اس کے دماغ میں بذریعہ تصور داخل کرنے شروع کردو۔ ضرور نہیں کہ تم اس کے قریب ہی نشست کرو۔ بلکہ دس بیس پچاس گز پر بھی یکساں اثر ہوگا۔

تم پختہ یقین کرلو کہ ابھی خواب میں بذریعہ تمہارے خیال کی قوتِ جاذبہ کی اُس کے دماغ میں کیمیائی لہر اُٹھے گی اور تمام ملک کی دردناک حالت اس کے روبرو آجائیگی۔ اسکو ایک سرے سے دوسرے تک تمام برادرانِ وطن کا رنج وحسرت بھرا فوٹو نظر آجائیگا۔ تم پختہ یقین کرلو کہ یہ ابھی ابھی دیکھے گا کہ "ہزاروں لاکھوں آدمی روزانہ قحط اور پلیگ کی نامراد موت سے مرتے جا رہے ہیں۔ لاکھوں کو ایک وقت بھی کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ سینکڑوں تل کی پیٹھ (کھلی) کھا کر اوقات کو دھکا دے رہے ہیں۔ کروڑوں اشخاص کا کوئی پشت وپناہ ہی نہیں ہے۔" اور ساتھ ہی اپنے تحریر شدہ خیالات اس کی یاد داشت میں ٹھونس دو کہ اب میری امداد سے قوم کے کئی دُکھ فوراً ہلکے ہو جاوینگے اور مجھے مدد دینا چاہیئے۔ چنانچہ وہ شخص سویا ہؤا سب کے روبرو چلا اُٹھے گا کہ اُف! ملک کی کیسی دردناک حالت ہے۔

ہائے! کس طرح لوگ ایک ایک پیسے کے لئے محتاج ہو رہے ہیں۔ اپنے

لعنت جگہ چند روپیوں پر بیچتے ہیں۔ عزت کی مٹی بھر پرواہ نہیں کرتے۔ غیر قوم کے غلام ہیں مگر حیف کہ پھر بھی ان کا پیٹ آرام سے نہیں پلتا۔ کتے۔ گھوڑے گدھے وغیرہ پیٹ پالتے ہیں۔ اور انسانوں کی یہ حالت ہے"۔ میں تمام جائداد قوم پر فدا کر دوں گا۔ زندگی بالکل ہیچ شے ہے کہ سنسار خواب کی طرح کا ہے۔ آجتک میں نے جس قدر مزے کئے ہیں تمام گذشتہ ایام خواب کی طرح جچتے ہیں۔ اسیطرح آئندہ زندگی گذر جائے گی۔ اگر قوم پر میں نے آج اپنا سب کچھ قربان کر دیا تو تا ابد میرا نام روشن رہیگا۔ بس آج سے میں قسم کرتا ہوں کہ اپنی تمام منقولہ و غیر منقولہ جائداد قوم پر نثار ہے !!! میں آج سے اپنی طاقت و تجربہ، جد و جہد، استقلال اور تمام زندگی قوم کی خدمت کیلئے وقف کرتا ہوں۔ میں اب روپیہ پیسہ خیرات کر دونگا۔ اور بعد ازاں اپنے موٹے الفاظ میں ہی تمام ملک میں چکر لگا کر عوام الناس کو بہتری کے وسائل پھیلاؤں گا۔ ہر جگہ زور شور سے امرا کو غربا کی دستگیری کا خیال دلاؤں گا۔ انکو بلا لحاظ و خوشامد منہ پر کہہ یا کرونگا کہ لعنت ہے تمہاری دولت و عیش و عشرت پر جو تمہارے حقیقی بھائی ایک ہی مٹی کے بنے انسان ایک ایک ٹکڑے پر محتاج ہیں بلک بلک کر تڑپتے جان دے رہے ہیں۔ اور تم لوگ رنڈیوں کے نظارے لیتے ہو۔ لاکھوں روپیہ روزانہ شراب اور چرس بھنگ پر اڑایا جاتا ہے یہ روپیہ اگر غریبوں کی امداد پر صرف کیا جاوے تو آج ہی تمام دکھ کافور ہو جاتے ہیں۔ میں اس وقت تک دم نہ لوں گا۔ جبتک کہ تمام قوم سے شراب اور ساری فضولیات دفع نہ کرا لوں گا۔

غرضیکہ اس قسم کے شعبدے مسمریزم کی وساطت سے بالکل آسان ہو سکتے ہیں۔ لاکھوں انسانوں کی زندگیاں سچ مچ اور کی اور ہو سکتی ہیں اور جب سویا ہوا ایک شخص ایسی باتوں سے متاثر ہوتا ہے تو بیداری میں خود بعضوں کو وہ خیالات یاد نہیں رہتے۔ اور تم ایک دفعہ اس کو وہ اپنے مقرر کئے

ہوئے ارادے بتلا دو وہ فوراً سارے خیالات یاد کر لیتا اور ان پر کاربند ہو جاتا ہے۔

جب ایسے لوگوں میں چند ایسے تمہارے شعبدے صحیح اتریں تو تم جب چاہو اُن سب کو کچھ کا کچھ دکھلا سکتے ہو۔ تم ایک معمولی لکڑی لے لو اور سب سے کہدو کہ "اِس کا ابھی سانپ بن جائے گا"!

اِس لاٹھی پر ایک کاغذ یا کھدرا سا کپڑا لپیٹ دو۔ اور چند منٹ اس پر ادھر اُدھر ہاتھوں کے چکر دیکر تمام تماشبین کی طرف ہر ایک سے آنکھ ملاتے جاؤ جب سب سے ایک نظر ڈالو تو یہ بھی تصور کر لینا کہ میری آنکھ میں کیمیائی پاور ہے ان سب کو میرے ارادے کے مطابق یہ لکڑی سانپ نظر آئیگی۔ بعد ازاں پھرتی سے وہ کاغذ یا کپڑا چھیل کر اُتار دو اور ہاتھ سے لاٹھی پھینک دو کہ یہ دیکھو کینچلی اتار سانپ نکل آیا۔ چنانچہ بموجب تمہارے لکڑی ہاتھ سے چھوڑنے کے سچ مچ کا سانپ بن جائے گا اور بالکل سچے زندہ سانپ کی طرح دوڑنے لگے گا۔ اگر کوئی نیا شخص بھی اس مجمع میں وارد ہو تو وہ اُسے سانپ ہی دکھلائی دیگا۔

جو شخص رفتہ رفتہ اس شعبدے بازی میں کمال کرے تو گھڑیاں اور شیشے کے گلاس۔ چینی کے برتن شکستہ کر کے فوراً ویسے کے تیسے درست کر دیتا ہے۔

ایک چینی کی رکابی کو ریزہ ریزہ کر کے پستول میں بھر لینا اور سامنے دیوار پر نشانہ لگانا! وہاں پر سالم رکابی دیوار کے ساتھ چمٹ جاوے گی

یہ تمام متذکرہ صدر باتیں ہرگز ہرگز محض فرضی نہیں ہیں اور ضرور ایسا ہی ہوتا ہے۔ مگر جیسا ہم نے ہیڈنگ رکھا ہے حقیقت میں شعبدہ ضرور ہیں اور تمام ان نقوش کی عمارت عامل کی مفروضہ نیت پر دارومدار رکھتی ہے۔

اگر کوئی عامل یہ بھی مضبوط قیاس کر لے کہ میرا ہر ایک شعبدہ تمام مخلوق میں تا ابد ایک کرامت مشہور ہو جائے تو دوامی شہرت برقرار ہو جاتی ہے۔

ہم نے بہت عرصہ ہؤا ایک ایسا عامل فقیر ڈیرہ دون کے علاقہ میں دیکھا تھا۔ اس نے وہاں پر ایسے ایسے عجیب شعبدے دکھلائے تھے کہ اگر ہم وہ تمام ارقام کریں تو شاید آجکل کے انگریزی خواں قیاس میں نہ لاویں۔ وہ فقیر ایک برہمن کے گھر میں قریباً دو مہینہ قیام پذیر ہؤا تھا۔ آخر جس دن وہ جانے لگا اس میزبان (برہمن) سے بولا کہ میں تم پر بہت خوش ہوں کوئی کام میرے قابل ہو تو بتلاؤ۔ برہمن نے کہا کہ "میرا بڑا لڑکا کوئی اٹھارہ سال کی عمر کا ہے۔ اس کو کئی دفعہ تعلیم دینے کا بندوبست کیا۔ مگر اس نے ایک حرف تک ہضم نہیں کیا۔ وہ بہت شریر اور اجڈ ہے۔ اس کا کچھ ہوسکے تو میں تمام عمر آپ کی عنایت نہ بھولوں گا" فقیر نے اس نوجوان کو خواب حیواتی میں لاکر بالکل بشکل مردہ بنادیا اور ایک آہنی قلم سے اُسکی زبان پر چند حروف کندہ کئے اور اسی حالت میں رہنے دیا۔ برہمن سے کہا کہ پرسوں کے دن تک اسکو بالکل یونہی رہنے دو۔ اور اس دن کے لئے ایک رتی بھر دوا اس کو دے کر کہا کہ اسے دودھ میں حل کرکے اس کے حلق میں ٹپکا دینا۔ چنانچہ فقیر تو اسی وقت وہاں سے کوچ کرگیا اور وہ برہمن کا لڑکا جب اس کی حسب تلقین بیدار کیا گیا تو ہوش میں آتے ہی ایسے ایسے غضب کے شلوک سنسکرت کے بولنے لگا جو اس کا والد اچھا پنڈت ہونے پر بھی سمجھ نہ سکتا تھا۔ بعد ازاں اس تمام دیار میں وہ بہت بڑا مشہور و معروف پنڈت ہؤا

وہ فقیر ہزاروں اشخاص کے سامنے تماشے اور دل لگی کے طور پر ہوا آگ اور پانی کو ٹھوس کر دیا کرتا تھا۔ ہنسی ہنسی میں کسی کو پیڑا یا لڈو بنا دیا اور منہ سے کہا کہ کھاؤ! کیا خوب مٹھائی ہے اور جب اس شخص نے منہ میں وہ شے ڈالی تو سارا منہ ایکدم پانی سے بھر گیا اور وہ شیرینی صاف اڑ گئی۔ ایسے ہی آگ کا گولا

؎ کرشن جی کا ارجن کو منہ کے اندر کارزار کا آنے والا منظر دکھانا۔

باندھ کر گھاس پھونس کے بڑے بڑے انبار جلا دیتا تھا۔

الغرض مسمریزم ایک ایسا تحفہ ہے جو اس پر پورا پورا عمل و دخل پانے سے ہر ایک معمولی شخص بھی ایک بہت بڑا ساحر اور جادوگر ہو سکتا ہے۔ اس کے فیض و کرشمات سے بڑے بڑے ضدی لوگوں کو اپنا متحلقہ اور قائل بنا دیتا ہے لیکن پھر ہم ایک دفعہ کہے دیتے ہیں کہ ہر قسم کی کامیابی کا انحصار فقط انسان کے اپنے ہی اٹل عقیدے اور تصور پر ہے۔

عمل تصوّر

مسمریزم کا عامل تصور کے عمل میں کمال کرنے سے ہی ہر ایک بات میں کامیاب ہوتا ہے۔ تصور کئی طرح کا کیا جاتا ہے۔ کچھ طریقے جدا جدا عمل کرنے کے ہم بھی اس عنوان کے ذیل میں بیان کرینگے۔ مگر جن کا ہم نے ذکر نہ بھی کیا اُن باتوں میں بھی حسب موقعہ و محل اپنے خیالات کو تصور میں بٹھانے سے عامل کو ضرور کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

تصور کے عمل سے ہمارا مدعا عامل کی قوت ارادی کے استقلال سے ہے۔ یعنی کہ عامل اپنی قوت متخیلہ ایسی زبردست بنالے کہ ہر شے کا خاکہ اپنے ذہن میں آسانی سے اتار سکے اور یہی کمالیت کا راز ہے جس کا خفیف اشارہ یوگ کی ابتدائی تعلیم میں ہم افشا کر آئے ہیں۔

جب تم کسی کام کو سرانجام کرانا چاہو تو جس شخص کا اس کام سے واسطہ ہے اسکو تحریک دیکر تم خیالی تلقین شروع کر دو۔ گویا تم اپنے تصور میں اس کام کے تکمیل کی عمارت بنا رہے ہو۔ اس عمارت کا جیسا مضبوط مصالحہ تم نے ذہن میں تصور کیا ویسا ہی تمہارا کام مکمل ہو گا۔

عمل تصور کیلئے اوّل پانچوں حواس یکجا کاشت کر دینے ضروریات سے

ہیں۔ کیونکہ جب تک اس جسمانی مشین کے جملہ اوزارہ الیور چرخیاں ایک واحد حرکت میں کام نہ دینگے کبھی متصور چیز مرتب ہی نہ ہوگی بلکہ بکھرے رہنے سے صورت کا نقشہ ہی بگڑنے لگتا ہے اور آیندہ ترقی کرنا تو درکنار اُلٹے رُخ تنزل پانا بھی لازمی ہوجاتا ہے۔

جس طرح بیکار ہاتھ شیطانی کام پر پرواز کرتے ہیں۔ اور جسکو فرصت نہیں ہوتی وہ خدا کا بندہ ہمیشہ نیک ہی رہتا ہے۔ ایسے ہی اگر پانچوں حواس یا ان میں سے دو تین بیکار سَیر گشت پر لگے رہیں گے تو ہرگز کسی بات کا تصور منزل کی طرف چل نہیں سکے گا۔

جہاز کا کپتان ملاحوں کو ہر وقت کسی نہ کسی کام پر لگائے رکھتا ہے اور اگر ان کو قطعی بیکار چھوڑ دے تو وہ اپنے ہی لڑائی جھگڑے پر اُتر آتے ہیں اور بجائے جہاز کو سلامتی سے آنند رُخ چلانے کے اس سے غافل ہوکر بیڑا غرق کرنے کے موجب ہوتے ہیں۔ ایسے ہی اگر حواس روح سے آزاد ہوکر ادھر اُدھر خودسیر ہوکر اپنی کرتوتوں میں لگ جائیں اور ان میں یکجہتی نہ رہے تو کوئی تصور پورا نہیں اُتر سکے گا۔

تصور کو انگلش میں "زِدوازم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس کا مدعا مراقبہ یعنی سمادھی سے ہے۔ یہی تصور کا خاص درجہ ہے۔ یعنی سمادھی کے درجے تک قوت متخیلہ کو ذہن میں ثبت کرلیا جائے تو ہر ایک ارادہ فوراً مکمل ہوجاتا ہے۔

تصور سے بڑے بڑے اہم کام آناً فاناً بلاکسی بیرونی امداد کے تکمیل پاجاتے ہیں۔ تصور سے نیکی۔ مخلوق کی بھلائی۔ دکھیوں سے ہمدردی کی جاسکتی ہے۔ تصور سے گنہ گار اور بدطینت اشخاص کو فرشتہ سیرت و بے لوث انسان بنایا جاسکتا ہے۔ اور تصور کے بے جا عمل سے کئی قسم کی تیرہ فعلیاں بھی کرلی جاسکتی ہیں۔ اس لئے ہم اس عمل کی تعلیم دیتے ہوئے کئی طرح کے دل میں خیال بھی

لاتے ہیں کہ مبادا ہماری تلقین سے نفس پرست انسان بدیوں پر ہی کمر بستہ نہ ہو جائیں۔ لیکن ایسا عمل کرنے سے معلم پر حرف نہیں آنا چاہیئے۔ کیونکہ جس طرح اطبا نے ادویات کا علم ان لوگوں سے ہی آشکارا کیا ہے۔ اب ہزاروں انسان سنکھیا خود کھا کر مر جاتے ہیں اور ہزاروں دوسروں کو دھوکہ سے کھلاتے ہیں۔ مگر علم طب پر کوئی الزام نہیں لگا سکتا۔

فرانس کے پیرس وغیرہ اکثر شہروں میں بڑے بد ضمیر اور سارق پیشہ آباد ہیں وہ لوگ علم مسمریزم کی وساطت سے کئی طرح کے ناجائز فعل پورے کرتے ہیں۔ اسی علم متصورہ عمل سے وہاں پر صدہا بڑے بڑے خوفناک جرائم سرزد ہوتے ہیں۔ ان کی بدکاریوں کے قصے سن کر ایک نیک انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے اور سوچتا ہے کہ اُف! یہ مادہ پرست لوگ ان روحانی علوم سے بہرہ ور ہو کر بھی کیسے کیسے قبیح افعال کے ارتکاب کرتے ہیں

پیرس میں کئی واقعات ثابت ہوئے ہیں وہاں پر علم تصور کی قوت سے ایک عامل اپنے گھر بیٹھا ہوا دس بیس میل پر ایک شخص کو دوسرے کے ہاتھ سے قتل کرا دیتا ہے۔ وہ یوں! کہ ایک بدمعاش رستہ چلتا چلتا نو بجے رات کو چلا آرہا ہے۔ اثنار راہ ایک قوی ہیکل جوان بستر پر لیٹا ہوا ہے وہ ابھی ابھی سونے پر تیار ہے۔ اب عامل اپنا تصور اس کے دماغ میں بٹھانا شروع کر دیتا ہے۔ وہ قوتِ متخیلہ میں ذہن نشین کر لیتا ہے یہ شخص ابھی ابھی سو جائے گا اور دو گھنٹہ کے بعد بیدار ہوگا۔ اور فلاں کمرے سے جا کر تلوار لے گا۔ بارہ بجے کی میل ٹرین پر سوار ہوگا۔ فلاں شہر میں جائے گا۔ اور فلاں شخص کو قتل کریگا۔ بعد کرنے تمام کام مکمل کے چار گھنٹہ بعد یعنی ساڑھے چار بجے کے قریب اپنی چارپائی پر آکر سو جاویگا۔ الغرض وہ معمول اسکی تصور کردہ نیت سے متاثر ہو کر عین اسی وقت بیدار ہوتا ہے سکھیں سے تلوار کہیں کر یہ لیتا ہے۔ دوسرے

شہر میں اس کے دشمن کو قتل کر کے واپس آتا ہے اور چپ چاپ سوجاتا ہے
صبح کو بلکہ رات کو قتل کرتے ہوئے بھی اسکو خود یہ علم نہیں ہوتا کہ میں نے کیا کام کیا
ہے؟ بلکہ وہ ہمیشہ لا علم رہتا ہے۔

علم تصور سے نیکیاں بھی بڑی بڑی فیض بخش ہویدا ہوتی ہیں۔ کسی عورت کو
زہ کا سخت درد ہے یا اور کوئی مریض قولنج یا درد گردہ وغیرہ سے ازحد لاچار ہے
تو تم اس کو تصور سے ہی جھٹ پٹ تندرست کر سکتے ہو۔ اِلّا ایسے تصور کیلئے
مریض کو یقین دلا لینے کا سامان بنا لینا چاہیئے۔ یعنی کوئی دکھلاوے کا ایسا عمل
کرو کہ اس بیمار کو تمہارے عمل پر خالص اعتبار ہو جائے۔ کیونکہ یہ فقط اس کی
اندرونی مرض کے تدارک کا کام ہے۔ وہ کِس کی وساطت سے کِسی کو قتل کرا گیا
تھا۔ اس میں اس عامل کا تصور۔ اسکی غفلت یعنی سونے کے وقت کی غنودگی
میں تھا۔ اور اس بیچارے کو علم ہی نہ تھا۔ اس لئے وہ عمل نہ ٹل سکا۔ اور ایسی
بیماریوں کے لئے کوئی بالائی نمونہ بنانا ضروری ہے۔ مثلاً ایسے درد والے مریض
کیلئے حسب موقعہ وخیال اس مریض کے عمل کرو۔ اب اگر کِسی ہندو عورت کے
بچہ پیدا ہونیوالا ہے تو تم اس کی درد کی ازحد تکلیف کی حالت میں دل میں مضبوط
تصور کر لو کہ ابھی ابھی اس کا بچہ پیدا ہو جائیگا۔ مگر بیرونی ڈھنگ یقین کا ایسا
بناؤ۔ ان کو کہو کہ ایک کانسی کا بڑا سا تھال کچھ زعفران، اور ایک تلسی کی بالشت
بھر قلم کو ہاتھ دھو کر لاویں۔ تھال کو خوب مصفا کراؤ۔ زعفران کو گنگا جل میں
گھول دو قلم کو ہاتھ دھو کر بناؤ۔ اب ایشور کا نام لے کر اس تھال میں زعفران
کی روشنائی سے ایک سو ایک دفعہ یا فقط اکاون یا اکیس دفعہ اوم کا لفظ
لکھ کر اسی پاکیزہ پانی سے دھو کر مریضہ کو پلاؤ۔ چند ہی منٹ میں کل تندرست
نہ ہو جائے تو ہمارا ذمہ۔ اس میں نہ تو اس گنگا جل کی تاثیر ہے نہ تلسی کی لکڑی
قبض کشا ہے اور نہ زعفران کی ادم ادم میں کوئی واقعی اثر پیدا ہوا ہے بلکہ

یہ محض تمہارا تصور کے عمل کا کرشمہ ہے۔

عمل تصور کا ایک بے نظیر عامل قریباً چار برس ہوئے ہم نے اپر برہما میں دیکھا تھا۔ وہ ایک سیاح تھا اور اسٹریلیا کی طرف سے آیا تھا۔ کئی طرح کے کھیلوں سے روپیہ پیدا کرتا تھا۔ اس نے تصور کے عمل میں نہایت کمال کر رکھا تھا۔ اور تو کئی اس کے شعبدے معمولی سے تھے مگر ایک بات جس نے ہمیں حیرانی میں ڈالا سچ مچ حیرت انگیز تھی اور وہ بھی اسکا عمل تصور ہی تھا۔

اس شخص نے بھرے مجمع میں ہم سب سے چیلنج دیکر باآواز بلند کہدیا کہ کوئی شخص جس علم و زبان میں چاہو کوئی ضخیم کتاب میرے روبرو ایک ہی دفعہ پڑھ جاؤ اور پھر سیدھی یا الٹی جس طرف سے کہوگے وہی کتاب تم کو ابھی زبانی سنا دوں گا چنانچہ ہمارے ایک خالصہ بھائی تھے اُنہوں نے ہم سے مشورت کی کہ گورمکھی تو تمام عالم میں سوائے پنجاب یا قلیل حصہ ہند کے کسی جگہ کوئی جانتا نہیں ہے۔ اس لئے یہی اسکو سنانا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے گور گوبند سنگھ جی کی گیتا پڑھنی شروع کی اُس نے پاکٹ سے ایک سفید تانبے کی مچھلی سی نکالی اور اس پر ایک سیاہ تاگا لپیٹنا شروع کردیا اس کی تاریں لپیٹتے ہوئے وہ اپنے تصور میں ایسا محو ہوُا کہ ہم سب سے وہ ایکدم بے خبر سا ہوگیا۔ جب سنگھ سورما خاموش ہوئے تو اس نے کہا کہ بتلاؤ الٹا پاٹھ کروں یا سیدھا۔ طرفہ یہ ہوا کہ وہ مطلق اُردو بھی نہ جانتا تھا اور ہر ایک بات انگریزی میں کیا کرتا تھا۔ ہم نے کہا جس طرح تمہاری طبیعت میں آئے پڑھ جاؤ۔ چنانچہ اس نے ویسے ہی شروع سے انجام تک اُسی گورمکھی لب و لہجہ میں سارے تلفظ بالکل صحیح پڑھ دیئے۔ بعد ازاں اور دو چار اشخاص نے کئی باتوں کا امتحان لیا مگر وہ شخص ہر امر میں لاجواب نکلا۔

ہم نے اس بحث کو اسلئے طول دیا ہے کہ مسمریزم کی تمام کامیابی کا دارومدار تصور کی مضبوط سطح پر ہوُا کرتا ہے۔ اسلئے تم ہر ایک مشق سے بڑھ کر تصور کے

عمل کو کام میں لایا کرو۔ اور ہمیشہ تمہارا ہر ایک ارادہ فی الفور پورا ہؤا کریگا لیکن جیسا ہم بیان کر آئے ہیں عقل اور حکمت علمی کو ہر جگہ کام میں لایا کریں۔ اب کسی مریض کو مقناطیسی خواب کی حالت میں لاکر تم نے اسی سے اصل حالات دریافت کرنے ہیں تو اس کے سلانے کے لئے تصور کے ہمراہ فرضی تدبیر کی ضرورت ہے۔ اس کو تم کہو کہ دیکھو تمہارا بشرہ ہوائیاں لیتا ہے۔ تمہارا خون کمزور ہو رہا ہے۔ تم کو ابھی ابھی نیند آجائے گی۔ ہاں ہاں تم تمام جسم ڈھیلا چھوڑ کر آنکھیں بند کر لو۔ تاکہ سو جانے پر تم کو راحت ملے ۔ تو یہ بات کہتے ہی مریض پر خواب حیوانی کا غلبہ ہو جائیگا اور تمہارا مطلب خاطر خواہ پورا ہوگا۔

عمل تصور سے صدہا میلوں کی خبریں معلوم ہو جاتی ہیں۔ عمل تصور سے ارض و سما کی معلومات فوراً روبرو تصویریں بن جاتی ہیں۔

تصور کو ذہن میں مضبوط جگہ دینے سے تصور کردہ چیز قوت جاذبہ کے اثر سے کھچی ہوئی پاس آجاتی ہے۔ اگر ایک انسان کو تم نے آج اپنے گاؤں سے سو میل پر دیکھا ہے اور اس سے حقیقی اتحاد بنانے کا مصمم تصور جما لیا ہے تو اس کی تصویر کو دل میں لئے ہوئے اپنے مکان پر واپس آجاؤ۔ راستہ میں بھی اور اپنے مسکن میں بھی بدوں اس مطلوب کے کسی شئے دیگر کا تصور نہ رہے۔ اور آتے ہی مکان بند کر لو اور خلوت میں بیٹھ کر بلا خواب و خورش شب و روز اسی محبوب کا تصور جما لو۔ اور تم دیکھوگے کہ وہی شخص آپ سے آپ کھچا ہؤا تمہارے پاس حاضر ہوگا۔

تصور کے عمل کے لئے نہ کسی نسخہ کی تلاش کرنا ضروری۔ نہ کسی خاص ہی بات پر حکم اطلاق پاتا ہے۔ بلکہ ہر ایک امر میں حسب خیال کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ معمولی باتیں تصور سے ہنسی کھیل میں حل ہو جاتی ہیں۔ اتفاق سے تم کسی دن

چند دوستوں کے ساتھ کہیں دریا کے کنارے سیر کر رہے ہو مطلع صاف نہیں ہے اور پاس گھڑی بھی نہیں ہے۔ بہت عرصہ گذر جانے پر تم کو صحیح وقت دریافت کرنے کی احتیاج ہوتی ہے یا کوئی کام احباب کا ضروری ہے۔ اور وہ سوال کرتا ہے کہ کے بجے ہونگے۔ تم تصور کی ہتھیلی کو پانی میں ڈبودو۔ اور دریا کے اندر ہاتھ رکھے ہوئے انگلیاں زور سے ہتھیلی کے درمیان دبا کر مٹھی بند ہی باہر نکالو اور مٹھی کو کھولو۔ تمہارے ہاتھ پر صحیح ٹائم کا ہندسہ کھدا ہوا موجود ہوگا۔

الغرض عمل تصور ایک ایسا تیر بہدف ہے جو ہر نشان پر فوراً سیدھا جا بیٹھتا ہے۔ تصور سے دور دور کے دلوں کے حالات موبمو واضح ہو جاتے ہیں۔ گویا تصور سے ہی تمام دنیاوی سلسلے پر دئے ہوئے ہیں۔ مگر ان زنجیروں کے علاقے خود مصوروں کے خیالات میں ہی نشو ونما پاتے ہیں۔ جیسا جیسا کسی انسان کا خیال ہوتا ہے ویسا ہی از سرتا پا اس کا بت بنا دیتا ہے۔

تصور ہی کرنے سے فرحت اور غمی وارد ہوتی ہے۔ تصور نہ ہو تو کبھی کوئی بیماری نفوذ نہ کرے۔

تصور سے بھوت اور پشاچ کے ناچ ناچتا ہے۔ تصور سے ہی ہر ایک آدمی اپنے کئے کی سزا اور جزا پاتا ہے۔ تصور نے باغ اور شہر آباد کئے ہیں تصور کے سبز باغوں نے بڑے بڑے اہم کام منٹوں میں سرانجام کر دئے ہیں۔ اور

جس چیز کو ذہن استقلال سے بار در کیا جائے اور شب د روز اسی کی لگن میں تصور کرنیوالے کی ایک ذات بلکہ جزو بدن بن جاتی ہے۔

خوں رگِ مجنوں سے نکلا فصد لیلیٰ کی جو لی
عشق میں تاثیر ہے پر جذب کامل چاہیئے

تصور کا عمل ہی قوتِ جاذبہ کی تکمیل کا مکمل نسخہ ہے۔

عمل روشن ضمیری

بچوں کی طفولیت کی تعلیم!

خاک آئینہ سے ہے نام سکندر روشن
روشنی دیکھتا گر دل کی صفائی کرتا

گیلی لکڑی کو ہزار کوشش وجدوجہد بھی چقماق سے آگ نہیں لگتی! میلے کپڑے پر لاکھ جتن سے بھی کبھی اعلیٰ رنگ نہیں چڑھتا۔ میلے پانی میں سورج جیسے عظیم القامت و بے پایاں طاقتور و بے پایاں جلوہ فشاں شہنشاہ کا بھی عکس نہیں پڑتا۔ میلے شیشے میں مطلق کسی شئے کی تصویر نظر نہیں آتی۔ یوں ہی جبتک بیخ و بن سے انسان کے لوح دل سے گرد و کدورت کی سیاہی کی صفائی نہیں ہوتی تب تک اسے مطلق راز حق کی نہ تک رسائی نہیں ہوتی۔

جب کسی چشمے کا پانی میلا ہوتا ہے تو آفتاب یا ماہتاب۔ بجلی یا لیمپ کسی چیز کا بھی جلوہ اس میں دکھائی نہیں دیتا۔

اور جب ہم چشمہ میل اور کثافت سے پاک وصاف کر دیں۔ تو ہر شئے خود بخود منعکس ہونے لگتی ہے۔ لیکن اگر پانی ساکن ہو۔ بالکل ذرا بھی جنبش نہ کرے تو تو کسی نور یا منظر کی تصویر دکھائی دیگی اور اگر پانی میں تلاطم ہو۔ ہوا کے جھکولے لہروں کی ترنگ میں اسے پریشان کر رہے ہوں تو بھی مطلق عکس نہ پڑے گا۔

ایسے ہی اگر کوئی شخص دل سے پاک وصاف بھی ہو جائے یعنی ریاضت وصفائی سے دل کا شیشہ بالکل دھو بھی لے مگر خیالات کے تلاطم نہ رکے ہوں تو بھی اس کے اندر نور حق کا پرتو نہ پڑے گا۔

اور اگر گھڑے میں پانی بھی صاف بھرا جائے۔ مگر سورج کے عین بالمقابل

اس سبو (گھڑے) کا منہ نہ ہو تو بھی کبھی منعکس نہ ہوگا۔

ایسے ہی اگر کوئی شخص نفس امارہ پر بھی قابو پا لے۔ قلب کو بالکل زنگ و کدورت سے دھو بھی ڈالے لیکن سیدھے رُخ عمل نہ کرے تو بھی حقیقت کا پردہ نہ کھلے گا۔ روشنضمیری نصیب نہ ہوگی۔

اس لئے جب پانی بھی صاف ہو ہوا سے سطح آب بھی ڈھلمل نہ ہو تو عین سارے کا سارا سورج اسی ایک گھڑے میں گھس جاتا ہے اور پھر اس تمام برتن کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے اور سارا اس کا باطن نورٌ علیٰ نور ہو جاتا ہے۔

اسی طرح سے روشنضمیر انسان کے اندر کا حال ہے یعنی اس پر بھی جب خاص حقیقت کا مہر منور منعکس ہوتا ہے تو آپ سے آپ اسکو بھی تمام عالم کا اندرونی حال منکشف ہونے لگتا ہے۔ برعکس اس کے ساری یوگ کی فلاسفی کوری اور روحانی دنیا کی معلومات ناقابل و غیر معتبر رہتی ہیں اور صفائی ہو تو ہر شے کی صفائی ہو۔ تمام خیالات قطعی محو ہو جائیں۔ ورنہ ؎

تا صاف کرے دل نہ مئے صاف سے صوفی
کچھ سود صفا علم تصوف نہیں کرتا

الغرض روشنضمیری کے حصول کے لئے سب سے اول صفائی کی اشد ضرورت ہے۔ اور ایسی ہی صفائی جو ہم نے بیان کی ہے۔ کیونکہ معمولی اشیا جب کہ دودھ گھی وغیرہ ناپاک برتنوں میں بگڑ جاتے ہیں تو وہ نور پاک کیسے اپنی اصلیت کا پورا آنند دے سکتا ہے۔

روشنضمیری کا عمل محض صفائی کی مشق ہے۔ اور جس طرح مشق سے معمولی انسان ہر ایک شے کی باطنی حقیقت جان لیتا ہے۔

ہمارے حواس خمسہ باصرہ۔ سامعہ۔ ذائقہ۔ شامہ۔ لامسہ کام کی مشق سے ترقی کرتے ہیں اور یہی حیوانات کے حواس پر بھی غور کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔

کتے کی قوت شامہ کثرت استعمال ہی سے تیز ہوتی ہے۔ عقاب کی بصارت نظر بازی سے ہی زیادہ قوی ہوتی ہے۔ سپترک (چھچھوندر) میں قوت لامسہ قوت باصرہ کی کمی پوری کر دیتی ہے۔

انسانوں میں تم دیکھوگے جس شخص کو دماغی کام میں زیادہ ملکہ ہوگا مثلاً جس کو لکھنے پڑھنے کی زیادہ دھن ہوگی یعنی جس کی یاد داشت بسبب بکثرت چیزیں یاد رکھنے کی عادت سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہوگی۔ اس کو بہت کم چیزوں کی بُو آئے گی۔ کیونکہ اس کا خیال ہر وقت علم کی دھن میں ہے۔ اور گویا کتابوں میں اسکو روشن ضمیری ہو جاتی ہے اور سونگھنے (حسِ شامہ) کی حیوانی حس اس کی مطلق کم ہو جاتی ہے۔

جو لوگ زبان کے غلام ہو چکے ہیں یعنی محض کھانے پینے کے عاشق ہیں جو کسی خاص وجہ سے لحم یا شراب وغیرہ کے شب و روز والہ و شیدا رہا کرتے ہیں ان کی فقط حس لامسہ و سامعہ رہ جاتی ہے اور باقی شرم و حیا وغیرہ کی اعلیٰ قابلیتیں تمام نابود ہو جاتی ہیں۔

زمانہ سلف کے فلاسفر اور بڑے بڑے حکماء اپنے کسی شاگرد یا فرزند کو کسی ایک خاص علم میں باکمال کرنا چاہتے تھے تو اس سے خاص اسی ایک حواس کی مشق کا ایسا عمل کراتے تھے۔ حکیم بزرجمہر نے اپنے بیٹے "قیس" کو علم ذائقہ میں ایسا ماہر کر دیا تھا کہ وہ بیسیوں اجزا ایک دوا میں ملے ہوئے جُدا جُدا اجناس کے صرف معجون مرکب چکھ کر معلوم کر لیتا تھا۔ اور یہ بالتحقیق ہے کہ جس شخص کی حس ذائقہ قوی ہوگی اس کی یاد داشت بھی بہت تیز ہوگی۔ کیونکہ بدون یاد داشت کے سینکڑوں خوردنی اشیاء کی لذت بہت عرصہ حفظ نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ وہ لڑکا حکیم قیس جوانی میں شہرہ آفاق طبیب ہوا۔

اور غالباً انسانی دنیا میں شروع سے ہی وبا پھیلی ہوئی ہے کہ باکمال لوگوں

کے حاسد ضرور ہی ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس حکیم پر اس کے دشمنوں نے کئی طرح کے غدر وغیرہ کے غلط اتہام وافتراکھڑے کر دئے اور بادشاہ وقت کے روبرو اس کو گورنمنٹ کا بدخواہ ثابت کر دیا۔ فرمانروا نے حکیم مذکور کو گرفتار کرا کر بدون کسی مزید تفتیش کے سلطنت کا باغی اور فتنہ پرداز تصور کر لیا اور اس کی دونوں آنکھوں میں آہنی سلاخیں تپوا کر پھروا دیں۔ اور وہ اندھا کر دیا گیا۔

بعد ازاں وہ طبیب اس دیار کو چھوڑ کر ایران کے علاقہ میں جا آباد ہوا۔ وہاں کئی سال اس نے طبابت کی اور اپنی کمالیت کی وجہ سے بے حد شہرت وعزت حاصل کی۔ ان دنوں مصر میں جالینوس مشہور طبیب تھا۔ اس نے قیس حکیم کا تذکرہ سنا کہ "وہ باوجود نابینا ہونے کے اس قدر یادداشت رکھتا ہے کہ صدہا مریض اول ملاحظہ کئے جاتا ہے اور مابعد بیٹھ کر نمبر وار ہر ایک کے لئے اپنے محرر سے نسخہ جات تحریر کرایا کرتا ہے" وہ تعریف سن کر امتحان کے لئے اپنی حیثیت و پوشاک وغیرہ تبدیل کر کے اس کے شہر میں آیا۔ ایک جگہ قیام کر کے حکیم کے طبابت خانہ میں پہنچا۔ وہاں حسب معمول دوسو کے قریب دور دور سے بیمار آ کر جمع ہوئے تھے۔ جالینوس بھی ان مریضوں میں شامل ہو گیا۔ تمام کو ایک لائن میں قطار بند ہوا کر بٹھایا گیا اور حکیم نے ایک جانب سے ایک ایک کا ہاتھ دیکھنا شروع کیا ایک جگہ پر جالینوس بھی بیٹھا تھا۔ جب اس کا ہاتھ دیکھ کر حکیم نے آگے بڑھ کر اور بھی بہت سے مریض دیکھ لئے تو جالینوس اپنی سابقہ جگہ سے سرک کر چپ چاپ آگے کئی آدمیوں سے بڑھ کر ایک اور جگہ بیٹھ گیا۔ چنانچہ حکیم نے وہاں پہنچکر اس کا ہاتھ دوبارہ پکڑ لیا۔ اور نبض پر انگلی رکھتے ہی کہا کہ "تم پہلے اکاون نمبر کے ساتھ بائیں کو بیٹھے ہوئے تھے۔ اب تم دوبارہ یہاں آ کر گھس گئے۔ میں نے تو اسی وقت معلوم کر لیا تھا کہ تم کو کوئی عارضہ نہیں ہے اور تم کسی اور ہی آزمائش کے لئے تشریف لائے ہو! تمہاری نبض سے

عیاں ہوتا ہے کہ تم بہت بڑے طبیب ہو گئے۔ غالباً ایسے دماغ کا شخص آج کل مصر میں مَیں نے سنا ہے۔ تم وہی ہو تو عجب نہیں"۔

ممتحن حکیم اسکی حیرت انگیز تشخیص دیکھکر نہایت مسرور ہوا اور اس کو اپنا پورا وہی نام بتلا کر کہنے لگا کہ میں نے جیسا تم کو سنا تھا اس سے کہیں بڑھ کر پایا ہے۔ میں ابھی اپنے مسافرخانہ سے تمہاری آنکھوں کی دوا بھیجتا ہوں شاید میرے ہاتھ سے تمہارے مقدر میں تندرست ہونا لکھا ہو۔

الغرض جالینوس نے اپنے قیامگاہ پر آکر ایک سلائی کے دونوں طرف ایک سرمہ لگا کر اس طبیب کیلئے اپنے ملازم کے ہاتھ روانہ کیا۔ قیس نے ایک سلائی آنکھ میں لگائی اور چند ہی منٹ میں وہ جلی بھنی آنکھ بالکل نو بنو زندہ ہو گئی۔ دوسرا رُخ دوا والا منہ میں چوس لیا اور ذائقہ چکھ کر تھوک دیا اور جالینوس کو اپنے ہاتھ سے خط لکھا کہ "تمہارا فرستادہ سرمہ نہایت اکسیر ثابت ہوا ہے جس آنکھ میں ایک گوشہ سلائی کا مَیں نے ڈالا ہے وہ تو بالکل صحیح ہو گئی ہے دوسرے رُخ کی دوا میں نے چکھ کر دیکھی ہے۔ میری تشخیص میں تمہارے اس سرمہ کے اجزا کل تیئیس[۲۳] ہیں۔ اور بائیس[۱] تو یہ ہیں۔ تیئیسویں شے کوئی چرب چیز ہے اور وہ غالباً یا تو کسی شے کا روغن ہے یا کسی حیوان کا مغز ہے۔ کیونکہ ایسی دوا آج تک اپنی عمر میں مَیں نے کھا کر نہیں دیکھی"۔

جالینوس خط پڑھتے ہی اسکی روشن ضمیری پر حیران رہ گیا۔ اور لکھا کہ تمہارے جیسا "کامل ولی" میں نے آجتک کوئی انسان کسی جگہ نہیں دیکھا۔ تمہاری تشخیص بالکل صحیح ہے۔ وہ تیئیسویں دوا زندہ انسان کا مغز ہے۔

---

[۱] لوزاک۔ سبیکنج۔ شاخ گوزن۔ گل یاسمین۔ گل سمسم۔ فلفل گرد سفید۔ دم الاخوین۔ ریشہ زرد چوب۔ زعفران۔ زبد البحر۔ مغز تخم ہلیلہ زرد۔ کافور۔ لبن الخشخاش۔ بسد۔ اثمد بیضہ حداۃ۔ زہرہ بز۔ زہرہ حبہ۔ حلزون سوختہ۔ صدف سوختہ۔

ناظرین یہ صرف ایک حواس کو یکسو کرنے (یوگ کے عمل) کا نتیجہ ہے - اور جو شخص بچوں کو اس صافی زمانہ میں جب کہ اُن کے دل پر شک و شبہ کا نام ونشان بھی نہیں ہوتا - پانچوں حواس کو ضبط میں لانے اور طبیعت سے دیگر دنیاوی خیالات دُور رکھنے کی تلقین کرتا ہے - وہ شاگرد اس مشق کا عامل ہو کر تمام اشیار کے سینہ در سفینہ خزائن کا اندرونی کماحقہ راز جان لیتا ہے -

اور کوئی شخص عالم شباب میں بھی ایسا عالم اور روشنضمیر انسان بننا چاہے تو جیسا شروع مضمون میں واضح کیا گیا ہے - وہ بالکل خاموش و پاکیزہ چشمے کی طرح اوّل اپنی تصویر بنالے ہر وقت اپنی دھن میں مستی و وجد کے عالم میں رہے - طبیعت پر جبر کرنا سیکھے - تمام عالم کی اشیار دلفریب لاکھ لاکھ طرح کے رنگ و روغن سے ملبوس ہو کر اس کے ورغلانے کو مجرا کرنے آئیں - مگر سوا اپنے خیال کے - اپنے جستجو راز کے دوسری بات جتن نہ کرے - اپنے دھرم پالنے اور فرض کے ادا کرنے میں جان تک قربان کرنے میں نہ جھجکے اور وہ ہر شئے کی اندرونی کیفیت موبمو معلوم کر لیتا ہے - ایسے شخص کو ہم کامل ولی اور "یوگیشور" کے مبارک نام سے موسوم کرتے ہیں اور روشنضمیری اسکی ادنے خادمہ ہوتی ہے -

اگھور ودّیا

آج بدقسمتی سے بھارت ورش میں جس طرح اور پورانے علوم کالعدم نظر آتے ہیں ویسے ہی اس بے نظیر و مبارک علم کے جاننے والے بھی نیستی کے عالم میں غوطہ زن ہو رہے ہیں -

اگھور ودیا ایک عجیب و غریب کامیابی کا آلہ ہے - گو یہ بھی یوگ کی ایک شاخ کہلا سکتا ہے - مگر نہیں اس میں اور یوگ میں بیّن تفاوت ہے اور نیز

یوگ و دیا کی سینکڑوں کتب بھی موجود ہیں۔ اور یوگیوں کی نسبت عوام الناس میں تاہنوز مذہب و ملت میں یہ خیال موجود ہے کہ واقعی یوگی لوگ کامل ولی اور خدا رسیدہ ہوتے ہیں۔ لیکن اگھوری فقرا ر کا عدم اور وجود زمانہ میں برابر نظر آتا ہے۔ اور اس کی کتاب تو کسی زبان میں بھی دستیاب ہی نہیں ہوتی۔ اور راقم کے تو خیال میں یقیناً اس علم کے درس و تدریس کا تذکرہ ہی کبھی حوالۂ قلم نہیں ہوا۔

چند عمر رسیدہ لوگوں سے بعض اگھوری مہاتماؤں کی روائیتیں سننے میں آئی ہیں جن سے اس متبرک علم کے حیرت انگیز کرشمے سُنکر اُن لوگوں کے کمال کے آگے سربسجود کرنا پڑتا ہے۔

دس بارہ سال ہوئے ایک سفید ریش تعلیمیافتہ ہندو نے جبکہ وہ راقم سے بمقام بنارس (کانشی) تیرتھ یاترا کرتا ہوا ملاقی ہوا تھا۔ ایک اگھوری سادھو کا ذکر کیا تھا۔ وہ شخص بہت شریف اور راست گو نظر آتا تھا اور محرر کو کامل یقین ہے کہ یہ روایت اس شخص کی بیان کردہ سر مُو سچ ہو گی۔

اس نے بیان کیا تھا کہ "ہم دس بارہ اشخاص سمت ۱۹۲۴ بکرمی میں کنبھ کے میلہ پر ہردوار گئے تھے۔ گنگا کے اُس پار جنگل کی طرف ہم نے گھاس پھونس اور بانس کے چھپر سے بنوائے تھے اور میلہ کے مقررہ یوم سے ہم کئی دن پہلے ہی ہردوار پہنچ گئے تھے۔ رفتہ رفتہ فقرار اور دنیا دار لوگ جوق در جوق بھرنے لگے۔ حتیٰ کہ میلہ کے چار دن پہلے تک کم ازکم پانچ لاکھ انسان جمع ہو گئے۔ اس سال فقرا کا نہایت ہی اژدحام تھا۔ ہزاروں کن پھٹے یوگی۔ ہزارہا سنیاسی بیراگی کم از کم دو لاکھ ضرور ہونگے۔ ہم چند آدمی مل کر تمام دن دُور دُور تک فقیروں کو دیکھنے جایا کرتے تھے۔ ایک دن ہم ایک فقیر سے ملکر آ رہے تھے کہ راستہ میں ایک الف ننگا فقیر مل گیا۔ اُس کی آنکھیں انگارہ کی طرح سُرخ تھیں۔ چہرہ پر ایک عجیب و

غریب نور ہویدا تھا۔ اس کا چہرہ ایسا پر رعب تھا کہ اس کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنے کی کسی شخص کو تاب نہ ہو سکتی تھی۔ اس باکمال فقیر نے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارا مکان کہاں ہے۔ ہم کچھ کھان پان کی اچھا رکھتے ہیں۔ ہم نے ہاتھ جوڑ کر التجا کی اور گنگا کے دوسری طرف ایک میل پر اپنے چھپروں کی طرف اشارہ کیا کہ آپ وہاں پر تشریف لے چلیں تو جو کچھ بھی ارشاد ہوگا فوراً مہیا کر دیا جائے گا۔"

فقیر بولا ہم بھنگ پئیں گے اور اس میں دودھ اور شکر ہونا چاہیئے۔ مگر تمہارے ساتھ ہم پہنچ نہ سکیں گے۔ اسلئے تم آگے آگے مکان پر جاؤ اور ہم کچھ دیر بعد آ جائیں گے۔

ہم سے کسی کو اعتراض یا حجت کی مجال نہ ہوئی کہ تم بغیر وہ مکان دیکھے اتنے میل کے ہزارہا چھپروں میں ہمارا ڈیرہ کیسے تلاش کر سکو گے بلکہ ہم چپ چاپ آگے نکل گئے ہمارے وہاں پہنچنے کے ایک گھنٹہ کے بعد وہ مہاتما آنکلے۔ راستہ میں ہم نے اُسے بالکل برہنہ دیکھا تھا مگر اب کے ایک لنگوٹ سے اُس کے اعضاء مخصوصہ ڈھکے ہوئے تھے۔

آتے ہی ایک آسن پر بیٹھ گیا۔ ہم نے بھنگ گھوٹنے کا تمام سامان دھو دھا کر تیار کر رکھا تھا۔ اور کونڈہ میں بادام خشخاس۔ گول مرچ و بھنگ وغیرہ ڈالی اور گھوٹنے لگے۔ مکھیاں بکثرت اُڑ رہی تھیں اسلئے ایک شخص مکھیاں اڑانے کو اور دو شخص گھوٹنے پر بیٹھ گئے۔ فقیر نے کہا مکھیاں نہ اڑاؤ اور اگر بوٹی میں گرتی ہیں تو گرنے دو۔ چنانچہ اکثر مکھیاں بھنگ میں گرنے لگیں۔ اس نے کہا کہ پرواہ نہیں انکو بھی ساتھ ہی رگڑتے جاؤ۔ گھوٹنے والوں نے رگڑنا جاری رکھا اور ہمارے دیکھتے دیکھتے ہزارہا مکھیاں آندھی کی طرح آ آ کر بھنگ میں پسنے لگیں۔ غرضیکہ تمام برتن انکے گوشت و پوست و پانی سے بھر گیا۔ فقیر بولا لاؤ ہمیں پیاس نے

تنگ کرلیا ہے جلدی برتن میں ڈال دو۔ ہم کپڑے سے چھاننے لگے مگر اس نے کہا کہ ایسے ہی لاؤ۔ بالائی سمیت ہی بہتر ہے۔ اور دو پیسے کا تیسا لحم وشوربا ملا ملا یا۔ اسکو ایک تسلے میں بھر دیا۔ فقیر نے تمام برتن غٹ غٹ کر پی لیا۔ بعد ازاں کہا کہ دم لگواؤ! ایک شخص نے بہت بڑی چلم میں دو تین تولہ کے قریب ایک ہی دفعہ چرس ڈال کر آگ وغیرہ سے جما کر دی۔ سادھو نے اول نرم نرم تین چار دفعہ دھوآں کھینچا پانچویں دفعہ اس زور سے دم لگایا کہ تمام چلم لٹ لٹ کر کے بھڑکنے لگی۔ اور جب فقیر نے منہ کھول کر اونچا آسمان کی طرف دھوآں نکالا تو ہزارہا زندہ مکھیاں اس کے منہ سے اڑ کر نکلنے لگیں۔

دوسرے دن سننے میں آیا کہ شام کو ایک بیراگی نوجوان فقیر کو اپنے مٹھ سے (جہاں پر پانچ چھ سو کے قریب فقرا تھے) ایک شیر اٹھا کر لے گیا۔ اس شیر کی نسبت افواہ تھی کہ ایک ننگا فقیر چکر لگاتا ہوا جب اس گروہ کے قریب آرہا تھا کہ یکایک بجائے انسان کے ایک "ببر شیر" بن گیا۔ تمام فقرا یہ سین دیکھتے ہی غافل و مدہوش سے ہوگئے اور آن کی آن میں اس متذکرہ شخص کو پکڑ کر شیر سیدھا جنگل کو چلدیا۔ ہم نے یقین کرلیا کہ غالباً وہی مکھی نوش مہاتما ہوں گے"۔

اگھوری سادھو ہر ایک حیوان وانسان کی صورت کے فوراً بن جاتے ہیں۔ اُن کی نسبت تحقیق ہوچکا ہے کہ انسان و حیوان ہر ایک کو کھا جاتے ہیں اور بعدش کچھ دیر بعد طبیعت میں آئے تو اُس جاندار کو جوں کا توں زندہ کر دیتے ہیں۔ اور وہ شئے جس کو کھا کر وہ زندہ کریں گے آئندہ تمام ہمیشہ تندرست رہے گی۔

اِس ودیا کو مکمل کرنے کے لئے چھتیس[۳۶] سال کی میعاد مقرر ہے اور اس کی تین منازل بارہ بارہ سال میں عبور کی جاتی ہیں۔

جب عامل پورے چھتیس ۳۶ برس اپنے عمل میں (جو تلوار کی دھار سے بھی بڑھ کر خطرناک ہی) کامیاب ہو جاتا ہے تو اس کو ہر قسم کی طاقتیں اور معجزے خود بخود میسر ہو جاتے ہیں۔ اس کی ضمیر کی خیال کردہ بات آن واحد میں پوری ہو جاتی ہے۔

پہلی منزل

یہ محض خود ضبطی کی منزل ہے! پورے بارہ برس اگھورودیا کا طالب ہر وقت بات بات میں پھونک پھونک کر پاؤں رکھتا ہے۔

یم نیم کے تمام قوانین کا پابند ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں دنیا داری سے قطع تعلق رکھتا ہے۔ سوائے اپنے علم کی تکمیل کے اور کوئی بات کسی وقت بھی نہیں سوچتا۔

کھانے پینے میں ہر وقت احتیاط رکھتا ہے کہ کوئی چیز ایسی نہ کھائی جائے جس سے نیند زیادہ یا غنودگی کا غلبہ چھا جائے۔ کوئی ایسی غذا نہیں کھاتا جس سے یادداشت میں فتور پیدا ہو۔ چونکہ تمام عیوب اور خرابیاں بھول سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے بھول بھلیوں کے تمام راستے چھوڑ دیتا ہے۔

اس کے شاغل کو پورے بارہ برس دو باتوں کا ہر وقت پابند رہنا نہایت ہی ضروریات سے ہے۔ ایک تو وہ سوائے سبزی یا دیگر قدرتی جڑ بے جان چیزوں کے کسی جاندار کو نظر بھر کر نہ دیکھے۔ دوسرے یہ کہ سوائے اپنے مرشد کے کسی شخص کی بات کو تعلیم یا اُپدیش وغیرہ کے ذریعہ بھی ہرگز نہ سنے۔ اور رنگ برنگ یا کسی طرح کی دلپسند آوازیں تو اس کے لئے قطعی ممنوع ہیں۔ گویا پورے بارہ سال تک اس شخص کے کان کسی فریفتہ کرنے والی

آواز سے آشنا ہی نہیں ہوتے۔

ہمارے خیال میں آنکھوں اور کانوں کو یوگ میں لانا انسانی زندگی کو کامیاب بنانے کا نہایت ہی اکسیر نسخہ ہے اور آپ خیال کریں گے تو یہ عمل ہمارے اختیار میں تو ہر وقت ہے مگر اس کی تعمیل نہایت مشکل ہے کیونکہ جب ہم کوئی بڑا ہی خوبصورت انسان دیکھتے ہیں تو خواہ مخواہ اس کو ہر وقت دیکھتے رہنے کی آرزو ہو جاتی ہے۔ ہم نے گو وہ پیارا معشوق تمام عمر آگے نہ دیکھا تھا۔ مگر اس کی ایک نظر جادو اثر سے اس شخص سے ایسا تعلق اسی وقت بنا لینے کی تمنا پیدا ہو جاتی ہے کہ اب یہ ہمیشہ کے لئے ہمارے روبرو ہی رہے اور کوئی ایسے وسائل نظر آجائیں کہ جن کے سبب اس کا اور ہمارا ایک جا رہنے کا رستہ بن سکتا ہو۔ تو ہم دامے درمے سخنے کسی بات سے گریز نہیں کرتے اور اس کو ہمیشہ گلے کا تعویذ بنا لینا چاہتے ہیں۔

مگر اگھوری فقیر اس ابتدائی منزل میں ہر لمحہ بجائے اور کسی "اسم اعظم" کو حفظ کرنے کے یہی زبان پر رکھتا ہے اور خواب و بیداری میں خالص ایمان سے اسی کا عامل بن جاتا ہے ؎

نہ طفل میں ابدلا نہ ہو محو حسن صورت پر
کھلونے مٹی کے کرتے ہیں بے شعور پسند

کانوں کو بھی جب کسی آواز سے مانوس نہ ہونے دیا جائے تو کسی دھوکہ کی ٹٹی میں پھنسنے کا اندیشہ نہیں رہتا۔

اور یہ بات مستند ہے کہ دنیا میں انسان کے پھنسنے میں کانوں کی غلامی ہی اکثر حد تک کام کیا کرتی ہے کسی رنڈی کا ناچ ہوتا ہو۔ کوئی خوش الحان پری وش باتیں کر رہی ہو تو اس کے چند ہی میٹھے الفاظ خواہ مخواہ اس دیکھنے کی ترغیب دلاتے ہیں اور خواہ کیسا ضروری کام ہو۔ خواہ کیسا ہی کوئی

جب تپ یا عمل بگڑتا ہو۔مگر ایک دفعہ تو ایک نظر دیکھنے اور دو باتیں نزدیک ہو کر سننے کا اشتیاق پیدا ہو ہی جاتا ہے۔

الغرض ان ہر دو حواسوں کو پورے بارہ برس کی مشق سے نہایت ہی مضبوط کیا جاتا ہے اور یہ مسلم ہے کہ مفتون کرنے والی اشیائے سے ہر وقت کوئی شخص لا علم ہی رہے گا تو کسی شے کا بھی دلدادہ نہ ہوگا۔ بارہ سال عموماً یہ لوگ جنگلوں میں ہی پھل پھول کھا کر کاٹتے ہیں اور جب اس قدر دراز عرصہ ان کا دنیاوی ساز و سامان سے بے خبری میں گذرتا ہے تو تمام انسانی مشغلے ان کی نظر میں بے سود جچنے لگتے ہیں۔ بعدازاں بارہ سال گورو کی تلقین سے اس کا شاغل ہر ایک ادنےٰ و اعلےٰ بازاروں میں گھومتا ہے اور گو وہ بڑے بڑے عالیشان شہروں میں گذرتا ہے۔ رنگا رنگ کی مٹھائیاں اور موہت کرنے والی چیزوں کو دیکھتا ہے مگر وہ تمام دنیا کو ایک حیرت کا بالکل کسی کام نہ آنے والا بازار سمجھتا ہے۔ اور جب خود تو اسے کسی شے کی آرزو نہیں ہوتی۔ تو وہ لوگوں کو ان ادنےٰ ادنےٰ جذبات و خواہشات کا غلام دیکھ کر ہنس دیتا ہے! کہ یہ لوگ کیسے نادان ہیں! یہ کیسی بھول بھلیوں میں اپنی غفلت سے بہے جاتے ہیں۔ اور بالکل فضول کاموں میں اُلجھے ہوئے ہیں۔

اس منزل میں ہم نے بیان کر دیا ہے کہ یم نیم کا بھی سادھن کرنا اس عامل کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے وہ ہر ایک منشی اشیاء اور حیوانی غذا کا پرہیز گار رہتا ہے۔

دُوسری منزل

اب آزمائش کا زمانہ آتا ہے اور شاگرد کو ہر وقت اب تو استاد کی

یہی تعلیم ہوتی ہے کہ جو چیز ملے کھاؤ جیسے گلاس ملیں پیو۔

اب پورے بارہ برس عامل کو اگھور بھک (ہر شے کھانے والا) بنکر رہنا پڑتا ہے۔ کہ جس طرح وہ بغیر متحرک شے شراب لحم وغیرہ نہ کھانے کے اعتدال میں رہتا ہے۔ یعنی جب وہ سادہ اصولوں کا پابند ہو کر قدرتاً پرہیزگار رہ سکتا تھا۔ اب اُسے مرشد کو واضح کر دینا چاہیئے کہ میں اپنے عمل میں ایسا کامیاب ہو چکا ہوں کہ ایک بارہ سال نہیں بلکہ کئی درجنوں سال خواہ کیسی ناپاک یا اخلاق بگاڑنے والی غذا کھاؤں تو بھی ہرگز میرے دل پر کسی شے کا اثر نہیں ہو سکتا۔

اس منزل میں گندے متعفن پھل و آگ کے پکے ہوئے کھانے۔ ہر قسم کے مُردار وغیرہ بھی یہ لوگ کھا جاتے ہیں۔ ہر ایک کوچہ و بازار میں چکر لگاتے ہیں ہر ایک نیا تحفہ ضرور کھا جاتے ہیں۔ اگر بازار میں اتفاقاً کوئی خالی دُکان پڑی ہوگی تو ایسا فقیر وہاں پر ڈیرہ جما دے گا۔ گندے اور ناپاک پارچہ جات گلیوں سے اکٹھے کر لے گا۔ پلید اور غلیظ برتنوں کے انبار لگا دیگا۔ گلی گلی مانگتا پھریگا۔ گو اس کا مانگنا عام فقراء کے مانگنے کی طرح کسی طرز یا ڈھنگ کا نہ ہوگا۔ بھنگی سے برہمن تک ہر ایک سے جہاں طبیعت کو کوئی نیا کھانا جچ جائے ضرور مصر ہو کر حاصل کریگا۔ اور اپنے ڈیرہ پر آ کر کنبوں کا کھانا گندے برتنوں میں بھر لے گا۔ اور وہاں پر ایک طرف کتے بلیاں گھاتے رہیں۔ دوسری طرف یہ مہاشہ شروع رہیں گے اور بالکل کسی شے سے متنفر نہ ہونگے۔

بلکہ راسخ الخیال لوگوں کا یہانتک اعتقاد ہے کہ یہ فقیر اپنا بول و براز بھی چٹ کر جاتے ہیں۔

گو کھانا پینا ہر وقت شروع رکھنا اور ہر ایک سے کچھ نہ کچھ مانگتے ہی رہنا ان کا شعار ہوتا ہے۔ مگر اس زمانہ میں بھی عوام سے نظر نہیں ملاتے اور بات

جیت تو ہرگز کسی مطلب کی زبان پر ہی نہیں لاتے! اگر کوئی کلمہ کام کا منہ سے نکل بھی گیا تو جھٹ پٹ غول غائیں شائیں کرکے اپنے کو مخبوط الحواس سا ظاہر کردیں گے۔

یہ بات اکثر سُنی گئی ہے کہ ممسک بیچ آدمی کو کبھی جب کسی ایسے فقیر نے کوئی ایسا سوال کردیا ہے تو اس نے بلا حیل وحجت فوراً کردیا ہی ہر ذات کا کھانا۔ ہرایک منشی چیز۔ ہرایک جانور کا گوشت ان کے مذہب ہیں جائز ہے۔ یہ لوگ پرانے مردے قبروں سے نکال کر کھا لینا جائز سمجھتے ہیں۔ الغرض یہ سنیاہ بجز چھبوں کے بارہ سال بھی جب اس ودیا کا طالب بلاکسی "شرم و پرہیز" "نفرت ولغزش" اور خوف کے مقتضی کر لیتا ہے تو وہ اگھور ودیا کا ادھکاری (حقدار) قرار پاتا ہے۔

تیسری منزل

یہ معراج کا زینہ ہے۔ سُنا گیا[١] ہے کہ جب طالب علم (اگھور) یہ چوبیس سال پورے کرکے گورو کے حضور میں شرفیاب ہوتا ہے تو گورو مہاراج اس صادق خادم کو زندہ آگ میں بٹھا کر کباب بنا دیتے ہیں۔ اگر وہ بلا کسی شور وغل کے چپ چاپ از سرتا پا جل جاتا ہے تو اُسے مرشد کھا لیتا ہے۔ بعد ازاں اسکی ڈھانچ دشو دھاکر پیوند کرتا اور اپنی قدرت سے اس کو زندہ کرکے خاص اپنے ہی جیسا بنا لیتا ہے۔ یا[٢] اس کو زندہ جاوید کرکے عالم الغیب اور ولی

[١] بارہ چودہ سال کا عرصہ ہوا پنجاب کے ضلع سیالکوٹ کے چیراڑ گاؤں میں راقم الحروف نے ایک ایسا ہی فقیر وہاں پر ڈیرہ جمائے ہوئے بہت عرصہ لگاتار دیکھا تھا۔ اسکی کتنی ہی خرق عادات مشہور تھیں۔

[٢] ناظرین ادھوری تحریر سے معاف کریں گے۔ کیونکہ میں اس کوچہ سے محض نابلد ہوں۔ (مصنف)

کر دیتا ہے۔

ایک ہی دن میں مرشد و مرید میں تفریق نہیں رہتی۔ مگر اب کے بارہ سال اس ذہنی شعور کو دنیا میں ایک اور چکر لگانے کو دئے جاتے ہیں۔ جس میں وہ ہر جگہ اپنی ہی وحدت کا دیدار کرتا ہوا یہ عرصہ پورا کیا کرتا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کے خیال میں یہ میعاد تناسخ کا تقاضا ختم کرنے کی ہے۔ اور ان ایام میں یہ فقیر ہر ایک میں دجس میں اس کا آواگون ہوتا تھا) پردیش کر کے اپنے آنے والے شرائط پورے کرتا ہے۔

ایسے ہی فقراء کو اکثر لوگوں نے رات کو جدا جدا اعضاء میں دیکھا ہے۔ آج پشاور اور پرسوں کلکتہ میں اور دو تین شہروں میں ایک ہی وقت پر اسی مہاتما کی موجودگی ثابت ہوئی ہے۔

ان ایام سے عبور پا کر اب یہ کامل انسان عالم محویت و بے خودی (عین آنند) کی حالت میں آتا ہے اور ایک ہی ایک اپنی ذات ہر رنگ میں دیکھتا ہے اس کو دوئی کا کہیں نام و نشان تک نظر نہیں آتا۔ ہر وقت عالم محویت طاری ہے۔ نہ اُسے کوئی دوسرا دکھائی دیتا ہے۔ نہ کوئی دیکھنے والا ہوتا ہے اسکی کوئی کلپنا باقی نہیں رہتی۔

عمل تسخیر ہمزاد

"ہمزاد" کو ہندی میں چھایا پرش کے خطاب سے نامزد کیا گیا ہے۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ انسان کا سایہ یا عکس تسخیر کیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ ہمزاد اور وجود ہے۔ جس کے قابو میں آجانے سے بڑے بڑے کار اہم آناً فاناً سرانجام کئے جاتے ہیں۔ تم نے اکثر لوگوں کے عجیب و غریب شعبدے بازی کے واقعات

سُنے یا دیکھے ہونگے۔ جن کے حیرت انگیز اعجاز و کمال دیکھکر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کامیاب "اندرجالی" اسی عمل کی برکت سے گوناگون کھیلیں دکھاتے ہیں اسی عمل کے ادنٰے کرشمے سے ایک دو گھنٹے میں ہزاروں کوس کی اشیاء منگائی جاتی ہیں۔ یہی مبارک عمل ہے جس سے انار۔ آم۔ سنگترے وغیرہ کا تخم گھڑیوں میں سرسبز ہو کر پھل پھول لاتا ہے۔ اسی عمل کی قدرت سے ہر ایک جانور کی مردہ ڈھانچ یا کھال میں عارضی جان پڑ جاتی ہے اور دیکھنے والوں کو ورطۂ حیرت میں غوطہ زن کر دیتی ہے۔

یہ کامل پرش ہر ایک انسان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور مرتے دم تک چولی دامن کا ساتھ دیتا ہے۔

ضمیر کی آواز اسی ہمزاد کی آواز ہے۔ جو ہمیں ہر وقت بد کاموں کی ترغیب سے نفرت دلایا کرتی ہے۔ نیک اور پاکیزہ لوگوں کی یہ کانشنس کی آواز زبردست ندا کا کام دیتی ہے۔ ان کو صاف سنائی دیتا ہے کہ کوئی شخص پکار کر تنبیہہ کر رہا ہے کہ باز رہو۔ یہ کام ہرگز تمہارے کرنے کا نہیں ہے۔ شیطان انسانوں میں جن کی ضمیر کو مردہ کانشنس کے لقب سے منسوب کیا جاتا ہے گویا ان کا ہمزاد ان کا ساتھ ہی چھوڑ دیتا ہے۔

جب تک یہ انسان کا ہمدم ہے تب تک تندرستی، راحت اور سچی فرحت نصیب ہوتی ہے۔ جب اس کا ساتھ چھوٹا! کوئی خوشی پاس نہیں پھٹکتی۔ انسان کے اعضاء و قوار کی یہی ہمزاد پرورش کرتا ہے۔ جگر، معدہ و قلب کے فعل اسی سے انجام پاتے ہیں۔ بالوں کی اسی سے نشو و نما ہوتی ہے۔ طب کی رو سے ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ ہمارے جسم کے اندرونی اور بیرونی ظروف کا راز سوائے کسی چشم بینا کے ہو نہیں سکتا یعنی یہ جسمانی مشین بدون کسی آنکھوں والے انجینیر کے باقاعدہ چل نہیں سکتی اور وہ نظر ہوشیار بھی ہمارا

ہمزاد محافظ و مددگار ہے۔

یہ ہمزاد لطیف جسم میں رہتا ہے۔ اس کا سایہ ویسے نظر نہیں آتا۔ مگر جو لوگ تسخیر کر لیتے ہیں ان کو یہ ہر وقت دکھائی بھی دیا کرتا ہے۔ شکل وصورت میں یہ خاص انسان کا اپنا ہی مثنیٰ ہوتا ہے۔ مگر انسانی جسم کثیف ہے اور وہ لطیف مثال میں یوں سمجھئے! جیسے پانی کا بلبلہ۔

تین اعلیٰ ثبوت ہیں جن سے ہمزاد کا ہر وقت انسان کے ساتھ موجود رہنا واضح ہوتا ہے۔

اول تاریک سے تاریک سخت کالی رات ہو اور تم کسی جنگل میں رستہ بھول جاؤ تو اسی وقت ہمزاد کو مخاطب کر کے کہدو! کہ ہم کو سیدھے راستہ پر پہنچاؤ اور تم یقین رکھو چند ہی منٹ میں تم کو درست راستہ پر پہنچا دیا جاویگا۔

دوسرے رات کو سونے سے پہلے تم اپنے آپ کو تاکید کر کے کہدو کہ ہمیں ڈیڑھ بجے رات کو فلاں کام پر جانا ہے اور ہمکو ٹھیک ایک بجکر تیس منٹ پر بیدار کر دو اور بالتحقیق عین وقت پر تمہاری آنکھ کھلے گی۔ تمام دنیا کی گھڑیاں غلط ہو جائیں اجرام فلکی کی رفتار ڈھیلی پڑ جائے تو ممکن ہے مگر یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ تم اپنے فرمودہ وقت پر کم یا زیادہ وقت پر بیدار کئے جاؤ۔ اور تم سوتے ہوئے سن لوگے کہ تمہاری ہی خاص آواز سے کوئی شخص پکار کر کہہ رہا ہے کہ "اے فلاں شخص بیدار ہو جاؤ تمہارا وقت ہو گیا" یہ بات ہمارے اکثر ناظرین جانتے بھی ضرور ہونگے

تیسرے یہ کہ جب تم کسی شخص سے کسی بات میں استفسار کرنا چاہو مگر خود تمہارے منہ سے اول وہ سوال پوچھنا کسی خاص وجہ سے زیب نہ دیتا ہو تو اس وقت تم صرف تصور میں ہمزاد سے التجا کرو مثلاً تم کسی اندرونی درد والے مریض کا معائنہ کر رہے ہو اور تم نے صرف نبض پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور بیمار کو صرف

ہاتھ دیکھکر اسکے باطنی کوائف کے بتلانے کا تمہارا وعدہ ہے تو ہمزاد سے کہنے پر وہ مریض کی یادداشت میں غنودگی سی طاری کر دیگا اور ایک ہی منٹ میں بیمار خود بخود تمام اپنی اصلیت زبانی کہدیگا۔ اور ساری حالت تم کو بتلا کر جھٹ پٹ بھول بھی جاویگا۔ گویا اس نے تم سے کلام ہی نہیں کی اور تم کو یقین آجائیگا کہ واقعی یہ ہمزاد کی نوازش ہے۔

ہمزاد کو تسخیر کرنے کیلئے تین عمل کئے جاتے ہیں

اول محض اپنی ہی تصویر کا تصور کرنا ہے اور اپنے چہرے کا بعینہ پورا تصور خیال میں جم جائے تو ہر ایک بات میں کامیاب ہونا بالکل معمولی بات ہے۔ تم کو یاد دلانے سے معلوم ہو جائیگا کہ تم کو اپنا چہرہ یاد نہیں ہے۔ تم غور تو کرو کہ یہ کیا وجہ ہے۔ جب تم ہزاروں لاکھوں اشخاص کی شکل و صورت یاد رکھ لیتے ہو۔ بڑے بڑے شہروں کے لمبے چوڑے نقشے تمہارے ادنٰے تصور سے ہو بہو روبرو آجاتے ہیں۔ اگر کوئی زید کا نام لیتا ہے تو زید کی حرف بحرف تصویر فوراً تمہارے سامنے آموجود ہوتی ہے بلکہ اس کا مکان۔ اس کا تمام خاندان تمہارے خیال میں گڑ جاتا ہے۔ لیکن تمہارا اپنا منہ زید کی طرح ہرگز تمہارے بالمقابل فوٹو نہیں بن سکتا باوجودیکہ تم رُخ معلٰے روزانہ کئی بار آئینہ سے دیکھتے ہو۔ بچپن سے پیر فرتوت ہوئے مگر تم کو اپنی صورت ابھی تک یاد نہیں ہوئی۔ یہی وجہ ہے تم کو اَب تک ہمزاد سے کچھ فیض نہیں ہوا۔

اس عمل کیلئے ایک خاص وقت رات کا مقرر کرو۔ جب کہ سو کر تم اچھی طرح نیند سے سیر ہو چکتے ہو۔ ایسا وقت تجویز کرو مثلاً سات یا آٹھ بجے شام کو سو گئے اور دو یا تین بجے رات کو بیدار ہو بیٹھے۔ اس وقت اگر طبیعت میں آئے تو غسل

کر لو ورنہ صرف ہاتھ منہ دھو لیمپ روشن کر کے تنہائی میں کسی چوکی پر بیٹھو۔ دیوار سے دو فٹ کے فاصلہ پر نشست بناؤ اور دو فٹ لمبا اور اسی قدر ایک چوڑا آئینہ دیوار سے آویزاں کرو۔ آئینہ اسی قدر اونچائی میں ہو کہ تم کو ایک نظر اُٹھا کر دیکھنا پڑے لیمپ کو دائیں پہلو کسی اسٹول یا میز پر رکھو اور تمام خیالات محو کر کے اپنے چہرہ پر ٹکٹکی جاؤ اور بالکل بھول جاؤ کہ آیا وہ تمہاری تصویر ہے یا اور کی۔ ہر ایک خط و خال پر غور کرو اور یاد میں بٹھاتے جاؤ۔ مگر یاد رہے کہ جب تک دنیا کے یاد کئے ہوئے آدمی نہ بھولو گے اپنا چہرہ کبھی یاد نہ ہوگا۔

دیکھتے دیکھتے درمیان میں چند منٹ آنکھیں بند کر کے اسی چہرہ کا دل میں تصور جماؤ اور پھر آنکھیں کھول کر آئینہ دیکھو یہ مشق جس قدر مکمل کرو گے اسی قدر جلدی کامیاب ہوگے کم از کم ایک گھنٹہ شروع شروع میں مشق کرنی چاہیئے۔ اور خواہ پانچ پانچ منٹ بعد آنکھیں بند کر لیں۔ مگر بدون جھپکی لگائے دیکھیں اور یہی تصور ہر وقت چلتے پھرتے۔ اُٹھتے بیٹھتے۔ کام کاج میں ہر لحظہ خیال رکھنا چاہیئے۔ جب ایسی مشق ہو جائے تو فوراً تمہاری ایک نظر دیکھنے پر اپنی تصویر سرمو بالمقابل جم جائے گی تو اس وقت جو کام سرانجام کرانا منظور ہو صرف دل سے ایک بار اس تصویر کو مخاطب کر کے کہو! وہ حسب خواہش پورا ہوگا۔ مگر ذہن میں بھی تصور رکھو کہ تم اپنے ہمزاد سے کام لیا کرتے ہو نہ کہ تمہارا فرضی یا تسلیم شدہ بناوٹی وہم ہے۔

عمل دیگر اپنے سایہ کے تسخیر کا ہے لیکن یہ نہ سمجھیں کہ تمہارا سایہ یعنی عکس ہی ہمزاد ہے اور اسی کو قابو میں لانا ہے بلکہ اس کی شروع میں ہم تردید کر چکے ہیں اور یہ قابل تسخیر شے نہیں ہے۔ لیکن جس طرح یہ سایہ ہمارا ہی اپنا آپ ہے ویسے ہی ہمزاد کا بھی اسی عکس سے تعلق ہے۔

اس عمل کے لئے یا تو اپنے مکان میں ایک علیحدہ جگہ پر اپنے قد کا لمبا چوڑا ایک حوض بنوانا چاہیئے جس میں کم از کم چار پانچ فٹ گہرا پانی بھر جائے یا کسی قدرتی بڑے چشمے یا آب رسانی تالاب پر یہ مشق کرو۔

ایک چار دھات کی تصویر یا صرف ایک لوتھڑا سا بنواؤ۔ جس میں چاندی۔ سونا۔ جست اور تانبہ ڈالا جائے یہ ضرور نہیں کہ ہر ایک دھات ہموزن ہو یا کوئی صرف برائے نام ڈالی جائے۔ یہ تصویر کم از کم دو سیر وزن کی ہو۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں دو چھید کرواؤ اور دو تاریں ایک جست اور دوسری تانبے کی ہونی چاہیئے اور لمبائی میں پانچ چھ گز تک ہوں ان دونوں کو ہر دو سوراخوں میں تصویر کے باندھ کر پانی میں پھینکو۔ یہ عمل بھی رات کو ہی کیا جائے گا۔ حوض کے قریب ایک ایسی جگہ لیمپ روشن کر کے رکھو کہ تمہارا پورا سایہ پانی میں پڑے ادھر تصویر پانی میں رہے اور دوسرے تاروں کو دونوں ہاتھوں میں لیکر اُٹھنے بیٹھنے کی ورزش شروع کرو اور ہر وقت نشست و برخاست میں اپنے عکس پر نظر جمائے رکھو اور یہ بھی خیال مضبوط کر لو کہ تمہارا ہمزاد بھی بذریعہ کشش برقی اس تصویر میں جذب ہو کر کام کر رہا ہے اور اس مشق کی تکمیل پر وہ تمہارا فرمانبردار ہو جائیگا۔ ورزش یہانتک کرو کہ اچھی طرح تمہارے جسم میں پسینہ آجائے۔ جب تم خوب عرق سے تر بتر ہو جاؤ گے اسوقت تمہارے جسمانی پانی کا اس پانی سے بوساطت ان تاروں کی ایک ایسا برقی سلسلہ پیدا ہو جائے گا کہ صاف صاف وہ تصویر اور تمہارا عکس تمہارے اشارہ پر کام کرینگے اور غیر ممکن نہ سمجھو بلکہ تمہارے تصور سے وہ تصویر اور عکس ایک جان ہو کر ایک دوسرا مجسم انسان بن جائیں گے۔ اور اس مشق کی پوری کامیابی پر ایک کمزور آدمی کا "ولی کامل" بن جانا تل کی اوٹ پہاڑ ہے

تیسرا عمل بہت تاریکی میں کیا جاتا ہے۔ اور لیمپ وغیرہ کی روشنی درکار

نہیں اس کے لئے بھی کنج تنہائی کی ضرورت ہے۔ ایسی جگہ ہو جہاں پر مطلق دُور دُور تک کوئی انسان بھی موجود نہ ہو بلکہ جانور کی بھی آواز وغیرہ ہرگز مکان میں نہ آنی چاہیئے۔ ایسی خلوت میں نیم ہی شب کے وقت ایسا تاریک مکان ہو کہ مطلق ہاتھ پسارا ہوا نہ سوجھے چار زانو بیٹھو اور اپنی آنکھیں ناک کے سرے پر جما پنچ رکھ کر جماؤ اور دل میں یقین کر لو کہ تمہاری پیشانی سے ابھی ابھی نور کے شعلے پیدا ہونے لگیں گے اور تمہارے قریب ایک ایک گز تک روشنی جلوہ فشاں ہوگی۔ اور تمہارے بالمقابل بالکل تمہاری ہی طرح انسان (ہمزاد) بیٹھا ہوا نظر آئے گا چنانچہ پہلے دن چند منٹ نظر جمانے پر رُک رُک کر نور کے شعلے پہلے نکلیں گے یعنی روشنی پیدا ہوتی نظر تو آئیگی۔ مگر بجلی سی چمک کر معدوم ہوتی جائے گی رفتہ رفتہ مشق سے کم از کم ایک ہفتہ تک یہ روشنی بہت بڑھ جائے گی اور تمہارے منہ کے قریب خاص اجالا ہونے لگے گا۔ حتیٰ کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے: ویسے ہی تمہارے ایک گز تک جلوہ ہوگا اور عین تمہارے ہی مثل کا انسان نشست لگائے بیٹھا ہوگا۔ اس وقت اگر انسان جھجک جائے یا کسی قسم کا بھی دل میں خوف یا وہم پیدا ہو تو ممکن ہے کہ ہمیشہ کے لئے حواس ہی جاتے رہیں اور پاگل ہو کر تمام عمر جادۂ اعتدال میں نہ آئے۔ اِس لئے یہ عمل نہایت بلند خیال اور مضبوط دل کے انسانوں کو کرنا چاہیئے۔

اور جب یہ ملاقات ہمزاد کی صورت نصیب ہو تو انسانی زیست کا مبارک بن جانا یقینی امر ہے اور جب باقائمی ہوش و حواس عامل کا ہمزاد سے تعارف بن جائے گا تو خود بخود اس کے تمام عقدے حل ہو جائیں گے۔ اس لئے زیادہ بتلانے کی احتیاج نہیں ہے۔

مشق ندائے انحد

سرت شبد یا سلطان الاذکار

چشم بند و لب بہ بند و گوش بند
گر نہ یابی سرِ حق بر من بہ خند

سنت مت اور اہل تصوف کے شغل میں یہ مشق عام مروج ہے۔ سنت[1] لوگ اس کو سُرت شبدؔ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ صوفی انحد کی آواز سے تاویل کرتے ہیں۔ دونوں کا طریق نشست قریب قریب ایک ہے۔ آپس کی فروعی تفاریق کو ہم نظرانداز کرتے ہیں۔

حقیقت میں ہر دو کا مدعا اُس آواز کو پانا ہے جو ہر ایک انسان کے اندر ہر وقت اپنی اصل سے آیا کرتی ہے اس ندا کی دلفریبیاں عجیب و غریب دل خوش کن ہیں۔ اس شبد کی دُھن نہایت من موہنی ہے۔ اس کا عامل چند ہی یوم کے شغل سے عالم سفلی کی چہل پہل سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ وہ عزیز و اقارب کی اور اپنی جسمانی ضروریات کی مطلق پروا نہیں کرتا۔ نہ اُسے جاہ و حشمت کی تمنا رہتی ہے! نہ اعزاز و ناموری کی چاہ رہتی ہے۔ اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ اگر کوئی بشر سچے دل سے اس شغل پہ مفتون ہو کر شبد سننے کا شائق ہو جاتا ہے تو وہ بمقابلہ دیگر روحانی عملیات کے اس میں بہت جلد کامیاب ہو جاتا ہے۔ وہ "ولی کامل" و عالم الغیب ہو جاتا ہے مگر اس کے منہ پہ مہر سکوت لگ جاتی ہے۔ اور وہ گویا قہقہہ دیوار دیکھتا ہوا مسکرا کر خاموش ہو جاتا ہے۔

عمل کی ترکیب :- اوّل کئی دن خوراک کا تصفیہ کرو۔ تمام گرم و خشک و

[1] کبیر منتھی دادا سی رادھا سوامی مت وغیرہ کے "سنت" کہلاتے ہیں۔

حیوانی اغذیہ کا یکلخت تارک ہونا ضروریات سے ہے۔ کھانا کم کھاؤ۔ پانی کم پیو۔ کیونکہ زیادہ خورد ونوش سے نیند اور مستی کا غلبہ ہو جاتا ہے اور انسان مشق پر طبیعت کو یکسو نہیں کر سکتا۔ بکثرت غذا سے تشنگی بھی ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ سانس کو وزنی کر دیتی ہے۔ اس لیئے کھانے پینے میں بہت کمی کرنا واجب ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ صرف گائے کا دودھ تازہ دوھا ہوا یا قدرے چاول اُبال کر ہمراہ اضافہ کر لیں۔ ہر وقت جسم پاک وصاف رکھیں۔

نشست کا وقت علی الصباح یا چار بجے شام کا منتخب کریں۔ جائے نشست میں کسی قسم کا شور وغل نہ ہو اور مکان میں کوئی شے موجود نہ ہو۔ جس سے طبیعت ہٹنے نہ پاوے۔

تمام خیالات دل سے محو کر کے چارزانوں بیٹھیں۔ روئی موم میں مخلوط کر کے کانوں میں بھریں۔ تاکہ بالکل کسی جانور تک کی بھی آواز نہ آئے۔ آنکھیں اور منہ بھی بند کر لو اور خیال میں اللہ یا اوم وغیرہ کسی ایسے متبرک[1] لفظ پر آنکھیں جماؤ پہلے ایک دن فقط اندھا دھند سی گونج سنائی دیگی اور کانوں میں قدرے درد و کاہلی سی محسوس ہوگی۔ نصف گھنٹہ سے زیادہ نشست نہیں ہو سکے گی۔

دوسرے دن پھر اسی وقت بیٹھو آج طبیعت بہ نسبت دیروزہ زیادہ جمنے لگے گی۔ اور قلب اگر بالکل صاف رکھو گے تو بہت عرصہ بیٹھ بھی سکو گے اگر دنیاوی حظوظ خیال میں بکثرت گھر گئے ہونگے تو لحظہ بہ لحظہ تلون و پریشانی کا غلبہ ہوگا اور خیالات منتشر ہو کر دل نشست سے اچاٹ کر دینگے لیکن شاغل کا ارادہ مضبوط ہو تو طبیعت پر جبر کر کے اپنی دُھن میں لگا رہے گا اور اس اونچے لطف حاصل کرنیکا سرور دنیاوی چیزوں سے افضل سمجھ کر شغل میں تہ دل سے مشغول رہے گا۔ اور جب نفس امارہ کے جذبات سے کھیل نہ سکے گا تو رفتہ رفتہ

[1] سنت مت میں مرشد کی تصویر کا تصور کیا جاتا ہے۔ بعض صوفی کسی پیارے حبیب کا دھیان لگاتے ہیں۔

آپ سے آپ طبیعت یکسو ہونے لگے گی۔ دنیا بھولنے لگے گی اور پھر لگاتار کئی گھنٹے ایک ہی نشست پر بیٹھ سکا کرے گا۔

آواز جو پہلے دن بھدی سی گونج سنائی دیتی تھی اب دلپسند ہونے لگے گی۔ لیکن پھر بھی ابھی یہ شبد اعلیٰ لذیذ نہ ہوگا۔ چند یوم کے لگاتار شغل سے یہ آوازخاص خاص اجناس میں مبدول ہوگی اول گھنٹوں کی آوازیں آئیں گی۔ مگر ان میں گڑبڑ سی معلوم ہوگی۔ آیندہ بینا اور سنکھ سنائی دیا کریں گے اچھی مشق ہوجانے پر نہایت سریلے باجے بجنے لگیں گے۔

ہر قسم کی آواز چند دنوں میں تبدیل ہوا کرے گی۔ مثلاً پہلے دن فقط گھڑیال اور گونج سی مگر بہت گڑبڑ۔ دوسرے دن گونج میں کمی ہوگی۔ تیسرے دن گھڑیال اور سانکھ سنکھ کا آواز اور کئی لطیف سریں۔ بقول صوفی ؎

بر لبش قفل است و در دل رازہا ست

لب خموش و دل پر از آوازہا ست

سنت[ف] مت میں جب سرت اس شبد پر مست ہوجاتی ہے تو بیرونی اور بھی تمام حواس باطن کی طرف لگ جاتے ہیں اور شاغل اپنے اندر تمام برہمانڈ (عالم) کا نقشہ دیکھتا ہے۔ ان کے ہاں سات لوگ ترتیب دیئے گئے ہیں جن کا راز صرف عامل کے دیکھنے ہی قابل ہے اور اس آواز کا آنند و دلفریبیاں جیسا بیان کیا گیا ہے۔ منہ پر خامشی کا تالا لگا دیتی ہے ؎

ہر عرفانِ الٰہی ہے فقط گونگے کا گڑ

آدمی لیتا ہے لیکن کہہ نہیں سکتا مزہ

اہل تصوف میں "سلطان الاذکار" کے عامل اس آواز کے تین مدارج تجویز کرتے ہیں۔ پہلی آواز کا نام محدث و مرکب ہے اس کا آخری درجہ زنبور خانہ یعنی بھڑ کے چھتے کی آواز کے مشابہ ہے۔ دوسری آواز کو بسیط الذکر سے تاویل

ف سنت مت میں بائیں کان کی طرف [illegible] منع ہے

کرتے ہیں یہ ندا دیگ کے جوش کی مانند ہے۔ تیسری ندا کا نام "بیجد مطلق" بتلایا گیا ہے اور یہ نہایت دلاویز بینا کی آواز ہے۔

پہلی منزل میں شاغل کا عالم ناسوت یعنی دنیائے دوں کو فراموش کرتا ہے دوسری میں عالم ملکوت کو۔ تیسری منزل میں پہنچکر عالم جبروت کو بھی بھلا دیتا ہے اور عالم لاہوت میں بے خود ہو جاتا ہے۔ اس وقت دوئی قطعی دور ہو جاتی ہے۔ احول پن کا نام و نشان نہیں رہتا! عین علم! عین سرور!! عین ذات!!! یعنی ہست کی معراج پر پہنچتا ہے۔ اصلی معشوق کا دیدار پاتا ہے۔ تمام شکوک و حجاب فی الفور دور ہو جاتے ہیں۔

پہلی منزلوں میں اللہ اللہ یاھو (اسم اعظم) ورد بھی کیا جاتا ہے۔ مرشد کی تلقین سے بھی مستفیض ہوتا ہے۔ لیکن جب اصلی حبیب کا وصل ہو گیا پھر کسی تعلیم و فہمید۔ درس و تدریس کی احتیاج محسوس ہی نہیں ہوتی۔

اور اگر بالکل چپ شاہ نہیں بن جاتا تو کہتا ہے ؎

چوں وصل در نگنجد ہجراں چہ کار دارد　　معشوق و عشق و عاشق ہر سہ یکے ست اینجا

جس طرح برف پگھلی پانی ہوا۔ پانی ملتا جلتا دریا ندی نالوں کے رنگ میں نکلا۔ گرداب و بھنور کے جد و جہد سے نقشے نمونے بنتے گئے۔ حباب پیدا ہوئے اپنی خودی میں پھولتے بھی رہے۔ آخر تمام ایک ہی بحر جیحوں تلاطم خیز ہے۔ دوئی دور غیریت کا شیشہ چور۔

برف۔ نقوش۔ ندیاں۔ نالے۔ سمندر۔ حباب سب ایک۔ شک اور شبہ کافور اب مرشد کو بھی جائز ہے کہ جب ایسا طالب اپنے عجیب شغل سے اس تصور میں وجد و جذب کی حالت میں آئے تو اس کو کوئی بات سمجھانے کا سروکار نہ رکھے کیونکہ خدا کو تعلیم نہیں دی جاتی۔

اور اس منزل کا راز ہم سے قلمبند بھی نہ ہو سکے گا۔ بقول مہر دہلوی ؎

پھر بس خاموش آگئے عالم لاہوت ہے
اور اس کا آشنا المست ہے مبہوت ہے

بچوں کو عمل میں تعلیم دینا

(بچے دونو ہاتھوں اور آنکھوں سے جُدا جُدا کام لے سکیں)

اب تک نظر کسی کو جو آیا نہ خواب میں
آنکھوں سے آج دیدۂ بیدار دیکھنا
صنعت گری مری نہیں جادو گری سے کم
ہاں سرسری نظر سے نہ زنہار دیکھنا

نفس ناطقہ انسانی ایک بحر اعظم ہے اور عقل بحر ذخار! علم ناؤ اور عمل ناخدا ہے۔ جد وجہد وکوشش ہوائے موافق اور غفلت وسُستی باد مخالف ہے۔ جہالت طوفان یعنی گرداب فنا ہے۔

اگر کوئی شخص بدون سفینہ علم وناخدائے عمل اس دریائے جیحون سے عبور کا ارادہ کرتا ہے اور محض قوت بازو ولاف وگذاف سے شناوری کا دم بھرتا ہے تو نہنگ اجل سے جانبر نہیں ہوسکتا۔

اس لئے ضروری ہے کہ اوّل انسان علم کو مکمل کرے۔ ساتھ ساتھ عمل سے کام لیتا ہوا اس دریا کی تمام نشیب وفراز سطح کا راز معلوم کرے بعدازاں سخن فہمی کے لئے گہرے فکر سے تحقیق کرے تب اس تماشائے کائنات کی اصلیت کا واقف ہوتا ہے۔ وہ جس لفظ پر آنکھ ڈالتا ہے اپنے ادبستان کو مکمل کر لیتا ہے۔ جس حرف پر کان لگاتا ہے اپنی رہنمائی کے معنی پا لیتا ہے۔ طبیعت خداداد کو ہر سطر سے کتاب کے اسرار منکشف ہوتے ہیں اور ہر نقطے

سے ایک دفتر کی رمزیں ہویدا ہوتی ہیں۔

نادان انسان تمام عمر اس دریا کے بھنور میں غوطے کھاتا عمر گرانمایہ ضائع کئے جاتا ہے وہی عقل جو علم و عمل سے لطف و دلبستگی کا موجب بنتی ہے نادانی کے گرداب میں زندگی کو بے مزہ کر دیتی ہے۔

اور یہ بالکل سچ ہے کہ بے علم بن سینگ و دم حیوان ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ "بے علم نتواں خدا را شناخت" یہ تو دور کی بات ہے۔ وہ تو اپنے آپ کو بھی نہیں پہچان سکتا۔ اور اپنے آپ کا پہچاننا غالباً خدا کا پانا ہے۔

علم قوائے روحانی کو ترقی دیتا ہے۔ علم ضمیر و عقل کو روشنی بخشتا ہے۔ علم اخلاقی کمزوریاں جڑ سے کھو دیتا ہے۔ علم قدرتی اشیاء کو اصلی حیثیت میں واضح کر دیتا ہے۔

تمام دنیا کی آبادی تقریباً ایک عرب باون کروڑ کے شمار میں ہے جس میں سے محض ڈیڑھ کروڑ انسان معمولی پڑھے اور کسی قدر سائنس کے اصولوں سے واقف ہیں باقی جہالت کے گڑھے میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ عالم شخصوں کی عنایت سے جنہوں نے اس دریا کو چھانا! جنہوں نے قوانین قدرت کا مطالعہ کیا ہے اور علم کی وساطت سے جس قدر طالب علم نیچر کے اصلی راز جاننے کے قابل ہوئے ہیں ان کو اب جچ گیا ہے کہ ہمارے اپنے ہی حواس ہمیں بعض معلومات میں دھوکا دے رہے ہیں اور ان کی شہادت غلط ہے۔ نظام عالم کے بارہ میں جیسا ہمیں محسوس ہوتا ہے وہ اصلیت سے خالی ہے۔ ہمیں آفتاب چلتا ہوا اور زمین ساکن دکھائی دیتی ہے مگر اب اسکی اصلیت واضح ہوئی ہے کہ یہ برعکس ہے۔ اب آفتاب کو ایک مرکز میں قرار دیتے ہیں اور تمام سیارے اس کے گرد گھومتے قیاس کرتے ہیں۔ ہم رات دن کے اسباب بیان کرتے ہیں اور ہم یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ فلاں سیارہ فلاں وقت کہاں سے کہاں جاوے

گا - اب ہم سورج و چاند گرہن کا اول ہی حساب لگا کر وقت معلوم کر لیتے ہیں
تمام کرۂ ارض ہمارا ناپا ہوا ہے۔ بارش ہوا اور آگ کے حالات سے بھی بکثرت
واقفیت ہے۔ ہم قبل ہی بتا دیتے ہیں کہ سمندر میں جوار بھاٹا کب آئیگا اور جس
طرح کہ ہماری قوت ارادہ ہمارے پٹھوں سے ظاہر ہوتی ہے اُسی طرح ہم
جانتے ہیں کہ سمندر کی سطح قوت جاذبہ کے اثر سے چاند کی طرف ابھرتی ہے اور ہم ایک
ایک منٹ کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ مد و جزر فلاں وقت تک رہے گی اور اس
قدر بلند و نشیب ہوگی۔

ہمیں یہ بھی علم کی آنکھ سے تحقیق ہو گیا ہے کہ قطبین پر برف جمنے اور پہاڑوں
پر سال بسال افراط سے گرنے کا کیا سبب ہے۔ الغرض ان کے علاوہ زلزلہ، برق،
اور نباتات و جمادات کے اکثر ایسے ایسے راز ہمیں صاف معلوم ہوتے ہیں۔ جن
کی ناواقفیت سے آدمی کو تل بھر سمجھ نہیں آتی۔ سائنس کی مدد سے ہم چاند۔ سیارے
اور ستاروں کا کماحقہ نقشہ جانچ سکتے ہیں۔ اور دُوربینوں کی وساطت سے
ان کا فاصلہ وغیرہ اور مکمل ہیئت تک معلوم کر لیتے ہیں۔

ناخواندہ آدمی ابھی پرانے دقیانوسی خیالات میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ ابھی
سمجھ رہے ہیں کہ زمین چپٹی اور چٹائی کی طرح ہمارے پاؤں پسار کر سونے کو بچھی
ہوئی ہے اور آسمان ہمارے اوپر گنبد نما استادہ ہے ان کے روبرو اگر گردش
کا ذکر کریں تو وہ ہنسی میں اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ زمین کس طرح حرکت
کر سکتی ہے۔ بلکہ یہ تو سورج ہی ہے جو مشرق سے مغرب کو دورہ کرتا رات کو
سو یا رہنا تاریکی وارد کرتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ چمکدار تارے ایک دلفریب سیرگاہ ہیں یا قندیلیں ہیں جو
بہشت کے انسانوں کی دل لگی کی خاطر آویزاں کی گئی ہیں۔
چاند ایک مشعل ہے جو رات کو روشنی کے لئے بنایا گیا ہے۔ ان کے خیال

ہیں نہ کسی کو بارش کا راز حاصل ہو سکتا ہے نہ گرمی۔ سردی اور نہ زلزلہ و بجلی کی حقیقت جانی جا سکتی ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ سخت نالائق و پاگل انسان ہے جو قدرت کا بھید و سراغ لینے کے درپے ہوتا ہے۔

ہم صحیفۂ قدرت کے رازداں یا نادانوں کی بحث میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتے بلکہ ہمارا اس تمہید سے فقط یہ مدعا ہے کہ انسانی عقل ایک بحرِ ذخار ہے جو علم و عمل کی مدد سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

ہمارا نفسِ مضمون آج ایک نرالی تعلیم کے متعلق ہے یعنی بچوں کو حمل میں تعلیم دینا۔ ان کو سائنس کے دقیق مسائل حمل میں حفظ کرانا اور ان کی زندگی کو کامیاب و مبارک بنانا ہے۔

زمانہ سلف میں جب موجودہ تہذیب یافتہ ملکوں سے بھی بھارت ورش میں علم و ہنر کا آفتاب بہت بلند تھا۔ جبکہ آج کل کی صدیوں کی ترقی کی ہوئی سائنس کی تعلیم ان کے لئے معمولی ودیا تھی جبکہ دُخانی کلیں تاریں توپیں اور بیلوں وغیرہ کے کام شودر لوگوں کا پیشہ قرار دیئے جاتے تھے۔ اور روحانی معلومات کے مقابل ان اشیا کو ہیچ و لاشے سمجھا جاتا تھا۔

اُن دنوں اِس مبارک دیش میں یوگ ودیا کا پرچار تھا۔ بڑے بڑے رشی اور مہرشی (عالم لوگ) بچوں کو حمل میں تعلیم دیتے تھے۔

سری کرشن کو ان کی ماتا پتا جب کہ وہ کنس کے زندان خانہ میں محبوس تھی شب و روز اُن کی زندگی کامیاب بنانے کو حمل میں تدریس دیتے تھے۔

کچ نے پیٹ میں ہی شکر سے ناگہانی تصادم سے تازہ مرے ہوئے انسان کو زندہ کرنے کی حکمت لی تھی۔

سکھدیو رشی مقررہ ایام سے بھی زیادہ عرصہ حمل میں رہ کر تعلیم مکمل کر کے کامل ولی پیدا ہوئے تھے۔

مہابھارت کا مشہور شورویر ابھیمنیو حمل میں ہی حیرت انگیز علوم کا ماہر بنایا گیا تھا۔ ارجن نے اس کو لڑائی کے تمام دقیق پیچ حمل کے قلیل ایام میں حفظ کرا دیے تھے۔ جو جوانی کے دنوں میں اسے کئی سال میں یاد نہ ہو سکتے۔

"چکرویوہ" (قلعہ، جس کا راز سوائے درونا چارج اور ارجن کے دوسرا نہ جانتا تھا۔ ارجن نے جب ابھیمنیو شکم مادر میں سات مہینے کا تھا ایک رات اس کی والدہ کو اس قلعہ کی حقیقت سمجھائی تھی اور اس میں داخل ہونے تک کا تذکرہ بیان کیا بعد ازاں اس کی والدہ سو گئی اور وہ بچہ اس قلعہ سے باہر نکلنے کا ڈھنگ نہ جان سکا۔ جس کے باعث اُن جنگ کے دنوں میں وہ قلعہ میں داخل ہو تو گیا مگر باہر نکلنے سے لاعلم تھا۔ اس لئے دشمنوں نے مکر و کذب سے گھیر کر قتل کر دیا۔

آج بھی معمولی باتوں کو تمام طبیب اور سائنسدان مانتے ہیں کہ حمل کے دنوں میں بچے کی والدہ کے خیالات۔ چال چلن اور خورد و نوش وغیرہ کا سارا اثر مولود کی طبیعت پر تمام عمر نمایاں موجود رہتا ہے۔

بڑے بڑے بادشاہ و پہلوان جب کسی ایک خاص بات کا وصف اپنے بیٹے میں دیکھنا چاہتے تھے تو حمل کے دنوں میں اس کی والدہ کو اسی اصول کا پابند بناتے تھے۔

ہمایوں کی بیگم نے اپنے پاؤں پر پھول بنایا تھا تاکہ بچے کے ویسا ہی مبارک نقش نظر آئے اور زمانہ جانتا ہے کہ اکبر اعظم کے اسی پاؤں پر جوں کا توں وہی پھول کھدا ہوا تمام عمر موجود رہا۔

ان دلائل سے یہ بالکل تحقیق ہے کہ حمل کی تعلیم بچہ کو تمام عمر مو بمو یاد رہتی ہے۔ آیور ویدک گرنتھوں سے مستند ہو چکا ہے کہ جب بچہ کو حمل میں ساتواں مہینہ شروع ہوتا ہے تو اس کو گذشتہ سات جنموں کی حرف بحرف کیفیت یاد

آجاتی ہے۔ اس وقت اس کی قوت متخیلہ سارے دماغ میں ایسی لطیف ہو جاتی ہے کہ جس بات کو اچھی طرح اس بچے کی والدہ کو حفظ کرایا جائے گو وہ دو چار ہی منٹ اس بات کو یاد کرے تو بھی وہ بچہ ہرگز وہ بات نہ بھولیگا

اس تعلیم کے لئے بچہ کی والدہ کا اندرونی صفائی کا عامل ہونا ضروریات سے ہے۔ کیونکہ بچہ کے دماغ میں ان خیالات کے نقوش جب ہی ثبت ہوسکتے ہیں جبکہ وہ شیشے کی طرح مجلے وشفاف سینہ ہو۔

فوٹوگرافی کے وسیلہ سے جس قدر تصاویر تیار کی جاتی ہیں۔ تمام اندھیرے میں ہی ثبات پاتی ہیں۔ کاغذ میں نہ تو جان ہے نہ وہ کسی متخیلہ طاقت کا کوئی اوزار ہے جس پر صورت کے نشان قرار پاتے ہیں بلکہ وہ صرف بیرونی روشنی کی مدد سے ہی تصویر کھینچی جاتی ہے وہ کاغذ پانی سے تر شدہ ہوتا ہے۔ جس پر شیشے کا عکس پڑتا ہے۔ جس قدر دوری میں وہ شیشہ مجلے ہوگا ایسے ہی گہرے نشان ہونگے۔

ہاتھوں سے مصور بھی زمین کی صفائی پر ہی تصویر میں کمال کرسکتے ہیں۔

ایک راجہ کے ہاں دو مصوروں کا مقابلہ تھا۔ دونوں کو درمیان میں پردے ڈلوا کر بالمقابل ایک دوسرے کے دیواریں دی گئی تھیں جن پر وہ تصویریں بنائیں۔ ایک مصور نے نہایت ہی محنت سے ایک دیوار پر تصویر کشی شروع کی صرف تصویر سے کام لیتے ہوئے رامائن کا مذکور تمام لنکا والے جنگ کا منظر ہو بہو دیوار پر کھینچ دیا۔ دوسرے مصور نے کوئی تصویر نہ بنائی اور اپنی دیوار کو صاف ہی کرنے میں تمام محنت خرچ کردی۔ اس نے اوّل تو دیوار کو ہموار کیا۔ تمام شکن ونشیب وفراز دور کئے۔ بعد ازاں پختہ سمنٹ کیا۔ اس کے اوپر طرح طرح کے رنگ وروغن اور وارنش چڑھایا گئے۔ غرضیکہ تمام دیوار ایسی شفاف بنادی کہ کوئی قلعی شدہ شیشہ بھی اس کی ہمسری نہ کرسکے۔

جب امتحان کا دن آیا تو پہلے مصور کی دیوار کا پردہ اٹھایا گیا۔ اس کی تصویروں کی نازک خیالیاں دیکھ کر بادشاہ واہالیان دربار دنگ رہ گئے۔ ہر ایک نے تحسین وآفرین کی صدا لگائی مصور کو نہایت سرفرازی کے قابل قرار دیا گیا۔ سب نے کہدیا کہ اب دوسرے مصور کا کام ہی دیکھنا بے سود ہے۔ بھلا اس سے اعلیٰ کبھی ممکن بھی ہو سکتا ہے۔ اس نے تو پورے سو کے سو نمبر پا لئے ہیں۔ اب دوسرا کیا حاصل کریگا۔

جب ہر طرح سے سب کے دل میں اطمینان ہو گیا۔ تو اس دوسرے مصور نے خود ہی اپنی دیوار کا پردہ جو کہ درمیان میں حائل تھا جُدا کر دیا پردے کا اٹھنا تھا کہ بس غضب ہی کر دیا۔ اُف! او ظالم دو دو گز زمین میں گھسکر تصویریں بنا آیا!!! چاروں طرف ایک سکوت کا عالم۔ تمام ناظرین انگشت بدنداں رہ گئے۔ بالکل خاموشی سارے کے سارے تصویر حیرت بن گئے۔ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں۔ ہر شخص حیران وآئینہ کی طرح پریشان تھا۔ بات کیا تھی فقط اس کی دیوار کی صفائی نے دوسرے کی ساری کی ساری محنت ردّی کر دی۔

علم مناظرہ کی رو سے اُن ہر دو دیواروں کا فاصلہ درمیانی اس قدر تھا کہ ان تصاویر کا سیدھا عکس ہو بہو اُس مقابلہ والی دیوار پر پڑتا تھا اور اسکی جلا کی وجہ سے ایک ایک تصویر آپ سے آپ اس دیوار کے اندر گھستی چلی گئی اور جس قدر ان کے درمیان تفاوت تھی اُس مصفّے ومجلّے دیوار میں اسی قدر گہرائی میں تصویریں نظر آتی تھیں۔ اور ہوا کی لہروں میں وہ دیوار کا شفاف پن تصویروں کو بالکل زندہ دکھلا رہا تھا۔

ایسے ہی جس وقت اس بچہ کی والدہ کی اندرونی تمام سطح آئینہ کی طرح شفاف ہو جاتی ہے تو بچہ کے دل ودماغ میں اسکی تصور کردہ تمام صورتیں مصور کی

تصاویر و فوٹو کی طرح منقش ہو جاتی ہیں۔

اس تعلیم کے دن خصوصاً ساتویں ماہ سے شروع ہوتے ہیں اور ہم نے بیان کیا ہے کہ عقل کے دربار میں وہی شخص تیار ک ہوتا ہے جو علم و عمل کے ذریعہ شناوری کرتا ہے۔ اس لئے بدون مکمل تعلیم کے عورت بھی اس شغل میں درست طریقے سے عامل نہ ہو سکے گی۔

لہذا لازمی ہے کہ عورت بھی تعلیمیافتہ ہو۔ اس سے کوئی یہ فرض نہ کر لیوے کہ ہم ہر بات میں کوئی نہ کوئی معمہ یا دشواری بتائے جاتے ہیں۔ بلکہ ہمارا محض مطلب یہ ہے کہ جب تم عمل کرنا شروع کرو تو ہر طرح سے پورا عمل کرو۔ نہ کہ بوجھ کی گٹھڑی سر سے اتار کر آزادی حاصل کرلو۔ لہذا ہم ابتدا سے حمل میں تعلیم دینے کے اصول اور بالترتیب قواعد بیان کرتے ہیں۔

اول اناث و ذکور کے لئے واجب ہے کہ تم جس جنس کی اولاد چاہتے ہو۔ یعنی لڑکی یا لڑکا اُسی کے سامان خورد و نوش عمل میں لاؤ۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ لڑکی لڑکا خوراک کے بدل سے بھی ضرور پیدا ہوتا ہے۔ بعض اغذیات میں گاڑھا پن کا جزو زیادہ ہوتا ہے۔ تو ضرور لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ اکسیجن و ہیڈروجن کی مقدار کثیر ہو تو اولاد نرینہ ہو گی۔

دیگر سہل طریقہ یہ ہے کہ جن چیزوں سے مرد کی منی زیادہ اور وزندار اور کثیف ہو وہ مرد کھائے اور عورت سے تعلق کرے تو اس نطفہ سے ضرور لڑکا ہو گا۔

اور ایسے ہی صندل کا شربت پالک میتھی کا ساگ مونگ کی دال چاول وغیرہ کھانے سے عورت کا رج (ہیرج) پتلا ہوتا ہے جس سے ضرور ہی لڑکی تولد ہوتی ہے۔ نیز چاند کے ایام میں؀ بھی اگر جفت کا دن ہو۔ مثلاً چاند کی دوج۔ چوتھ وغیرہ یعنی چار۔ چھ۔ آٹھ۔ دس۔ بارہ۔ چودہ تاریخ ہو اور مرد عورت سے قربت

؀ اس کے متعلق ہم سنی سنائی فلاسفی لکھیں گے۔ اگر صحیح نہ ہو تو ناظرین معاف فرمائیں۔

کرے تو ضرور لڑکی ہوگی برعکس لڑکا۔

اگر مجامعت کرتے ہوئے مرد کے خیالات مردانگی کی طرف جھکے رہیں اور عورت مستورات کی زیادہ گرویدہ نہ ہو بلکہ مردوں کی عزت وعظمت کی قائل ہو تو ضرور لڑکا ہوگا وگرنہ لڑکی ہی ہوگی۔

سب سے زیادہ اس بارہ میں اگر کوئی اُصول تمام ہندوؤں کی فلاسفی میں خصوصًا مستند نظر آتا ہے۔ تو اس وقت مجامعت کے تعلق کا ہے۔

یعنی اگر جماع کے وقت جب عورت ومرد ہر دو ایک وقت منزل ہوں تو اگر ایک سکینڈ بھی مرد کو اوّل انزال ہو جائے تو ضرور لڑکی ہوگی۔

نیز اس وقت مرد کو اپنے ناک کی سانس کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر دائیں ناک کی سوڑ جاری ہو تو وہ پنگلا کہلاتی ہے۔ اس کا تعلق اندھیر پاکھ سے ہے۔ اور اس کے تین دن مقرر ہیں منگل۔ اتوار سنیچر۔ اگر یہ دن ہوں اور اسی طرف سے سانس جاری ہو تو ضرور ہی یقین کر لو کہ بیٹا ہوگا۔

اور اگر ایام بھی ان کے خلاف ہوں اور دوسری باتیں بھی ان دنوں کے مقابل پوری نہ ہوں۔ لیکن چاند کا تعلق ایڑا یعنی بائیں طرف کی ناسکا سے ہو تو وقت کا خیال ضروری گنتی میں آتا ہے۔ اگر کوئی محرر وقت میں بھی ہر ایک کا حساب پورا رکھے اور ان ہر دو کے کام بھی درستی سے سرانجام کرے تو اُن دونوں کی ذاتی تفاریق میں حصّہ لینا دانا کا کام نہیں ہے۔ کیونکہ انکی اصلیت کے ردو بدل میں ضرور مدو جزر میں تاثیر کا انقلاب ہے

اصلیّت کے نقوش

جو آنکھیں تمام اشیاء عالم دیکھتی ہیں۔ جن کے روبرو کسی شے کی ہستی بلا

اطلاع نہیں رہ سکتی۔ یعنی کہ افسر کے آئے بدون اسکا ماتحت منکر رہتا ہے کہ نہیں۔ اگر یہ خیالات واقعی کسی اصلیت کے دیکھنے والے دیدۂ بینا کے ہیں تو کچھ افسوس کرنا بھی غالباً اس کے حق میں لاپرواہی کا ثبوت دینا ہے۔ بلکہ کسی گہرے مطلب کے سوا ہم سچ مچ اصل شے پر پردہ ڈال دیتے ہیں تو اسکی ہستی ہی قابل فنا ہے۔

اِس لیئے ہمارا خاص ارادہ ہے کہ یا تو اُن کو اشتیاق ہے وہ اپنے لطف میں خاموش رہیں یا وہی نقش اولاد پر ثبت کرنے پر اپنی ایکاگرتا (یوگ) میں محو ہو جائیں۔ اس وقت اس تعلیم کو اپنی زبان کو خود کہکر یاد کرنا چاہیئے اور وہی باتیں صرف ایک دفعہ اپنے الفاظ میں سن لینے سے بچہ کے دل دماغ میں تمام عمر کیلیے ثبت ہو جاویں گی۔ ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کہ یہ تو بات ہی معمولی ہے۔ اس میں حمل کی تعلیم کا راز ہی کونسا تھا؟ لیکن ہم آپکو واضح کیئے دیتے ہیں کہ یہی بات بہت مشکل ہی اور جن سطور میں ہم نے مطلب ادا کیا ہے وہ یہی معمہ سا بن گیا ہے۔ اِسلیئے ہم تفسیر کرتے ہیں کہ جس طرح تمام دنیا کے انسان اور ان کے چہرے یاد رکھ لیئے جاتے ہیں مگر اپنا چہرہ یاد نہیں رہتا۔

جس طرح کہ تمام اشیاء عالم ان ہی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ ہر ایک شے کا نام سنتے ہیں اسکو عین اسی شکل کا اپنے روبرو رکھ سکتے ہیں ؎

شعر

کیا راز حقیقت نے مجھے حیراں اے حیراں!
جو ہر ذرہ میں روشن تھا وہ ان آنکھوں میں پنہاں تھا

ہر چیز تو ہمیں نظر آجاتی ہے مگر اسی آنکھ کا تل تو دکھائی نہیں دیتا۔ ایسے ہی ہم نے واضح کیا ہے کہ اپنے منہ کا کھایا یاد کر لینا بچے کے انتش کرن میں تادمِ زیست ثبت کر دیتا ہے۔ اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس طرح اپنا منہ یاد نہیں رہتا۔ جس

طرح اپنی آنکھیں اور اشیا دیکھی ہوئی ایک ہیں مگر شئے یاد رہ جاتی ہے۔ لیکن آنکھوں کا نقشہ آئینہ میں دیکھا ہوا "اپنا" ضرور بھولا رہتا ہے۔

ویسے ہی اپنی آواز بھی یاد نہیں ہو سکتی۔ یعنی خواہ ہم تمام دنیا کے لوگوں کو صرف ایک آواز سے پہچاننے کا ملکہ حاصل کر لیں۔ مگر اپنی آواز معلوم کرنا سخت مشکل ہے۔ کیونکہ یہ اوروں کی زبان سے نہیں سُنی جاتی۔ اس لئے ہم فقط معمولی سی بات کا تصور آپ کو بتلائے دیتے ہیں کہ عورت یعنی بچے کی والدہ صرف اپنی آواز کو ہی خلوت میں دوہرا لے اور اُس کے خیال کردہ تمام حروف خاکے بنکر بچہ کے دل و دماغ میں ڈھل جاویں گے۔

وہ ایک دفعہ خیال کر لے اور منہ سے کہہ دے کہ میرا بچہ دونوں ہاتھوں آنکھوں سے الگ الگ کام لے سکے گا! چنانچہ میں اب بچے کو تلقین کرتی ہوں۔ کہ تمام دنیا اپنے حواس جُدا جُدا اپنے کام میں لاتی ہے۔ لیکن تم ہرگز اشیاء عالم پر فریفتہ نہ ہونا۔ مگر اپنی تعلیم معراج کو یاد رکھنا اور اپنی آنکھیں اپنی یادداشت اور اپنی طاقت سامعہ اپنے ہی کام کے لئے وقف کر لینا۔ غرضیکہ وہ بچہ حسب فرمودہ والدہ اپنے آنے والے منظر یاد رکھے گا۔ یہ خیالات جب پورے سات ماہ گذر جائیں تو بچے کے قلب و ذہانت پر مسبوط کرنے چاہئیں۔

جس دن ہم نے بیان کیا ہے کہ سٹور دیکھنے سے عورت و مرد کو نچ جائے کہ اب حمل رہ گیا ہے۔ اور ضرور۔ بچہ ہی پیدا ہوگا یا وہ لڑکی پیدا کرنا چاہیں اور اُس کو تمام علوم میں ماہر کرنا مدنظر ہے تو اس دن سے شمار کر کے وہ دن ساتویں[1] ماہ۔ اس دن اس کا والد وہ تمام باتیں جن کو بچے کی زندگی میں شامل کرنا ہے اس کی والدہ کو سنائے بلکہ اس کو تاکید کرے کہ غور سے وہ ہر ایک امر کو جانچ کر سنتی رہے۔ اگر وہ سو جائیں یا اس حکایت پر پورا یقین نہ لائے تو اس کے فرزند کو اس تعلیم کا پورا

[1] ساتویں ماہ کے بعد بچہ کی تعلیم کا اصلی دن سمجھیں۔

راز نہ ملے گا۔ جیسا ہم بیان کر آئے ہیں کہ ارجن نے جب حمل ہیں ابھمینو فرزند کو تعلیم دی تھی تو اس کی والدہ چکر بیوہ میں داخل ہونے تک تو بیدار رہی بعد ازاں سو گئی۔ جسکی وجہ سے وہ بچہ اندر تو تمام راز جانتا تھا مگر قلعہ سے نکلنا نہیں سمجھ سکتا تھا۔

اسی طرح جب بچہ کو ایک خاص بات میں ماہر کرنا ہے تو ضروری ہے کہ اسکی والدہ ہر وقت ان سات ماہ کے بعد وہی خیالات اٹھتے بیٹھتے اور کام کاج کرتے اپنے دل و دماغ میں جمع کئے رکھے۔ دوسرے اس کا خاوند ان خیالات کو بذریعہ روایات اُسی عورت کو سُناتا رہے تو کبھی ممکن نہیں ہے کہ وہ بچہ ان ہی خیالات کا پرتو نہ بن جائے۔

ایک ہی دفعہ عورت مرد یہ قیاس کرلیں کہ جب ایک ہی آنکھ اور ہاتھ والا لکھ پڑھ سکتا ہے اور اسی اپنی موجودہ عضو سے جُدا جُدا کام لے سکتی ہے۔ یعنی کہ اس کے دوسرے اعضاء نہیں ہیں مگر وہ اسی ہاتھ اور چشم سے دونوں آنکھوں والوں سے اچھا کام کرتا ہے۔ اسی طرح ہم اپنے لڑکے کو تمام دنیا کا ایک قابل تقلید و رشک نمونہ بناتے ہیں۔ اور یہ عہد کرتے ہیں کہ یہ لڑکا دونوں اجزا سے ایک ہی جسم میں الگ الگ کام لیا کرے گا۔ بلکہ ہم صاف بتلا دیتے ہیں کہ فقط ماں باپ کی نیت پر ہی اس لڑکے کی آنے والی زندگی ڈھلتی رہے اور جیسا تصور کریں گے وہ مولود ویسا ہی عامل ہوگا۔

اس پر ہم آخری مضمون لکھکر تمت کرتے ہیں۔

جب تم یہ تعلیم بچہ کو حفظ کرانا چاہو تو اوّل ایک چوکونہ آئینہ کے ٹکڑوں کا حوض بنواؤ۔ اس میں گھی یا موم یا شہد یا کوئی اعلےٰ مصفیٰ ناریل وغیرہ کا تیل جلواؤ یعنی اور کوئی چیز اس میں مخلوط نہ ہو فقط اُسکا جوہر اور کسی آگ کو اپنے رنگ میں ظاہر کرنے کا ٹکڑہ (یعنی بتی وغیرہ) ڈالو۔ جب وہ مصالحہ سنگ جائے تو عورت سے کہو کہ اس پانی کی طرح کے جوہر میں اپنے منہ کو دیکھے اور اُسکو یاد کرے

بعد ازاں اپنے ہی الفاظ میں جیسا ہم نے بیان کیا منہ سے کہے اور حفظ کرے۔

وہ تمام خیالات بچہ کے تختۂ دل پر دعضاروف و دماغ پر ثبت ہوتے جائیں گے۔

اگر مزید پختہ کرنے کی تمنا ہو۔ تو جیسے جیسے عمل بچے سے تمام عمر دیکھنے مطلوب ہوں وہی نقشہ عمل میں لاکر عورت کے ذہن میں پختہ کراؤ۔ گو تمہارا خیال فرضی ہوگا۔ مگر بچہ اُسی کا مثنیٰ پیدا ہوگا۔

تم اگر محض دونوں ہاتھ میں قلم لے کر جُدا جُدا اوراق پہ لکیریں ہی کھینچتے جاؤ گے اور اس بچے کی والدہ یقین کئے جائے گی کہ ہاں یہ بالکل ممکن ہے دونوں ہاتھوں اور آنکھوں سے الگ الگ کام لیا جاسکتا ہے تو وہ بچہ ویسا ہی کار پرداز پیدا ہوگا۔

لیکن یہ کبھی نہ بھولنا چاہیئے کہ تا دم پیدائش اولاد کے ان تمام خیالات کو سچے دل سے ماں باپ کو ماننا چاہیئے اور ہر وقت ان کا تصور رکھنا ضروری ہے اس تعلیم میں تم جس قسم کی تعلیم چاہو یاد کرا سکتے ہو۔ ہم مزید مشرح غالباً کبھی آئندہ "ملاقات" میں آشکارا کریں گے۔

عمل حاضرات

یہ بات بالکل بحث کی محتاج نہیں کہ انسان کا علم ہمیشہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور قوت کا تعلق علم سے ہے بعض پرانی روحانی باتیں آج نئی روشنی میں غالباً مجذوب کی بڑھ سے زیادہ مؤقر ثابت نہ ہوں۔ مگر سچائی کے دامن پہ لوگوں کے ماننے یا نہ ماننے پر دھبہ نہیں آسکتا۔

اگر کوئی دقیانوسی خیال کا بوڑھا جس کے پاس کوئی دلیل یقین دلانے والی نہیں ہے۔ حاضرات۔ جادو۔ سحر کے متعلق کبھی حق پر رائے دیتا ہے تو موجودہ نئی روشنی کے نوجوان اُس کی فلاسفی کو ہنسی میں اڑا دیتے ہیں۔ لیکن اگر آپ سے کوئی سائنس کی نئی تھیوری جو ہنوز مشکوک حالت میں ہے صحیح اندازہ اور مدلل قیاس سے دریافت کی جائے تو کچھ بیان نہ کر سکنے پر بھی وہ نئی دنیا کا تسلیم شدہ مسئلہ بتا کر ٹال دیتے ہیں۔

زمانہ سابق میں ازروئے سائنس ہم نے انسان کو کبھی اس قابل نہ سمجھا تھا کہ وہ پانچ ہزار میل پر پانچ منٹ کے اندر خبر پہنچا سکتا تھا۔ مگر اب یہ قوت انسان میں موجود ہے۔ آج ہم انسان کو اس قابل نہیں پاتے کہ وہ ستاروں اور سیاروں تک پیغام رسانی کر سکے۔ لیکن ممکن ہے کہ آئندہ ایسے راستے بھی کھل جائیں۔

عنصریات کے علم میں جس طرح بجائے چار اور پانچ عناصروں کے آج قریباً پانچ چھ درجن عناصر دریافت ہوئے ہیں۔ اسی طرح علم حواس خمسہ۔ حواس ستہ کے متعلق بعض علماء کی رائے ہے کہ انسان میں ایک چھٹی حس بھی ہے جس کے ذریعہ سے وہ اعضاء کی اعصابی حرکت محسوس کرتا ہے۔ تو اگر کوئی ایسا وقت آئے جب کہ لوگ مختلف حواس رکھتے ہوں یعنی موجودہ پانچ یا چھ کی بجائے ان کے تین یا آٹھ دس حواس ہوں تو وہ ہمارے آجکل کے قلمبند شدہ خیالات و تصانیف کو واہیات اور خیالی افسانوں کا مجموعہ سمجھیں گے۔

روحانی اکثر باتیں جن کا ہم نے کتاب ہذا میں اظہار کیا ہے۔ بہت عرصہ درمیانی تاریکی کے گڑھے میں بند تھیں۔ اور اب نئی اسکیم میں اغلب ہے کہ پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر مفید ثابت ہوں۔ لیکن ہر شخص اس بات کا کماحقہ راز پا سکتا ہے۔ جس کو ٹھنڈے دل سے جانچ کر کسی قیاس پر پہنچے۔

حاضرات کے عامل کو دیگر تمام روحانی شاغلوں سے زیادہ تر پاک وصاف

رہنا چاہیئے۔ خصوصاً بول و براز سے فارغ ہونے کے بعد فوراً ہی عضو مخصوص کو غسل دے لیا کرے۔ لباس ہر وقت بالکل پاک رہے ورنہ بجائے فائدہ کے جان تک معرض خطرہ میں رہے گی۔

حاضرات کے متعلق ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ مندرجہ ذیل عمل اگر کوئی شخص حسب تلقین ہر ایک قیود کا پابند ہو کر کام میں لائے تو اُسے ضرور کامیابی ہوگی۔

اس علم میں تمام خدمات مؤکل سے لی جاتی ہیں۔ اور اس کو ہمیشہ قید میں رہنا کب پسند آتا ہے۔ اس لئے وہ آزادی کی سعی تو ہمیشہ جاری رکھتا ہے۔ مگر پاک عامل پر اسکی طاقت اور جرأت کچھ کام نہیں کر سکتی اور جب وہ غفلت سے چوک سے انسان پر داؤ پاتا ہے اُسی وقت اُس کی زندگی تک نابود کر دیتا ہے۔ اس لئے اس کے عامل اپنے پاس ہمیشہ پانی کا برتن بھرا ہوا رکھتے ہیں۔ اور سوتے جاگتے ہوتے ہر وقت باوضو رہتے ہیں۔

حاضرات کا عمل تین قسم کا ہے۔ دو کو تو اکثر لوگ عمل ہمزاد کے ساتھ موسوم کرتے ہیں۔ مگر عمل ہمزاد اور عمل مؤکل (حاضرات) میں بہت بڑی تفریق ہے۔

تیسرا عمل محض کھیل تماشے کے کام کا ہے۔ اور یہ بالکل آسان ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ عمدہ خوبصورت کمرہ خالی کریں۔ اس میں چاروں طرف قد آدم بڑے بڑے آئینے لگا دیں۔ درمیان اس مکان کے ایک دو گز لمبا اسی قدر چوڑا حوض بنوائیں۔ جو بہت گہرا نہ ہو۔ قریباً چار فٹ عمیق ہو۔ اس میں صاف و شفاف بارش یا چشمے کا پانی ڈالیں۔ حوض کے منہ سے پانی قریباً ایک فٹ کم رہے۔ حوض کے گرداگرد بڑے بڑے خوبصورت پھولوں کے چند پودے یا گلدستے رکھیں جن کا عکس پانی میں پڑے اور تمام مکان کے اندر حوض میں اور اُن گلدستوں پر کستوری و بہت تحفہ عطریات پانی میں گھول کر چھڑکیں تاکہ تمام مکان

فردوس بریں" بن جائے۔

اب چند دوستوں کو بلوا کر اس حوض کے گرداگرد کرسیاں بچھوا کر بیٹھیں اور مشک کافور کی اکیس ٹکیاں بقدر ایک انچ لمبی اور اسی قدر چوڑی مربع بنا کر ان پر ذیل کا کلام زعفران سے لکھیں۔ یعنی پاک و صاف دوات میں کسی قدر خوشبودار عرق میں زعفران حل کر کے نیزہ کو دھو کر قلم بنا دیں۔ اور لکھیں۔ اور لکھتے ہوئے تصور جما دیں کہ کافور جلنے کے ساتھ ہی اس کا مؤکل حاضر ہوگا۔ انجیاتٌ حمامٌ علیجۃ الزحمرا باذن اللہ تعالے ایک ایک کافور کے ٹکڑے پر لکھ لکھ کر رکھ لیں۔ اور ایک خورد سال بچہ کے ہاتھ میں دے دے کر دیا سلائی سے آگ لگا کر حوض میں ڈالتے جائیں۔ مکان کے کواڑ بند کرا دیں اور صرف روشندان کھلے رہیں۔ پھر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیں۔ ناظرین کو تنبیہ کر دیں کہ کوئی شخص بدوں حوض کے اور طرف ہرگز نگاہ نہ کرے۔

پہلی ٹکیہ پانی میں پھینکتے ہی جسوقت جلنے لگے گی اسی وقت دو شخص نمودار ہونگے جن کے ہاتھ میں نفیس رومال ساریشمی ہوگا۔ وہ اس پانی کی تہ پر فرش بچھا دیں گے۔ اب کافور کا ٹکڑا ایک علیحدہ پانی کے پیالے میں جلتا نظر آئے گا۔ اسی پیالے میں دوسرا ٹکڑا جلا کر ڈال دیں۔ اتنے میں کئی شخص آ جاویں گے۔ جو تخت و میز کرسیوں سے لدے ہوں گے اس تمام فرش پر وہ شاہی فرنیچر بچھا دیں گے۔ حتیٰ کہ ناظرین کو بجائے حوض آب کے ایک نہایت وسیع شاہی ہال نظر آنے لگے گا اور پانچ چار ٹکیہ جلانے تک بہت سی مخلوق وہاں پر وارد ہو جاوے گی۔ تمام وزرار امرار آ آ کر کرسیوں پر بیٹھتے جاویں گے۔ جب ساتویں ٹکیہ کو آگ لگا دیں گے تو بادشاہ کی سواری آئے گی۔ ہاتھی۔ گھوڑے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ بادہ رونق افروز ہوگا۔ ہر شخص بھول جائے گا کہ ہم تماشہ دیکھ رہے ہیں یا سچ مچ کے شاہی ایوان میں بیٹھے ہیں۔ کافور جلانے

والے عامل کو ہوشیار رہنا چاہیئے کہ وہ ایک ایک ٹکڑہ برابر اس چند سالہ طفل سے آگ لگوا کر حوض میں ڈلواتا رہے۔ لفظوں میں بیان ہونا زیادہ وقت لیتا ہی مگر یہ تمام کارروائی آناً فاناً مکمل ہو جاوے گی۔ وہ تمام انسان چھوٹے چھوٹے قد کے گورے رنگ کے ہوں گے۔ ان کے سر پر سنہری بال ہوں گے۔ اب کئی قسم کے کھانے تقسیم ہونگے۔ روشنی کا اعلےٰ سامان ہو جائے گا۔ گویا ہر طرف بجلی کے لیمپ جل رہے ہیں۔ ہر ایک شخص تماشبین کے پاس بھی جس جس قسم کا کھانا اُن میں تقسیم ہوگا۔ برابر حصہ رسدی آیا کرے گا۔ بلکہ جو شخص چاہے کھائے تو اس وقت برابر اصلی خوراک کا لطف ملے گا۔

بعد ازاں رقص و سرود شروع ہوگا۔ غرضیکہ کم از کم ایک گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ تین گھنٹہ تک یہ حسن مشق عامل کے عمل کے یہ کھیل دکھائی دیگا۔

اس میں نہ تو کسی شخص کا نقصان ہوتا ہے اور نہ کسی کو کچھ فیض ملتا ہے البتہ جس نے کچھ کھا لیا سو کھا لیا۔ اگر وہ کھانا کوئی ممسک مزاج چھپا کر گرہ میں باندھ لے تو صبح کو نہایت مکروہ گندگی سی برآمد ہوگی۔

دیگر ہر دو عمل

پہلا عمل خاص اوقات کے لئے ہے۔ مثلاً کوئی امر دریافت طلب ہے یا کسی مریض کا علاج درپیش ہے یا اور ایسی کوئی قبض وارد ہوتی ہے تو اس مؤکل کے ذریعہ کام لینا چاہیئے۔

اس عمل کو پورے چالیس دن کی ملاقات سے قابل شغل بنایا جاتا ہے۔ وہ یوں کہ ہر روز کسی دریا، تالاب میں علی الصبح گلے گلے تک پانی میں کھڑے ہو کر یہ الفاظ ایک سو پچیس بار روزانہ پڑھیں۔ بعد ازاں ہر روز بطور وظیفہ کے پندرہ

بار پڑھنا چاہیئے۔

جب یہ عمل کرنا ہو تو دس بارہ سال کا ایک خوبصورت لڑکا بلا دیں۔ اور اس کے بائیں ہاتھ پر لفظ علیؑ لکھیں اور اس کو اندر سے سیاہ کر کے قدرے عطر سے چمکدار بنا دیں۔ اب اس طفل کی آنکھوں پر یہی کلام پچیس ۲۵ دفعہ پڑھ کر پھونکیں اور اس کو وہ سیاہی علیؑ کی تی والی دیکھنے کا اشارہ کریں۔ وہ لڑکا فوراً اس کے موکل کو حاضر پائے گا۔ کلام یہ ہے:۔

لَاھُوَ لحاسَ مَحوَ حق سِرٌ ھوًا۔

اگر لڑکا دیکھنے والا پاک وصاف ہوگا۔ تو چند ہی منٹ دیکھنے پر موکل سبز پوش نظر آئے گا۔ اور وہ ناظر جو حکم دے گا اس کی فوراً تعمیل کرے گا۔ بڑی بڑی امراض آناً فاناً دور ہو جائیں گی۔

اگر ناظر کا جسم ناپاک ہے یا اس کے خیالات منتشر ہیں تو سیاہ یا سُرخ لباس میں کوئی بے ڈول سی شکل کا آدمی دیکھے گا جو بجائے فائدہ کے نقصان رساں ہوتا ہے۔

دُوسرا عمل حاضرات

پیران عظام کی ذات سے منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ اس عمل کے شاغل تھے یہ عمل خورد سال لڑکے سے مکمل کرایا جائے تو اس کا موکل تمام عمر اس عامل کا غلام رہتا ہے۔ ہر وقت اس کا جو کچھ حکم ہوگا فوراً تعمیل کرے گا۔

کلام یہ ہے:۔ قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ نُرِیٓ اِبْرَاھِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ۝ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ ۝

یہ نقش پہلے دن جب چاند طلوع ہو تو شام کے وقت ایک کاغذ پر لکھ کر

اس لڑکے کی پیشانی سے باندھیں۔ دوسرا کاغذ لکھیں اور فتیلہ بنا کر چراغ میں گھی داخل کر کے وہی بچہ اپنے ہاتھ سے جلا وے۔ جتنی دیر چراغ جلتا رہے وہ لڑکا اُسی کو دیکھتا رہے اور استاد کو لازم ہے کہ اس بچے کو بتا دے کہ اس نقش کا مؤکل عطر دین نام کا ہے۔ وہ اکیس دن ایسا عمل کرنے پر تم سے ہمکلام ہوگا۔ اور تین چار دن کے عمل میں کبھی کبھی وقت اس کی صورت نظر تو آئیگی مگر کبھی ظاہرًا اور کبھی پوشیدہ ہوتا رہے گا۔

واجب ہے کہ جب فتیلہ لڑکے کے ہاتھ سے چراغ میں رکھا جائے تو کوئی شخص اس مکان میں نہ رہے۔ فقط اکیلا وہ لڑکا رہ جاتے۔ لیکن لڑکا کا دل کا نہایت مضبوط و دلیر ہونا چاہیئے۔ اسکو ہرگز یہ علم ہی نہ کیا جائے کہ یہ شغل جو تم سے کرایا جاتا ہے کوئی روحانی نرالی تعلیم ہے اور عوام الناس اس کو نہیں جانتے بلکہ اس کو یقین دلاوے کہ تمام بچوں کے والدین یہ عمل سکھلاتے ہیں۔ مگر اس کا ایک دوسرے سے پردہ کھولنا سخت ممنوع ہے۔ چنانچہ تم بھی کسی لڑکے سے ہرگز اس بات کا ذکر مطلق نہ کرنا۔

جب تین ہفتہ میں وہ مؤکل اس کا خادم ہو جائے تو آیندہ جس وقت ضرورت ہو وہ فتیلہ روشن کریں اور مؤکل کے حاضر ہونے پر حسب دلخواہ کام لیں۔

بخنی وِدّیا
یا
عمل موہنی

آگاہی نیرنگ طلسماتِ دو عالم
تقدیر کی خوبی سے ہے جاگیر ہماری
افسوں ہے جو تقریر تو جادو ہے تکلم
اعجاز سے کچھ کم نہیں تحریر ہماری

پرکرتی کے ست۔ رج اور تم تینوں گن ہر جگہ ہر وقت کام کر رہے ہیں ان ہرسہ کی تفریق شمولیت سے دنیا کی چیزیں مختلف وصف اشکال رکھتی ہیں۔ جوں جوں ان گنوں میں بتدریج ایک دوسرے سے گھٹاؤ بڑھاؤ ہوتا ہے۔ توں توں اشیاء عالم کی تصاویر میں تفاوت نظر آتا ہے۔ انسان و حیوان۔ طیور و بہائم۔ نباتات وجمادات ہر شے میں آپ کو پرکرتی کا یہی قانون حاوی و مبسوط دکھائی دیگا۔

دنیا کی چیزیں قدرتی ہوں یا مصنوعی۔ پرانی ہو یا نئی ہر ایک کا دوسرے سے بین فرق نظر آئے گا۔

ایک ہی جیون کی اولاد۔ ایک ہی ماں باپ کی اولاد بلکہ ایک ہی مرغی کے انڈوں کے چوزے ہرگز آپس میں ایک شکل کے نہیں ہونگے۔ اور جس طرح ان تمام اشیاء عالم کی شکل و صورت نہیں ملتی ویسے ہی زمانہ بھر میں کسی دو اجناس کے افعال و خواص بھی مطابقت نہیں پاتے۔

جس طرح انسانوں کی صورت میں فرق ہے ویسے ہی ایک دوسرے شخص کے خیالات میں یگانگت نہیں ہے۔

گو یہ بات ہے کہ ایک مذہب یا چند افراد کے بعض خیالات ایک ہی ڈھانچے کے ہوں مثلاً خدا پرست یا منکر از خدا انسان ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہم ضمیر پائے جاتے ہیں۔ مگر ان میں بھی ہر ایک کا عقیدہ اپنے اپنے خیال کے مطابق دوسرے شخص سے جدا الوان (رنگ) کا ہوتا ہے۔

بلکہ ہم یہانتک ثابت کر دیتے ہیں کہ ایک ہی انسان کا مذہب یعنی ایمان یا عقیدہ تمام عمر یا سال دو سال بلکہ ایک دن بھی ایک نہ رہے گا۔ صبح کو ایک بشر کے دل میں دنیا کی بے ثباتی کا خیال آیا ہے۔ دوپہر کو اسی شخص کی نیت میں تمام دنیا پر قبضہ پانے کی دھن سوار ہو جاتی ہے۔ اور وہی شخص شام کو ہر دو پر لعنت بھیجتا اور ولی کامل بن بیٹھتا ہے۔

بعض اوقات ایک سادہ لوح انسان جس نے کسی علم کا ایک حرف بھی نہیں پڑھا کسی گہرے سائنس کے عقدے کو آناً فاناً حل کر لیتا ہے۔ اور اکثر دفعہ بڑے بڑے علماء ذرا سی بات میں بھول بھلیوں میں پڑ جاتے ہیں۔

ایک دفعہ کسی بادشاہ کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ دو تین نجومی بلوائے گئے اور انہوں نے کہا کہ اگر تم فلاں ستارے کے عقیدے کے مطابق اپنے بیٹے کو چاندی، سونا، تانبہ، آہن وغیرہ چند دھاتوں اور چاول۔ گیہوں وغیرہ تین چار اناجوں سے وزن کرو اور وہ وزن شدہ چیزیں اس ستارے کے نام کے صدقے غرباء کو بانٹ دو۔ تمہارا فرزند ابھی تندرست ہو جائے گا۔

بادشاہ نے کہا کہ ہاں میں ابھی سب چیزیں بیٹے کے ساتھ ایک ترازو پر تصدق کر دیتا ہوں اور جب لڑکا بالکل راضی ہو جائیگا۔ تو بعد ازاں اپنے بڑے ہاتھی کے وزن کی دولت غریبوں کو تقسیم کروں گا۔

الغرض وہ شرط پوری کی گئی اور شاہزادہ صحیح سلامت ہو گیا۔ اب بادشاہ نے ہاتھی منگایا اور تمام وزراء امراء کے روبرو اپنا مدعا ظاہر کیا کہ اسی فیل کے وزن کے برابر زر و مال خیرات کرنا ہے۔ بتاؤ کس طرح ہاتھی کا بوجھ دریافت کیا جائے؟ تمام مصاحبین سوچنے لگے مگر کسی سے اس عقدہ کے حل کی ترکیب واضح نہ ہوئی کئی دن اسی مسئلہ کے سلجھانے میں لگ گئے۔ آخر بادشاہ نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی شخص ہمارے ہاتھی کا وزن کر دے گا۔ تو اس قدر انعام دیا جائیگا

یہ اشتہار سن کر ایک ملاح حاضر ہوا اور اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں ابھی تم کو ہاتھی کا وزن کر دیتا ہوں۔ تم میرے ہمراہ فیل کو دریا کے کنارے تک روانہ کرو۔

چنانچہ اس نے ایک بڑی مضبوط کشتی (ناؤ) کو دریا کے کنارے بہت گہرے پانی میں لا کر کھڑا کیا۔ اور ہاتھی کو اسمیں سوار کیا۔ ہاتھی کے بوجھ سے جہاں تک ناؤ پانی میں ڈوبی وہاں پر اس نے نشان کر دئے اور ہاتھی کو باہر نکال کر بال واجناس ڈالا گیا۔ جب اس نشان تک کشتی پانی میں بیٹھ گئی تو بتلا دیا کہ یہ دولت فیل کے ہموزن ہے۔

اس وقت ہر شخص کی سمجھ میں یہ بات جچ گئی۔ کہ ہاں یہ ترکیب بالکل درست ہے۔

ہمارا مدعا اس طویل تقریر سے یہ ہے کہ بعض باتیں جن کا علم ایک شخص کے وہم و خیال سے بالاتر ہے۔ دوسرے کے لئے وہ معمولی سمجھ کی باتیں ہوتی ہیں۔

کسی شخص کو ایک شے نہایت انوکھے خیال کی جچتی ہے۔ مگر وہ دوسرے کے ذہن میں بالکل سادہ چیز ہے۔

ایک عمل ایک آدمی کے قیاس میں سچا اور قابل یقین ہے۔ دوسرے کے علم میں محض ڈھی گپ اور مجذوب کی بڑھ سے زیادہ موقر نہیں ہوتا۔ کہ سابق الذکر اسکو عین نیچر کے قوانین کے مطابق سمجھتا ہے۔ مابعد الذکر بالکل اصول قدرت اور عقل سلیم کے خلاف قیاس کرتا ہے۔

ہماری کتاب یوگیشور ایک روحانی معلم مجوزہ ہوئی ہے اور ہم نے روحانی باتیں جہاں تک جستجو سے بہم پہنچائی ہیں بیان کر دی ہیں۔ بعض عملیات کی نسبت اگر ناظرین کو کوئی امر اصلیت سے خالی پائیں یا کسی علم کے متعلق آپ کے

ذِل میں شکوک پیدا ہوں تو خود مزید تفتیش کرلیں۔ ہم نے جیسا بیان کیا ہے کہ دنیا کا کوئی علم ایک انسان کے قبضے میں نہیں سما سکتا۔ اسلئے ہمارا خیال ہے کہ غالباً یہ باتیں جن کو آپ اور ہم نہیں جانتے۔ جو شخص ظاہر کرتا ہے اُس کو ان کا صحیح تجربہ ہوا ہو۔

یخنی دوا یعنی عمل تسخیر موہنی کے متعلق ہم نے ایک مارگیر یعنی سپیرا فقیر سے یہ تمام مندرجہ ذیل طریقہ معلوم کیا ہے۔ وہ فقیر جوگی جے پال کا مقلد تھا اور بہت باتونی نہ تھا۔ ہمارا خیال ہے کہ غالباً یہ ہمارا عمل صحیح ہوگا۔ لیکن اس عجیب وغریب مطلوب شئے یعنی موہنی (یخنی) کی اصلیت میں ہمارا ایمان بہت کم یقین کرتا ہے۔ لہذا راست ودروغ برگردن راوی کہہ کر ہم مضمون شروع کردیتے ہیں۔

جوگی مذکور کا بیان ہے کہ سانپوں کی ایک "رکت منی" قسم نہایت مشہور ہے۔ ان کا سر سیاہ اور جلد گلابی سُرخ رنگ کی ہوتی ہے۔ اور تمام جسم پر رنگ برنگ کے گُل (داغ) پڑے ہوتے ہیں۔ اس قسم کی ایک مادہ سانپ کو گرفتار کرلیتے ہیں۔ ذیل کا منتر ایک ہزار ایک مرتبہ ہر روز اس کے جسم پر دم کرتے ہیں۔ اس مادہ سانپ کو اوّل تین برس گرگٹ کا گوشت کھلاتے ہیں اور ہفتہ میں ایک ہی دفعہ پانی دیتے ہیں۔

بعد ازاں تین سال مور کا گوشت کھلاتے ہیں۔ وہ مادہ سانپ مور یعنی طاؤس کے گوشت سے سخت نفرت کرتی اور بھاگتی ہے مگر چاروناچار بھوک میں اسکو وہی کھانا پڑتا ہے۔

ازاں بعد چھ سال تک اس کو فقط دودھ دیتے ہیں اور کبھی کبھی اُس کی بیماری کی حالت میں مور یا گرگٹ کا گوشت کھلاتے ہیں اور تین تین ماہ کے بعد پانی دکھاتے ہیں۔

اس کے بعد کامل بارہ سال صرف آٹھ پہر میں دودھ ایک دفعہ پلاتے ہیں اور کوئی چیز کھانے کی دکھلاتے بھی نہیں ہیں۔ روزانہ دو وقت غسل کراتے ہیں اور یہ کلام (منتر) برابر چوبیس سال روزانہ ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھ کر اُس پر پھونکتے رہتے ہیں۔ ساتھ ساتھ تصور بھی جاتے ہیں کہ یہ انسان کی صورت میں تبدیل ہو جائے گی۔

الغرض اس میعاد کے پورے تصور اور عمل سے وہ مادہ سانپ نہایت شکیل عورت بن جاتی ہے اور اس مرد کے ساتھ ہمیشہ کا اس کا تعلق مضبوط ہو جاتا ہے۔ تمام دنیا کے علوم و فنون اس کی وساطت سے وہ مرد حل کر لیتا ہے۔ جو چیز چاہے فوراً ہر جگہ پیدا کر سکتا ہے۔

غرضیکہ ہر ایک بات میں کامیابی حاصل کرنا اس کے لئے بالکل معمولی بات ہو جاتی ہے اور وہ عورت و مرد بے تعداد زمانے تک زندہ محفوظ رہتے ہیں کوئی بیماری اُن کے نزدیک تک پھٹکتی نہیں۔ اور جب وہ پورے ایک ہزار سال کی عمر پاتے ہیں تو ہر ایک جانور وحوش طیور۔ انسان وحیوان کی صورت بن جاتے ہیں۔

وہ فقیر قسم کھا کر کہتا تھا کہ یہ تمام عمل بالکل صحیح ہے اور یہ منتر سچا ہے۔ مگر وہ شخص اس عمل میں کامیاب ہوتا ہے۔ جس کو اس منتر کو ادا کرنے کے صحیح تلفظ معلوم ہوں۔ یعنی وہ اسی املا۔ اسی لب و لہجہ سے ان حروف کو ادا کرے۔ تو ضرور ہی اپنے ارادے میں سرفراز ہوتا ہے۔ اور نیز ان حروف کے معانی کو سمجھنا بھی اس کے لئے لازمی ہے۔

منتر یہ ہے:- اریا حوا ہوتلا ہندی فت الدعا۔

تمام شد

ہندوستان کی جڑی بوٹیاں مکمّل پانچ حصّے

جو گھاس پھونس آپکے پاؤں تلے روندا جا رہا ہے۔ اسمیں جواہرات کے خزانے موجود ہیں لیکن آپ ان جواہرات سے اسوقت تک محروم رہیں گے جسوقت تک اُن خزانوں کی چابیاں حاصل نہ کرلیں۔ جڑی بوٹی نمبر کے پانچوں حصّے جواہرات کے ان خزانوں کی پانچ چابیاں ہیں انکو حاصل کرنے میں دیر نہ کیجیے کیونکہ ان سے محروم رہنا جواہرات کے خزانوں سے محروم رہنا ہے۔ جڑی بوٹی نمبر کے پانچوں حصّے اب تیار ہیں جو حصہ آپنے ابھی تک نہ خریدا ہو اس کیلئے آج ہی آرڈر بھیج دیجیے

جڑی بوٹی نمبر حصہ اوّل باتصویر لاکھ لاکھ روپیہ قیمت کے رازوں کا انکشاف۔ بیسیوں رنگین تصویریں دسیوں دستی تصویریں۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ ہوگا

جڑی بوٹی نمبر حصہ دوئم باتصویر۔ وہ ایک مشہور عالم بوٹی جسے تمباکو کی طرح چلم میں پیا جائے تو ہر قسم کی ابراسیر کو ایک ہی دو ہفتہ میں فائدہ ہوجاتا ہے۔ وہ بوٹی جو پھوڑے کو ایک گھنٹہ کے اندر اندر پھوڑ دیتی ہے اور جسے جاننے کے بعد نشتر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ایک مشہور عالم درخت جس کے پتوں کو چلم میں رکھکر تمباکو کی طرح پیا جائے تو دمہ کا دورہ دور اور مرض کا فور وغیرہ وغیرہ سینکڑوں قیمتی سے قیمتی رازوں کا انکشاف۔ قیمت صرف عہ محصول ڈاک ۲ر یہ خرچ آئیگا

جڑی بوٹی نمبر حصہ سوئم سم الفار کا وہ کشتہ جو شفاخانہ "ضیائے عالم لاہور" سے تیس روپیہ فی ماشہ کے حساب سے فروخت ہوتا ہے۔ روپیہ دو روپیہ من کے حساب سے ملنے والی وہ بازاری جڑی جس نے سینکڑوں نامردوں کو مرد بنادیا۔ چاندی، قلعی اور پارہ کا وہ طلا رنگ کا کشتہ جسے ایک صاحب سونے کے نرخ پر فروخت کر رہے ہیں۔ پھلکھڑی، پسکھپرا، کسوندی، کاگ جنگا، دھماسہ، اکسن، رتن جوت، جل دھنیا، زخم حیات وغیرہ وغیرہ بوٹیوں کا حلیہ، مقام پیدائش، ان سے تیار ہونیوالے لاجواب نسخہ جات اور بےنظیر کشتہ جات وغیرہ۔ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ (عہ) علاوہ محصول ڈاک۔

جڑی بوٹی نمبر حصہ چہارم باتصویر۔ ایک مشہور درخت کی راکھ کا کرشمہ جس سے بال تمام عمر اگیں۔ انڈے کو مثل چھلکا گلا نیوالی اور بازار میں عام ملنے والی بوٹی۔ مارگزیدہ کا بہترین تریاق۔ سنبھالو۔ مدار۔ ہینگ۔ کافور۔ خشخاش۔ افیون۔ آملہ۔ برہم ڈنڈی پر طویل اور محققانہ مضامین۔ بیشمار تجربات۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک علاوہ ہوگا۔

جڑی بوٹی نمبر حصہ پنجم:۔ صرف مشہور و معروف اور عام ملنے والی بوٹیوں پر مضامین و مجربات۔ مجربات صرف وہی جو تقریبًا بلا قیمت اور بلا دقت منٹوں میں تیار ہوجائیں۔ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ ہوگا

ملنے کا پتہ

گپتا اینڈ کمپنی لمٹیڈ ٹوہانہ ۔ ایس پی ریلوے

آبحیات کے تصدیق شدہ نسخہ جات

مضامین و مجربات کرشن

ایڈیٹر آبحیات کے اُن بیش قیمت مضامین و مجربات کا ایک گرانقدر ذخیرہ جو فقط ایک دو بار ہی نہیں بلکہ بارہا بار تجربہ کی کسوٹی پر جانچ پرکھ کر کھرے پائے جا چکے ہیں اور تجربہ کرنیوالوں نے جنکی تصدیق آبحیات کے صفحات پر متعدد مرتبہ شائع کرائی ہے۔ ان مضامین و مجربات کیلئے شائقین فن ہر بڑی سے بڑی قیمت پر آبحیات کی پرانی فائلیں خریدنے کیلئے تیار تھے۔ لیکن پرانی فائلیں تھیں کہ کہیں سے میسّر ہو سکتی تھیں اس دقت کو رفع کرنے کیلئے مطلوبہ بیش قیمت مضامین و مجربات اب ایک خوبصورت کتاب کی شکل میں مرتب کر کے عام بازاری قیمت پر شائقین فن کی خدمتیں پیش کر دیئے گئے ہیں۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ کسی کتاب میں سے اگر ایک بھی مجرب نسخہ دستیاب ہو جائے تو پوری کتاب کی قیمت وصول ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کتاب کے نسخہ جات تو تمام کے تمام نہ صرف مجرب بلکہ مجرب المجرب ہیں۔ اسلئے کہ وہ نہ صرف ایڈیٹر آبحیات ہی کے تجربات کی کسوٹی پر درست ثابت ہو چکے ہیں بلکہ ناظرین آبحیات کے تجربات کی کسوٹی نے بھی انہیں کھرا پایا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ کس قدر بیش قیمت مجربات کی حامل ہے اور اسکے خریدنے میں جو معمولی قیمت صرف ہو گی ہر مجرب نسخہ کے ساتھ کتنی مرتبہ خریدنے والے کو واپس وصول ہو جائے گی۔

مجربات کے ساتھ انکی تصدیقات بھی شائع کر دی گئی ہیں اسلئے کہ وہ صرف تصدیقات ہی نہیں بلکہ بعض صورتوں میں نسخہ جات کے افعال و خواص کی تشریحات بھی ہیں جو نسخہ جات کے بعض نامعلوم پہلوؤں کو بہت خوش اسلوبی سے واضح کرتی ہیں۔ ہر نسخہ اسقدر وضاحت سے پیش کیا گیا ہے کہ اس کا کوئی پہلو تشنہ تشریح نہیں رہا۔ ہر بات صاف صاف الفاظ میں بیان کر دی گئی ہے اور رمز و کنایہ یا معمّہ سے تمام کتاب میں کہیں بھی کام نہیں لیا گیا۔

ملاحظہ کے ماتحت جا بجا بعض نئے قیمتی راز اور نسخہ جات بھی افشا کر دیئے گئے ہیں۔

اس کتاب کا ہر نسخہ سینکڑوں اشرفیوں کے مول بھی سستا ہے اسلئے کہ وہ مجرب ہی نہ صرف مجرب بلکہ مجرب المجرب ہے۔ پھر ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے کتاب آج ہی طلب فرمایئے کل تک شوق سے ملاحظہ فرمایئے اگر خلاف اشتہار ثابت ہو تو کل واپس کر دیجئے۔ کتاب کی خوبیوں کی اس سے بڑھ کر اور کیا ضمانت ہو سکتی ہے کہ یہ آپکے ہاتھ صرف پسندیدگی کی شرط پر فروخت کیجاتی ہے۔ کتاب آپکو پسند ہو تو اسکی قیمت ہمارے پاس رہے گی ورنہ لوٹ کر آپکی جیب میں پہنچ جائے گی۔

خوشنما کتابت حسین طباعت۔ آرٹ پیپر کا سرورق چکنا کاغذ اور تجربات کی کسوٹی پر بار بار جانچے ہوئے مستند و معتبر نسخہ جات

کتاب نیشنل بنک کا کھرا سونا ہے جس میں رتی بھر کھوٹ نہیں ہے

ضخامت دو سو صفحات کی بجائے ۲۵۰ صفحات کر دی گئی ہے۔ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ۔ محصولڈاک ۶ر علاوہ ہوگا۔

ملنے کا پتہ: منیجر گپتا اینڈ کمپنی لمیٹڈ لوہاری ایس پی ریلوے

علم کشتہ جات پر اپنی طرز کی کتاب جسکو دیکھنے کیلئے ہزاروں نگاہیں بیتاب تھیں

عالیجناب حکیم پنڈت کرشن کنور دت صاحب شرما ایڈیٹر رسالہ آبحیات کی بینظیر تصنیف

اکسیری کشتہ جات کرشن

نہایت ہی بلند پایہ اور اپنی قسم کے بہترین کشتہ جات جن کی صحیح ترکیب کوئی صاحب فن ہزاروں روپیہ لیکر بھی بتلانے کو تیار نہ ہوسکتا تھا۔ سینہ بسینہ منتقل ہونیوالے جواہر پارے جن کا تنکا بھر کھلا دینے سے برسوں کے نامرد چند ہی دنوں میں مرد کامل بن جائیں۔ نزع کی حالت میں پڑا ہؤا مریض بھی جن کی ایک ہی خوراک سے ایک دفعہ تو اٹھ بیٹھے۔ سنگرف، سنکھیا، سونا، چاندی، فولاد، تانبہ اور ہیرا وغیرہ نہایت طاقتور چیزوں کے صرف انہیں کشتہ جات کی ترکیبیں اس کتاب میں درج کیگئی ہیں جو بارہا ہمارے تجربہ میں آچکی ہیں۔ تمام ترکیبیں بالکل درست اور صحیح ہیں بازاری کشتہ جات کی کتابوں کی طرح اس کتاب میں بازاری کشتہ جات کی بازاری ترکیبیں نہیں لکھی گئیں۔ بلکہ نہایت بلند پایہ کشتہ جات کی مجرب اور بنخیط اسنیاسی ترکیبیں لکھی گئی ہیں۔ کوئی کشتہ تیار کیجئے کیا مجال کہ اسکی ترکیب غلط ثابت ہو۔ فوائد دیکھئے کیا مجال کہ کوئی دوسرا کشتہ ان کا مقابلہ کرسکے۔ ایسی انوکھی اور بلند پایہ تصنیف کی ایکہزار روپیہ بھی قیمت رکھی جاتی تو کبھی کم تھی مگر ہم نے رفاہ عام کیلئے اس کی قیمت صرف دو روپیہ رکھی ہے۔ محصولڈاک چھ آنے علاوہ۔ کتابت، طباعت دیدہ زیب فوراً خط لکھ کر منگوا لیجئے ورنہ تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ "اکسیری کشتہ جات کرشن" کے خریدار کو کتاب "ہدایات کشتہ سازی" مفت دیجاتی ہے

علم و عمل کشتہ جات

کشتہ جات کیا ہیں؟ کس کی ایجاد ہیں؟ کب سے رائج ہیں؟ ان کی امتیازی خصوصیت کیا ہے؟ انکے استعمال میں عمر وں کی پابندی بھی ضروری ہے؟ تدبیر، تصفیہ اور شودھن کے طریقے۔ بہترین کشتہ جات کے آسان تریں اور مجرب المجرب طریقے۔ کوئی کشتہ تیار کیجئے کیا مجال کہ حسب تحریر تیار نہ ہو۔ اپنی قسم کی نہایت لاجواب کتاب قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) +

ملنے کا پتہ :- گپتا اینڈ کمپنی ٹوہانہ ضلع حصار پنجاب

مرد اور عورت کے پوشیدہ تعلقات کی اپنی قسم کی پہلی کتاب

نئی جوانی

مصنفہ

عالیجناب پنڈت کرشن کنورت صاحب شرما۔ ایڈیٹر رسالہ آبحیات

وہ غایت درجہ دلچسپ اور عملی طور پر مفید و مستند کتاب جسکی ہر شادی شدہ جوان اور بوڑھے کو یکساں ضرورت ہے جوانی اور جوانی کی لذتیں۔ جوانی کی لذتوں کی ضرورت سے بڑھی ہوئی حرص اور اسکے نتائج۔ مردانہ کمزوریاں اور ان کی وجوہات۔ رات کی تنہائیوں کے رنگین کھیل اور ان کا انجام۔ پوشیدہ تعلقات کی لذتیں اور ان کا مقصد وغیرہ وغیرہ۔

مرد و عورت کے پوشیدہ تعلقات کے کچھ اسی قسم کے بیسیوں پہلوؤں پر نہایت دلچسپ انداز میں بحث کرنیکے بعد انمیں وہ کم خرچ اور بالانشین علاج تحریر کیا گیا ہے جو برسوں کے نامردوں کو مرد کامل بنا دیتا ہے اور جسے نہایت آسانی سے سمجھا اور عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ جنہوں نے غلط کاریوں سے اپنے آپ کو تباہ و برباد کیا ہے اور اب عورت کے قابل نہیں رہے وہ اس کتاب کے مطالعہ سے گھر پر بھی اپنا علاج نہایت آسانی سے کر سکتے ہیں۔ جیسے ٹہر نیوالے اشتہاری دوا فروشوں کے پھندے میں پھنسکر گھر بار لٹانے کی بجائے صرف اس کتاب کا خرید لینا کافی ہے۔ یاد رہے کہ یہ کوئی بازاری کتاب نہیں ہے جسے محض پیسے بٹورنے کیلئے لکھا گیا ہو اور نہ دیگر کتابوں کی طرح محض ادھر ادھر کی باتیں لکھکر کاغذ کالے کئے گئے ہیں۔ بلکہ اپنے مضمون کے اعتبار سے ایک نہایت بلند پایہ کتاب ہے جس کا لفظ لفظ عملی ہے اور جس سے مرد و عورت کے پوشیدہ تعلقات کے سلسلہ میں پورا پورا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ایک بڑی خوبی اس کتاب میں یہ ہے کہ اس میں سنی سنائی کوئی بات نہیں لکھی گئی بلکہ سب باتیں مصنف نے اپنے تجربات کی روشنی میں لکھی ہیں۔ اسلئے اسمیں جو کچھ لکھا گیا ہے اسمیں کسی قسم کی غلطی کا امکان نہیں ہے۔ پڑھے بغیر آپکو یقین نہ آئے گا کہ یہ اس قدر مفید ہوگی۔ اس لئے ہم آپ سے شرط کرتے ہیں کہ اگر پسند نہ ہو تو کتاب واپس بھیجکر اپنے دام واپس منگوا لیجئے۔ نہایت خوبصورت باتصویر جلد۔ بڑے سائز کے ڈیڑھ سو صفحات قیمت صرف ۱ محصول ڈاک علاوہ ہوگا۔ کتاب دھڑا دھڑ فروخت ہو رہی ہے جلد منگوا لیجئے ورنہ تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

ملنے کا پتہ:- گپتا اینڈ کمپنی ٹوہانہ ایس۔ پی ریلوے